

راہِ حَسَنَت

بجواب

راہِ سُنَّت

از

سید ابراہیم احمد خان نعیمی

نعیمی کتب خانہ



۱۰  
۳۵  
ذہبیہ نجلت میں تہلکہ مچا دینے والی کتاب

راہِ جنت

بجواب

راہِ سُنت



مُصَنَّف

صاحبزادہ مفتی اقسام احمد خان نعمی

مَعَ

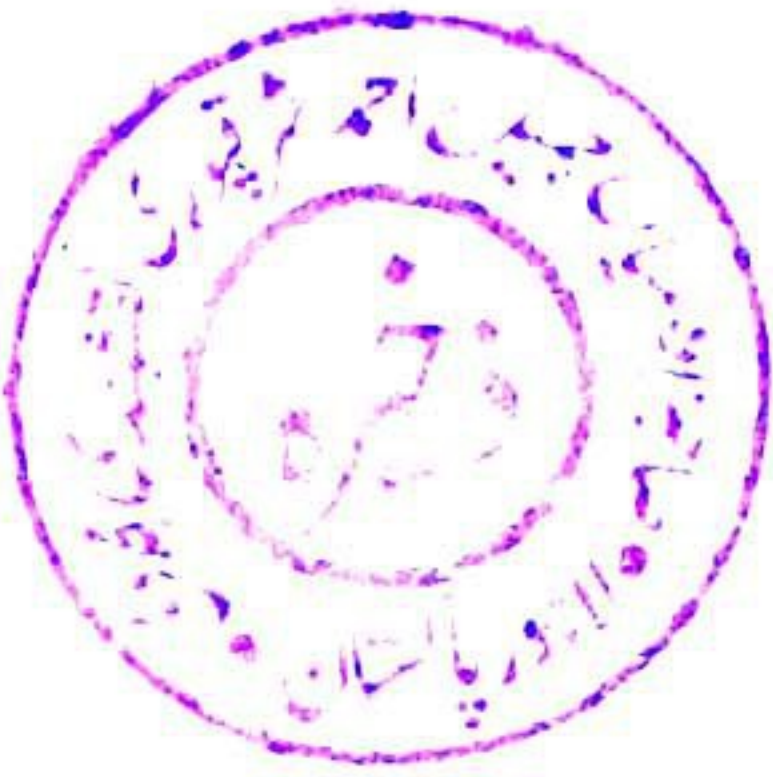
کتاب مقیاس جنت بجواب باب جنت

نعمی کتب خانہ

ناشر: مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

984197

98417



## پیش لفظ

بندہ گنہگار ہیچ مدعاں محمد اقدار خان ناظرین والا شان کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ میں نے کتاب ”راہ سنت مولفہ مولوی سرفراز خان صاحب صفدر گکھڑوی کا بغور مطالعہ کیا اور انکا آخر کتاب میں دس ہزار روپے کا اعلان بھی دیکھا۔ وہ کتاب کیا ہے۔ مکڑی کا جلا ہے جس کا دیکھنے میں بہت پھیلاوا مگر حقیقت کچھ بھی نہیں اس کا دارومدار دوسری کتب دیوبندیہ کی طرح دھوکوں اور خیانتوں پر ہے۔ میں نے اس کا جواب یعنی یہ کتاب جو آپکی پیش نظر ہے۔ بہت پہلے لکھ لی تھی جس کا اشتہار بھی دے دیا تھا۔ مگر مجھے پتہ یہ لگا کہ کتاب راہ سنت ایسی گناہ سی کتاب ہے جس سے اہل سنت تو کیا خود نجدی دیوبندی وہابی بھی بے خبر ہیں جس سے بھی اس کتاب کا تذکرہ ہوا اس نے یہ ہی پوچھا کہ راہ سنت کونسی کتاب ہے اور کس نے لکھی ہے چنانچہ اشتہار دینے پر بھی اس کے بہت کم طلب کے آرڈر آئے اس لئے میں نے اس کا جواب چھاپنے کا ارادہ ترک کر دیا اور سمجھا کہ اس کا جواب دینا درحقیقت راہ سنت کو مشہور کرنا ہے۔ کچھ قلمی سوالات میں نے مولوی صاحب مذکور کو بھیجے جن کا جواب تو وہ نہ دے سکے مگر انہوں نے نہایت تکبرانہ انداز میں مجھے لکھا کہ تم میرے شاگرد در شاگرد کے برابر بھی نہیں ہو لہذا میں تمہیں منہ نہیں لگا سکتا ایک بار گجرات میں میری مصنف مذکور سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے زبانی جوابات کا مطالبہ کیا تو نہایت لاپرواہی سے فرمایا کہ جاؤ تم جیسے میں نے بہت دیکھے ہیں اس کتاب کا جواب لکھنے والے کسی ماں نے جنے ہی نہیں تم سے جو ہو۔ سکتا ہے کرلو پھر بعض دیوبندی وہابیوں کو کہتے سنا گیا کہ اہل سنت سے اس کتاب کا جواب ناممکن ہے مجبوراً ”یہ کتاب چھپانا پڑی اس کا نام لطمہ شیر بر نجدی“ گکھڑ تھا۔ مگر والد صاحب کے فرمانے پر اس کا نام راہ جنت رکھا رب تعالیٰ قبول فرمائے۔

اقدار احمد خان عرف مصطفیٰ میاں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على سيد الانبياء وسند الاصفياء

محمد المصطفى وعلى اله واصحابه البر الثقي

آج سے قریباً اکیس سال پہلے میرے ولی نعمت استاذ برحق والد ماجد حضرت حکیم الامت مولانا الحاج المفتی احمد یار خاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ دارالعلوم دیوبند پاکستان نے ایک مبسوط کتاب لکھی جہاں الحق زہق الباطل جس میں مذہب دیوبندی کے ہر مسئلے کی ایسی پرزور تردید کی کہ بغفلت تعالیٰ دیوبندی نجدیت وہابیت بسمل کی طرح تڑپنے لگی اور دم توڑنے لگی اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور شفیع یوم النشور باعث ایجاد عالم مالک کون و مکان حضرت محمد ﷺ کے کرم سے وہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ عرصہ میں بار بار چھپی۔ ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک حتیٰ کہ مدینہ منورہ افریقہ انگلستان (لندن) تک پہنچی۔ اسے اہل سنت نے آنکھوں سے لگایا۔ علماء کرام نے پسند فرمایا صوفیاء عظام نے مقبول کیا۔ حضرت قطب الوقت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری قدس سرہ العزیز نے حضرت مصنف کو خلعت و انعامات سے نوازا اور فرمایا کہ اس کا اصلی صلہ ان شاء اللہ قیامت میں اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ سے دلوانا جائیگا حضرت مصنف کے پیر مرشد حضرت صدر الاناضل فخر الاماثل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز مراد آبادی نے حضور مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جبہ مبارک حضرت حکیم الامت کو عطا فرمایا غرض یہ کہ بزرگان دین نے اس کتاب کو بہت ہی پسند فرمایا اس کے مطالعہ سے بہت سے بچے نجدی دیوبندی وہابی پلپے پڑ گئے اور پلپے نجدی دیوبندی توبہ کر کے پختہ سنی مسلمان ہو گئے والحمد لله على ذلك نجدی دیوبندی بہت ہیچ و تاب کھاتے سرسلا تے رہے مگر بجز انگلیاں چبانے غم کھانے کے کچھ بن نہ آتی تھی آخر کار اکیس سال کے بعد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے ایک جوشیلے دیوبندی عالم مولوی سرفراز خاں صاحب صدر نے اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش کی اور ایک کتاب مسمیٰ بہ راہ جنت لکھی اس کتاب میں مصنف مذکور نے اہل سنت کو جواب نہ دیا بلکہ اپنے مذہب کو جواب دے دیا ہے جیسا کہ انشا اللہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے میں کتاب راہ

سنت پر کچھ لکھنے سے پہلے مذہب دیوبندیت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

## دیوبندیت اور دیوبندی

دیوبندیت کو خود نجدی دیوبندی وہابی ہی اپنے ہاتھوں گہری قبر میں دفن کر چکے ہیں اب دیوبندیت عیسائیت کی طرح صرف کتابوں کی زینت رہ گئی ہے رہا دیوبندیوں کا عمل وہ بالکل برعکس ہو چکا اب دیوبندیوں کا قلمی مذہب اور ہے قولی مذہب اور مگر عملی مذہب کچھ اور ہے۔ آپ دیوبندیوں کی تحریر تقریر و عمل میں انتہا درجہ کا فرق بلکہ تضاد پائیں گے بطور نمونہ چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔

## مزارات پر عمارات

دیوبندی دھرم میں مزارات اولیاء اللہ پر عمارات بنانا حرام کفر و شرک ہے اور بنی ہوئی عمارتوں کو ڈھا دینا عین فرض اور رکن ایمان ہے بلکہ مولوی سرفراز خان صاحب نے اس کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا کہ مزارات اولیاء اللہ کے پاس جو مسجدیں ہوں انہیں بھی ڈھا دینا ضروری ہے چنانچہ وہ اس جگہ بحوالہ مرقات فرماتے ہیں **ويجب الهدم وان كان مسجد** اور خود ہی یوں ترجمہ فرماتے ہیں **گرانا واجب ہے** اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو اسی جگہ فرماتے ہیں **کیونکہ مسجد ضرر بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعبیر کی گئی تھی نتیجہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس جو مساجد ہیں ان سب کا گرا دینا ڈھا دینا جائز یا مستحب نہیں بلکہ واجب ہے رہے قبور اور قبور پر عمارات ان کے متعلق تو کچھ پوچھئے ہی نہیں فرماتے ہیں۔**

ان اونچی قبروں کو اور ان قبروں پر جو قبے اور گنبد بنائے گئے ہیں انکو گرا دینا واجب ہے راہ سنت صفحہ ۱۷۶

اور فرماتے ہیں۔

لايجوز بقاؤها و يجب هدمها ان کا چھوڑنا جائز نہیں ان کا گرا دینا واجب ہے۔ راہ سنت صفحہ ۱۷۷

مسلمانوں شکر کرو کہ پاکستان میں نجدیوں دیوبندیوں کا راج نہیں ورنہ بھارت میں تو

ہزار دو ہزار مسجدیں ہندوؤں نے گرائی ہوئی یہ نجدی پاکستان کی لاکھوں مسجدیں ڈھا دیتے خدا گنجے کو ناخن نہ دے کہ گنج کھجلائے خون بہائے حالانکہ خاں صاحب نے مرقت کی عبارت نقل کرنے میں بہت ہی خیانت کی کیونکہ مرقت کی پوری عبارت یہ ہے۔ وللحرمة فی المسببة ووجب الهدم وان كان مسجدا یعنی یہ ممانعت وقتہ... قبرستان میں ہے کہ وہاں بنی ہوئی عمارت کا ڈھلانا اگرچہ مسجد ہی ہو کیونکہ تبدیلی وقف ہے خاں صاحب نے اگلی پچھلی عبارت چھوڑ دی

## عمل

مزارت کے قیوں و مسجدوں کے متعلق دیوبندی نجدی تحریریں آپ دیکھ چکے اب دیوبندی عمل ملاحظہ فرمائیں ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ ۲۹ جولائی 1960ء کو قائد اعظم بانی پاکستان محمد علی جناح کی قبر پر حکومت پاکستان نے عظیم الشان قبہ مقبرہ کی عمارت بنانے کے لئے ہزار ہا روپیہ کا تخمینہ لگایا جب سنگ بنیاد رکھنے کی رسم صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ادا کی تو اس وقت دیوبندیوں کے شیخ الشیخ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی بھی وہاں پر براجمان و تشریف فرما تھے بلکہ شمع محفل نظر آرہے تھے ان موصوف نے نہ یہ کہ اس موقعہ پر حق کی تبلیغ کی نہ یہ کہ خاموش رہے بلکہ ایک بیخ تقریر فرمائی جس میں حکومت کے اس قبہ سازی کی بہت تعریف کی اور گذشتہ حکومتوں پر اعتراض کیا کہ انہوں نے اس کار خیر میں دیر لگائی مولانا کی یہ تقریر اخبارات جنگ کو ہستان وغیرہ میں شائع ہوئی مسلمانو! غور کرو مولانا سرفراز صاحب مزارت کے قبہ بلکہ وہاں کی مسجدوں کو گرانا واجب و ضروری فرما رہے ہیں اور مولانا احتشام الحق قبہ بنانے کو کار خیر فرما رہے ہیں وہ تھا قول یہ ہے عمل دیکھو اخبار جنگ راولپنڈی ۱۳ اگست ۱۹۶۰ء اور گجرات کے دیوبندیوں نے گجرات کے قبرستان بھٹیاں کے جنازہ گاہ پر قبضہ کرنے وہاں وہابیت کا اکھاڑہ بنانے کے لئے اس جنازہ گاہ میں رمضان ۱۳۶۲ھ کو تراویح و جمات پنجگانہ باقاعدہ جماعت سے ادا کرنی شروع کر دی حالانکہ اس جنازہ گاہ کے چہار طرف قبریں ہیں اور اس کی غربی جانب ایک بزرگ چولے والے کا مزار ہے خود جنازہ گاہ کے صحن میں بہت قبریں ہیں یہ ہے دیوبندی عمل کہ قبروں کی طرف جدے کر رہے ہیں۔



## کیا فرماتے ہیں حضرت مولوی سرفراز خاں صاحب

در تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ از روئے شریعت دیوبندیہ مولانا احتشام الحق صاحب واجب الہدم چیز کو خیر فرما کہ مشرک کافر فاسق ہوئے یا نہیں۔ بنوا تو جروا۔

### مزارات اولیاء اللہ پر حاضری

دیوبندی عقیدہ یہ ہے کہ مزارات اولیاء اللہ پر جانا وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا قتل و زنا سے بھی بدتر گناہ ہے چنانچہ مولوی سرفراز خاں صاحب اپنی اس کتاب راہ سنت میں ۱۲۲ پر بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں جو شخص اجمیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر پر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہاں مقبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل و زنا سے بھی بدتر گناہ ہے مسلمانو! شکر کرو کہ پاکستان میں نجدیوں 'دیوبندیوں' وہابیوں کی بادشاہت نہیں ورنہ بھارت میں تو ہندوؤں نے ہزار ہا مسلمانوں کو شہید کیا یہ دیوبندی پاکستان میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل بلکہ رجم و سنگسار کر دیتے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان زیارت قبور وہاں دعائیں مانگنے پر عامل ہیں۔ اور یہ حرکت دیوبندیوں کے ہاں قتل و زنا سے بدتر ہے تو یقیناً" یہ سارے مسلمان اس سزا کے مستحق ہوئے جو زنا و قتل کی سزا ہے بلکہ ابھی حال ہی میں ایک دیوبندی صاحب عبدالقادر نامی نے حضور داتا گنج بخش قدس سرہ لاہوری کے مزار پر انوار کے متصل تمام گلی کوچوں میں قلمی اشتہار لگائے کہ مردوں میں دعا قبول کرنے کی طاقت نہیں ان کے مزارات پر فیض مانگنا شرک و بدعت ہے پھر رات کے آخری حصہ میں تمام آستانہ اور زائرین کو زندہ جلا دینے کی کوشش کی زائرین کے کپڑوں اور آستانہ کے درو دیواروں پر مٹی کا تیل چھڑک دیا تیلی جلائی تھی کہ کسی کو حرکت کا پتہ لگ گیا۔ اور وہ پکڑا گیا۔ اگر ایک سیکنڈ کا موقعہ اسے مل جاتا تو یہ بد نصیب تمام مسلمانوں کو زندہ جلا دیتا دیکھو اخبار کو ہستان وغیرہ بحریہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء یہ ہے ان ظالم دیوبندیوں کی اسلام دشمنی اور مسلم کش توحید ممکن ہے کہ اس عبدالقادر نے ہمارے مولوی گکھڑوی کے اس فتوے پر عمل کرنا چاہا ہو۔

## عمل

یہ تھا دیوبندیوں کا تحریری مذہب اب انکا عملی مذہب بھی دیکھ لو۔ شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی قبر کے متعلق مرہیہ گنگوہی میں فرماتے ہیں

تمہاری قبر انور کو میں دے کر طور سے تشبیہ  
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی تادانی

مولانا احتشام الحق صاحب قائد اعظم کے مزار پر سنگ بنیاد رکھتے وقت بڑی عقیدت سے حاضر ہوئے اور تعمیر مزار کے کام کو کار خیر فرمایا۔

دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۳۲۲ پر اپنے مذہب کے ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب صاحب کی کرامت لکھی کہ ایک بار نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت وبا پھیلی جو شخص مولانا کی قبر کی مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے شفا ہو جاتی اس کثرت سے لوگ مٹی لے گئے کہ جب بھی مٹی ڈلواد ختم تب ان کے صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی تو کرامت ہو گئی ہماری مصیبت آگئی اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈلواینگے ایسے ہی پڑے رہیو لوگ جو تہ پہن کر تمہارے اوپر چلیں گے بس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۳۲۲ مسلمانو! یہ ہے دیوبندیوں کا عملی مذہب کہ اپنے بزرگوں کے قبر کی مٹی کو بھی دافع بلا شانی الامراض جانتے ہیں پھر سلع موتی اور مردوں سے عرض معروض کرنا سب ہی درست سمجھتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خاں صاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ احتشام الحق صاحب محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند مولف ارواحِ ثلاثہ اشرف علی صاحب عشی کتاب ہذا روئے شریعت دیوبندیہ مشرک کافر بدعتی ہیں یا نہیں اور ان کے یہ اعمال قتل و زنا سے بدتر تھے یا نہیں۔

## پنجتن پاک

عام مسلمان یہ شعر پڑھا بھی کرتے ہیں اور مکانوں کی چوکھٹوں پر بھی کندہ کراتے ہیں

لی خمسة اطفی بها حرا الوباء الحاطمه  
المصطفی والمرتضی وابناهما والفاطمه

اور عموماً مسلمان مسافر کو وداع کرتے وقت کہتے ہیں جا اللہ رسول کی امن پانچ پیروں کا سایہ بعض لوگ مسافر کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھتے ہیں کہ امام حسین کی ضمان میں جائے۔ خیریت سے آئے۔ واپس پر اس روپیہ کی حضرت شہید کربلا دافع کرب و بلا کی فاتحہ کرتے ہیں ان اعمال کو دبا بند شرک اکبر کہتے ہیں۔ ہمارے خاں صاحب گھمڑی بھی اس سے بہت ناراض ہیں انہوں نے اس شعر میں یوں ترمیم کی ہے۔

لی واحد اطفی بہ حرا الوباء الحاطمه

یہ ہے دیوبندیوں کا مذہب کہ امام ضامن باندھنا شرک ہے کفر ہے ارتداد ہے، آئیے اب ہم آپ کو ان کا عمل دکھاتے ہیں۔

### عمل

صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب جب جن کینڈی صاحب کی دعوت پر امریکہ کے دورہ پر گئے تو کراچی سے روانگی کے وقت ان کے بازو پر دیوبندیوں کے پیشوا مولانا اہتمشام الحق نے امام ضامن باندھا چنانچہ یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ راولپنڈی میں یہ خبر شائع ہوئی اور ۱۰ جولائی کے جنگ میں مولانا موصوف کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر مملکت کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے ہیں یہ عمل معمولی دیوبندی کا نہیں بلکہ ان کے امام و پیشوا مولانا اہتمشام الحق صاحب ہے۔

## کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خان صاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ اہتمشام الحق صاحب از روئے شرک

دیوبندیہ اس عمل کی وجہ سے مشرک کافر مرتد۔ بدعتی ہوئے یا نہیں سوا کی ہمت کیجئے جو فتوے آپ ہم لوگوں پر دیا کرتے ہیں حضرت مولانا پر بھی وہی شائع فرمادیں۔

## حاضر ناظر عرس وغیرہ

عام مسلمان عرس بزرگان نذر نیاز کیا کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرکار ابد قرار باذن پروردگار تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے آئینہ دار آئینہ کو اور ارواح قدسیہ آنا" فنا" مشرق و مغرب کی سیر فرماتی ہیں اور متوسلین کی مدد کرتی ہیں اس کو مسئلہ حاضر ناظر کہتے ہیں حضرات علماء دیوبند خصوصاً "گکھڑوی اس کو کفر و شرک بدعت وغیرہ فرماتے ہیں خاں صاحب گکھڑوی نے اس کی تردید میں کتب تحریر فرمائی ہیں۔ یہ ہے ان کا قلمی و قولی مذہب۔

## عمل

اب دیوبندیوں کا عملی مذہب ملاحظہ فرمادیں دیوبندیوں کے مایہ ناز عالم واعظ عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی نے والد صاحب کو تحریر دی جس میں انہوں نے عرس بزرگان نیاز فاتحہ کو جائز مانا اور مانا کہ حقیقت محمدیہ عالم کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے یعنی مسئلہ حاضر ناظر درست ہے اشتہاری شغل میں جھٹڑے کا خاتمہ کے عنوان سے چھپا گیا پھر پندرہ ۱۵ برس کے بعد اس سے پھر گئے اور شائع کیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ میں ان مسائل سے رجوع کرتا ہوں۔ دیکھو ان کا اشتہار اعلان حق"

دیوبندیوں کے شیخ الشیوخ رشید احمد صاحب اپنی کتاب امداد السلوک کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

|                                      |   |
|--------------------------------------|---|
| ہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید | نیز مرید یقین سے جانے کہ پیر کی روح     |
| بہ یک زماں نیست پس ہر جا کہ مرید     | ایک وقت کسی جگہ میں قید نہیں تو         |
| باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور   | مرید جہاں بھی ہو دور یا نزدیک اگرچہ پیر |
| است اور روحانیت او دور نیست          | سے دور ہو مگر پیر کی روح دور نہیں       |

## کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خاں صاحب

اور تمام علماء دیوبند کہ از روئے شریعت دیوبندیہ مولانا عنایت شاہ صاحب گجرات اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کافر مشرک بدعتی وغیرہ ہیں یا نہیں ان ہزدگوں نبی کریم ﷺ کو بلکہ مولوی رشید احمد صاحب نے تو پیروں کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانا۔

### میلاد شریف

عام مسلمان ہمیشہ خصوصاً شادی غمی کے موقعہ پر اور بارہ ربیع الاول شریف دن میلاد شریف بہت اخلاص سے کرتے ہیں دنیا کے ہر خطہ میں خصوصاً حرم میر طیبین میں اس مجلس شریف کا عام رواج ہے مگر دیوبندی اسے بھی حرام و کفر و شرک قرار دیتے ہیں اور سارے مسلمانوں کو اس کی وجہ سے مشرک و مرتد مانتے ہیں ان دیوبندی نجدیوں کا مشہور مقولہ ہے کہ کفر و شرک کی محفل ہے محفل میلاد ہمارے مولوی سرفراز صاحب بھی اس سے بہت ناراض ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب راہ سنت میں اس کی حرمت پر بہت زور دیا ہے یہ ہے دیوبندیوں کا قلمی مذہب۔

### عمل

اب ذرا ان کا عملی مذہب ملاحظہ ہو دیوبندی نجدیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدرسہ جامع العلوم کانپور میں عرصہ تک نوکر رہے وہاں عام مسلمان اہل سنت تھے میلاد شریف کا عام رواج تھا مولانا بھی میلاد شریف اور قیام کرتے رہے خواہ اچھا سمجھ کر یا تقیہ کے طور پر رب جانے اسے ہمارے گگھڑوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ راہ سنت کے صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں اور حضرت تھانوی اپنے زندگی کے ابتدائی دور میں اس کے (میلاد شریف) جواز کے قائل تھے پھر رجوع کر لیا تھا۔ اب گگھڑوی صاحب فرماتے ہیں کہ اتنے دن تک تمہارے حکیم الامت صاحب مشرک و کافر رہے یا نہیں اگر رہے تو پھر تجدید ایمان و تجدید نفاذ کیا یا نہیں اگر نہیں کیا تو آپ نے ان کے خلاف فتویٰ کیوں نہ دیا بہت سوچ سمجھ کر فتویٰ دیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب درثمیس فی مبشرات النبی الامیس میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب سے نقل فرماتے ہیں۔

میرے والد صاحب نے مجھے خبر دی کہ میں میلاد شریف کے زمانہ میں بارہویں ربیع الاول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کرنے کے لئے کھانا پکایا کرتا تھا۔ ایک سال مجھے صرف بھنے ہوئے چنے ملے میں نے وہ ہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے سامنے یہ بھنے چنے تھے اور آپ بہت خوش تھے۔

اخبرنی سیدی والدی قال كنت اصنع في ايام المولد طعاما صله للنبي صلى الله عليه وسلم فلم يفتح في سنته من السنين شيئا اصنع به طعاما فلم اجد الا حميصا مشونا فقسمته بين الناس فرأيت صلى الله عليه ولم بين يديه هذه الحميص من رياساشاه

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں تھا۔ حضور ﷺ کی جائے ولادت پاک میں پیدائش شریف کے دن اور لوگ حضور پر درود شریف پڑھ رہے تھے اور آپ کے وہ معجزات بیان کر رہے تھے جو ولادت پاک کے وقت اور ظہور نبوت سے پہلے ظاہر ہوئے کہ اچانک میں نے چمکتی ہوئی روشنیاں دیکھیں میں نے یہ روشنیاں ان فرشتوں کی دیکھیں جو ان جیسے موقعوں اور ان جیسی مجلسوں کے لئے مقرر ہیں۔

وتدكنت قبل ذلك مكة العظمه في مولد النبي صلى الله عليه وسلم في يوم ولادته والناس يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم يذكرون ارهاصاته التي ظهرت في ولادته ومشاهده قبل بعثته فرأيت انوار ساطعته دفعته واحده فوجدتها من قبل الملكة الموكلين بامثال مشاهد هذه

المجالس

غور فرماؤ کہ مکہ معظمہ میں تاریخ ولادت میں مقام پیدائش شریف میں میلاد شریف ہو رہا ہے اور نجدی دیوبندیوں کے مانے ہوئے پیشوا شلا ولی اللہ صاحب اس میں شریک ہوتے ہیں اور وہاں فرشتوں کے انوار دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بعض

فرشتے میلاد شریف جیسی مجلسوں میں شرکت کے لئے مقرر ہیں۔

## کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز صاحب

اور تمام علماء دیوبند کہ شاہ ولی اللہ صاحب ان مجالس میلاد میں شرکت کی وجہ سے مشرک بدعتی تھے یا نہیں اگر تھے تو آپنے ان کے خلاف اب تک فتوے کیوں نہ دیئے انہیں اپنا پیشوا کیوں مانتے ہیں۔

## ہماری پیش گوئی

ہم اللہ رسول کے بھروسے پر پیش گوئی کرتے ہیں کہ ان کے خلاف فتوے دینے کے لیئے نہ سرفراز صاحب سے قلم اٹھے گا نہ کسی اور دیوبندی صاحب سے ان کے پیشوا کتنے ہی شرک و بدعت کریں ان کے لئے ان بزرگوں کے قلم ٹوٹے ہوئے ہیں زبانیں خاموش ہیں شرک و کفر کی دو دھاری تلوار صرف ہم اہلسنت کے لئے ہے اگر یہ حضرات مبلغ اسلام کے سچے نوحیدئے ہیں تو ہمت کر کے ان پر قلم کیوں نہیں اٹھاتے معلوم ہوا کہ ان کے فتوے اخلاص سے نہیں بلکہ عناد سے ہیں ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مزعومہ شرک و بدعت ان کے تمام پیشوا کرتے ہیں علم غیب حاضر و ناظر استمداد بالاولیاء وغیرہ سب کچھ مانتے ہیں مگر ان کے فتوے صرف ہم اہل سنت پر ہیں ان پر نہ فتوے دیئے ہیں نہ دیں گے۔

## لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب اذان قبر سے بہت ناراض ہیں وہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے راہ سنت ۲۱۹ پر فرماتے ہیں کہ اگر اذان سے شیطان کو بھگانا مقصود ہے جو اس وقت میت کو بھکا کر امتحان قبر میں ناکام بنانے کی کوشش کر رہا ہے تو بریلوی پیروں مولویوں کو چاہئے کہ اپنی زوجہ سے صحبت کرتے وقت بھی مریدوں سے اذان کہلوایا کریں تاکہ اس وقت شیطان صحبت میں دخل نہ دے اذان قبرمیت کی امداد ہے تو اذان مجامعت میں اس بھائی بہن اور اس کی ہونے والی اولاد کی امداد ہے کہ اذان کی برکت سے وہ سب شیطان سے محفوظ رہیں گے۔ نیز چاہئے کہ پاخانہ جاتے وقت بھی اذان

کھلوا کر تاکہ اس کی برکت سے وہ شیطان بھاگ جائے جو پاخانے پر مسلط ہے پاخانہ یوں جایا کر کہ تم پاخانہ کرتے ہو اور نہرے مریدین وہاں اذان دیتے ہوں اگر تم بیوی سے مجامعت کرتے وقت اور پاخانہ جانے وقت اذان دینا گوارا نہیں کرتے تو اذان قبر اور ان دونوں اذانوں میں فرق بتاؤ۔

مسلمانو! دیکھا یہ ہے بخدی تہذیب ان بد لگاموں کی زبان و قلم سے نہ خدا تعالیٰ بچا نہ رسول ﷺ نہ اسلامی احکام یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ حضور ﷺ کی ذات گرامی اور حضرات فقہاء عظام پر ہے کیونکہ حدیث پالٹ میں وارد ہوا کہ اذان سے شیطان چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے ختم ہونے پر آجاتا ہے تکبیر پر پھر بھاگتا ہے ختم ہونے پر آتا ہے اس لئے بچہ کی پیدائش پر اس کے کانوں میں اذان تکبیر کا حدیث شریف میں حکم ہے تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے مولوی سرفراز صاحب حضور ﷺ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ جب جب بچہ پیدا ہونے پر اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے تاکہ شیطان سے محفوظ رہے تو بچہ رتے وقت یعنی ماں باپ کی مجامعت کے وقت اذان کیوں نہیں دی جاتی تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے نیز فقہاء فرماتے ہیں کہ آگ لگنے راہ بھولنے غم و اندوہ طاری ہونے جنت کے غلبہ پر اذان دی جاوے۔ مولانا سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اے امام ابوحنیفہ وغیر ہم حضرات جو ان موقعوں پر اذان دینے کا حکم دیتے ہو تو عورت سے صحبت کرنے اور پاخانہ کرتے وقت اذان کا حکم کیوں نہیں دیتے مولوی صاحب اسلام اور بانی اسلام اور فقہاء عظام پر چوٹ کر رہے ہیں نہ کہ ہم پر۔ اچھا مولوی صاحب تم نبیوں ولیوں علماء فقہاء پر چوٹ لگانے کے لئے ہو اور یہ گنہگار ان کے ہی دین کی حمایت کے لئے ہے شعر

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

کئے جاوے خوار و کام اپنا اپنا

فرق ہم سے سنو مجامعت اور پیشاب پاخانہ شرم و حیاء کے کام ہیں اس لئے تنہائی میں پردہ کے ساتھ کئے جاتے ہیں کتوں گدھوں کی طرح کھلم کھلا علانیہ نہیں کئے جاتے ہمارے نبی ﷺ نے ہم اہل سنت کو ان جیسے موقع پر شیطان سے بچنے کے لئے اور اعلیٰ دعائیں تعلیم فرمائی ہیں۔ آہستہ پڑھ لی جاتی ہیں مگر یہ اہل سنت کے لئے ہے



ہاں چونکہ نجدی دیوبندی ملت میں یہ کام علانیہ مریدوں کے سامنے بھی ہوتے ہیں انہیں چاہیے کہ ایسے موقعوں پر اعلان کے ساتھ یہ کام کیا کریں شاید ناظرین تعجب کریں کہ دیوبندیوں کے ہاں مجامعت علانیہ کیسے ہوتی ہے تو ہم ان کی کتابوں سے دکھاتے ہیں کہ یہ لوگ کیسے مہذب ہیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلاثہ مولفہ مولوی محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند محشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی میں ۲۶۸ پر مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کے حالات و کمالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور جلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے۔ بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھوں دیتے تھے۔ غور فرماؤ کہ لڑکوں کے کمر بند کھولنا وہ بھی مجمع میں جسے سب دیکھیں اور اس کا چھاپ کر شائع کرنا مولوی محمد قاسم صاحب کے کمالات عالیہ ہیں سے ہے اب دیوبندیوں کو چاہئے کہ مجامعت کے وقت اعلان کیا کریں آگے نزدیک اجازت نہیں دیتی کچھ عرض کرنے کی۔ اگر ناظرین فرماویں کہ یہ تو نابالغ کے کمر بند کھولنے کا ذکر ہے اس میں کیا حرج ہے تو آئیے ہم ان کے بالغوں کا عمل دکھاتے ہیں دیکھو اور عبرت پکڑو ارواح ثلاثہ ۲۸۹ میں پیرو مرید کے فیض دینے لینے کی عجیب حکایت لکھی ہے ایک دفعہ گنگوہی کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مریدو شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا داہنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو اتنی بلفظہ ہم تو سنا کرتے تھے کہ شعر

طیبہ سے منگائی جاتی ہے      سینوں میں چھپائی جاتی ہے

توحید کی مئے پالوں سے نہیں      آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

صوفیا کرام نگاہوں سے فیض دیا کرتے ہیں۔ مگر ان بزرگوں کے ہاں پیچھے سے

خاص طرح فیض دیا جاتا ہے۔ وہ بھی سب کے سامنے تاکہ قیامت تک کے نجدی دیوبندی اپنے مریدوں شاگردوں کو فیض دینا سیکھ لیں۔ اب ان بزرگوں کے ہاں فیض دینے اور لینے کے یہ طریقے اعلانیہ کئے جاتے ہیں تو مجامعت کے وقت بھی آپ حضرات اعلان کیا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

## دوسرا لطیفہ

مولوی گکھڑوی صاحب نے راہ سنت کے ۲۳۸ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی وصیت نامہ کا وہ حصہ نقل فرمایا جس میں اعلیٰ حضرت نے اپنی فاتحہ کے متعلق کچھ اعلیٰ و عمدہ کھانوں کی فہرست دی ہے کہ فلاں فلاں چیز پر بہ طیب خاطر ہماری فاتحہ کر دی جایا کرے۔ اور اس پر خوب طنز کئے۔ دیگر دیوبندی حضرات بھی اس جو وصیت کا مذاق اڑاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کو مرتے وقت بھی کھانے کی ہی فکر ہے۔ مگر ہم کو حیرت ہے کہ اس میں مذاق دل لگی یا طنز کی کیا بات ہے۔ یہ تو آیت کریمہ پر عمل ہے لن تنالوا البرحتی تنفقوا مما تحبون تم بھلائی نہیں پاسکتے۔ تو قتیکہ اپنی پیاری چیز خیرات کرو۔ اعلیٰ حضرت کو اللہ کی نعمتیں مرغوب تھیں ان کی خیرات کرنے کی وصیت فرمائی کہ میرے بعد اعلیٰ درجہ کے کھانے ان فقراء و مساکین کو کھلانا جنہیں روٹی بھی میسر نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ بوقت وفات بھی صدقہ و خیرات کی فکر ہے اور غرباء پروری کی شان کا ظہور۔

شاید مولوی سرفراز صاحب و دیگر دیوبند کو شکایت ہوگی کہ اس فہرست طعام میں دیوبندیوں کی مرغوب غذا بھنے ہوئے کوؤں کا ذکر نہیں اور ان بزرگوں کو کوئے پسند ہیں مسلمانو! خیال رکھنا کہ دیوبندیوں کے مذہب میں کوا کھانا صرف حلال ہی نہیں بلکہ ثواب ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۳۰ پر کتاب التفسیر والحدیث سے کچھ پہلے ایک سوال و جواب ہے جو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں۔

مسئلہ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔  
الجواب ثواب ہوگا فقط رشید احمد

اب بھلا مولوی سرفراز کیوں ناراض نہ ہوں کہ اس فہرست میں کوئے کا ذکر نہیں معلوم سرفراز صاحب نے کبھی یہ کارِ ثواب کیا یا نہیں اگر نہ کیا ہو تو ہم یہ ادب سے عرض کریں گے کہ کوا ضرور کھلایا کریں۔ مفت کا شکار مفت کا ثواب ہے کھاؤ بھی اور ثواب بھی کھاؤ اور پاکستان سے کوئے بھی کم ہوئے۔ شعر

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیث  
کلاغ لیکے چلے یا الاغ لیکے چلے

یا اس وصیت سے اس لئے ناراضگی ہے کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب نے مرتے وقت وصیت فرمائی تھی۔ جس میں اپنے مریدین خاص سے اپیل کی تھی ہ تم لوگ ۲۰ آدمی مقرر ہو جاؤ اور فی کس ایک روپیہ ماہوار اپنے ذمہ کر لو جو میرے مرے بعد میری بیوی کو دیتے رہو چنانچہ دیوبندیوں کی کتاب تنبیہات وصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے صفحہ ۲۱ سطر ایک میں ہے میرے بعد بھی تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (میری بیوی) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں (از رسالہ دیوبندی مذہب صفحہ ۲۰۸ ماشاء اللہ مرتے مرتے بھی مانگنا نہیں چھوڑتے بلکہ اشرف علی صاحب اپنی کتاب افاضات یومیہ جلد اول صفحہ ۲۹۶ سطر ۲۱ میں فرماتے ہیں میری ساری عمر مفت خوری میں گئی پہلے تو باپ کی کمائی کھائی بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گزارہ ہوا پھر اس کے بعد سے وہ ہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گذر (از دیوبندی مذہب صفحہ ۲۰۳)

ناظرین فرق دیکھ لیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ جدی رئیس تھے۔ عمر بھر لوگوں کو کھلایا مرتے وقت بھی کھلانے کی وصیت کی مولانا اشرف علی صاحب کا معاملہ بالکل برعکس ہے عمر بھر دوسروں کے نذرانوں سے گذر کی مرتے وقت مانگتے ہی گئے اب دیوبندیوں کو اعلیٰ حضرت کی وصیت بری کیوں نہ معلوم ہو یہ مانگنے کھانے کے عادی اعلیٰ حضرت دینے کھلانے کے عادی مولانا سرفراز صاحب دادی وٹانی ہمیں یاد آئی یا تمہیں۔  
نہ تم بیدادیوں کرتے نہ ہم فریادیوں کرتے

مولانا! ہوش کرو اگر تم نے ایسی پھکڑ بازی سے کام لیا تو بندہ نواز تمہارے

بزرگوں کی وہ پولیس کھلیں گی جو تمہیں پڑھانی یاد کرا دیں گی۔ ان کے عشق و محبت کی داستانیں جو تمہاری کتب میں لکھی ہوئی ہیں سب منظر عام پر آجلیں گی۔ اس لئے بہتر یہ ہی ہے کہ اپنے منہ کو لگام دو اور تہذیب کے دائرہ میں رہو۔

پردہ رہنے دو کہ اس پردہ میں رسوائی ہے

## قبروں کے چڑھاوے

دیوبندیوں کے نزدیک بزرگوں کے مزارات کے چڑھاوے حرام ہیں۔ ماہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہو کر غیر خدا کے نام کی چیز ان بزرگوں کے ہاں حرام ہیں۔ اس قاعدے سے یہ لوگ گیارہویں بارہویں وغیرہ کی شیرینی کو حرام کہتے ہیں۔

## عمل

اب ان بزرگوں کے عمل ملاحظہ کریں محکمہ اوقاف نے آمدنی والی مساجد و مزارات پر قبضہ کیا اور ان کی آمدنی کے متعلق مشہور ہوا کہ مدارس دینیہ پر خرچ ہوگی بس پھر کیا تھا خفیہ کوششیں شروع ہو گئیں کہ ہمارے مدارس کو اس آمدنی سے حصہ ملے۔ ہندوستان میں بھی یہ ہی کوشش رہی اور پاکستان میں بھی مسلمان تجربہ کر لیں اگر آج یہ وظیفے ملنے لگیں تو حضرات دیوبندیہ آگے بڑھ کر ہاتھ ماریں گے اور وظیفہ لیں گے۔ صرف جاری ہونے کی دیر ہے فرمائیے اگر یہ چڑھاوے حرام ہیں تو ان کا مدارس دیوبندیہ میں خرچ کرنا کیسا۔

## دیوبندیہ اور سائنس

موجودہ زمانہ میں سائنسی ایجادات دیوبندیوں کے لئے قرآنی ہیں ایجادات نے دیوبندیوں کے شرک و کفر کو زندہ درگور کر دیا۔ اب تو یہ حضرات اپنی حیاداری سے ہی اپنے مذہب پر ڈٹے ہوئے ہیں آج تک دیوبندی کہتے تھے کہ خدا کے سوا کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے سن لیتا دیکھ لیتا ہے صریحی شرک و کفر ہے ایسے اعتقاد رکھنے والے مشرک ہیں اب دور بین ٹیلی فون ریڈیو وغیرہ نے دکھا دیا کہ ناری طاقت یعنی بجلی کے ذریعہ ہر جگہ کی آواز سنی بھی جاسکتی ہے اور دور کی چیزیں دیکھی بھی

جاسکتی ہیں بولو دیوبندیو کیا نور نبوت کی طاقت سائنسی طاقت سے کم ہے۔ آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ روس نے راکٹ چھوڑا۔ جس میں لائیو کتیا" بٹھائی۔ یہ لائیو کتیا زمین سے تیس ۳۰ ہزار میل بلندی پر اڑ رہی ہے اور ایک دوسری زمین پر بیٹھے ہوئے خبر دے رہا ہے کہ اب لائیو کتیا کھارہی ہے۔ اب سو رہی ہے اب بھونک رہی ہے اب اس کے خون کا دباؤ اتنا ہے اس کے دل کی حرکت کی یہ حالت ہے ایک روسی آدمی ناری آلہ کے ذریعہ تیس ۳۰ ہزار میل کے فاصلہ سے ایک جانور کی نبض معلوم کر رہا ہے تو رسولوں کے شاہنشاہ حضور محمد ﷺ اگر مدینہ پاک سے ہم سب کے ایمان کی نبض پر ہاتھ رکھے ہمارے ہر حال سے خبردار ہوں تو اس سے تم کو بخار کیوں آتا ہے کیا روس پر ایمان ہے رسول پر ایمان نہیں بولو کہاں گئی دیوبندیت۔ آج تک دیوبندی کہا کرتے تھے کہ کسی کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا صریحی شرک ہے حتیٰ کہ میں نے ایک دیوبندی سے کہا آصف بن برخیا آن واحد یعنی پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس یمن سے شام میں لے آئے جیسا کہ قرآن کریم فرما رہا ہے۔ انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک میں وہ تخت آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لا دوں گا۔ دیکھو اس میں علم غیب حاضر و ناظر ولی کی تیز رفتاری ولی کی طاقت و قدرت سب ہی بیان ہو گئیں تو وہ دیوبندی نہایت دلیری سے کہنے لگا کہ یہ کام حضرت جبرائیل نے کئے تھے نہ کہ آصف برخیا انسان نے اور قرآن کریم جبرائیل کی گفتگو کا ذکر کر رہا ہے یہ سن کر مجھے تو حیرت ہو گئی ان کی اس دلیری و ہمت پر مجھے سخت افسوس ہوا کہ دیوبندی اپنے مذہب کی خاطر قرآن مجید کی تحریف بھی گوارا کر لیتے ہیں اگر رب تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرماتا تو یہ حضرات کبھی کا اسے بدل چکے ہوتے۔ مگر فی زمانہ سائنسی ایجاد ٹیلی وژن نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہم کہا کرتے تھے کہ یہ بیک وقت حضور ﷺ ہر مدفن مردے کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں جن کے متعلق فرشتے پوچھتے ہیں کہ تو انہیں کیا کہتا تھا۔ انہیں رسول نبی مرسل کہتا تھا یا اپنے جیسا بشر بڑا بھائی وغیرہ۔ تو دیوبندی اس کی لائینی تاویلیں کیا کرتے تھے کہ ذہنی اشارہ ہے یا حضور کا فوٹو دکھایا جاتا ہے ایک شخص کو بہ یک وقت چند جگہ موجود ماننا شرک اکبر ہے مگر اب سائنس نے ٹیلی وژن کے ذریعہ ایک شخص کو بہ یک وقت ہزار ہا جگہ حاضر و ناظر کر دیا بولو دیوبندیو کہاں گیا تمہارا شرک۔ اس آفت ناگہانی

سے ان کے ہوش و حواس بگڑ گئے تو مافوق الاسباب کی دم لگائی کہ مافوق الاسباب یہ طاقت غیر اللہ میں ماننا شرک ہے اور سائنسی آلات چونکہ اس کے اسباب ہیں لہذا ایسا ہو سکتا ہے ہم نے کہا کہ نبوت اور نور رسالت بھی ان تمام کمالات کا سبب ہی ہیں تب ان بزرگوں کا حاضر ناظر ہونا اسباب کے ماتحت ہی ہوا تب لگے بغلیں جھانکنے غرض کہ اس سائنسی ایجادات کے زمانے میں دیوبندیوں کا دیوبندیت پر ڈٹا رہنا راجی ہی ہے۔

## علم غیب اور دیوبندی عقیدہ

مسئلہ علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ رب تعالیٰ نے کسی نبی ولی کو علم غیب نہیں بخشا یہ خاص صفت الہی ہے کسی کیلئے علم غیب عطائی بھی ماننا شرک ہے خصوصاً "علوم ختمہ" کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور کل کیا ہوگا۔ یہ تو کسی نبی کو معلوم ہو سکتے ہی نہیں یہ حضرات ہم اہل سنت کو مسئلہ علم غیب کی وجہ سے مشرک و کافر کہتے ہیں۔

## عمل

اب ان کا اپنا عمل ملاحظہ کرو۔ یہ لوگ اپنے پیروں پیشواؤں کو بڑے دھڑلے سے عالم غیب مانتے ہیں چنانچہ ان کی کتاب ارواحِ مشک میں صفحہ ۳۸ پر مولانا شاہ عبدالقادر کے متعلق لکھا ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اگر عید کا چاند تیس ۳۰ کا ہونے والا ہوتا تو عبدالقادر صاحب اول روز تراویح میں ایک سیپارہ پڑھتے اور اگر انیس کا چاند ہونے والا ہوتا تو اول روز دو سیپارے پڑھتے تھے۔ "مسلمانو! غور فرماؤ کہ یہ ہی دیوبندی جو حضور ﷺ کو علم غیب عطائی ماننے والوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں اپنے مولوی عبدالقادر صاحب کے متعلق ایسا ڈبل علم غیب مانتے ہیں کہ انیس پہلی رمضان کو ہی پتہ چل جاتا تھا کہ یہ چاند انیس ۲۹ کا یا ۳۰ ہوگا اور ملاحظہ فرمائیے۔ اسی کتاب ارواحِ مشک کے صفحہ ۲۵۳ میں اپنے بزرگ راؤ عبدالحق خاں صاحب خلیفہ شاہ عبدالرحیم کے متعلق ہے۔ "حالت کشف کی یہ تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کے لئے تعویذ لینے آتا ہے تکلف فرمادیتے جاتیرے لڑکا ہوگا یا لڑکی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کہ کیا کروں بے جملانہ مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے"

غور فرماؤ یہ ہے علم مانی الارحام کہ دیوبندیوں کے پیشوا کو بچہ پیٹ میں رہنے سے پہلے پتہ لگ جاتا تھا کہ اس کے ہاں کیا ہوگا۔ لیکن اگر ہم اہلسنت اپنے پارے نبی ﷺ کے لئے یہ علم مانیں تو مشرک ہیں گردن زدنی ہیں۔ مگر ان کی توحید ایسی مضبوط ہے کہ یہ اپنے بزرگوں کے لئے کچھ بھی عقیدہ رکھیں نہ توحید جائے نہ ایمان میں کچھ فرق آئے۔

## بیڑا پار لگانا

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ کسی بزرگ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے لوگوں کے ڈوبتے بیڑے ترا دیتے ہیں۔ بالکل شرک ہے اعلیٰ حضرت کا نعتیہ شعر ہے۔

ہلتی نیویں جہاتے یہ ہیں

ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں

اس پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں جو مسلمان کہتا ہے کہ حضرت غوث پاکؒ نے ڈوبی کشتی ترا دی اس کو مشرک و کافر کہتے ہیں۔

## اپنا عمل

مگر ان کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے اپنے بزرگ مکہ شریف میں بیٹھے ہوئے سمندر میں ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچا دیتے ہیں چنانچہ ارواحِ شہد کے صفحہ ۱۷۱ پر حاجی امداد اللہ صاحب کے حالات میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ بھلوا ودھ کے رہنے والے ایک رئیس حج کو چلے راستہ میں جہاز طغیانی میں آگیا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب لنگی پہنے ہوئے آئے اور فرمایا کہ جہاز ڈوبے گا نہیں بے فکر ہو اور میرا نام امداد اللہ ہے کچھ آگے مولف کتاب فرماتے ہیں کہ جہاز کو طغیانی سے نکلنے کے لئے لنگی ہی مناسب تھی اس لئے آپ نے لنگی پہنے دیکھا غور فرماؤ کہ ان کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ڈوبتے جہاز کو لنگی باندھ کر بچالیں۔ مگر حضور غوث پاک کے متعلق اگر ایسی حکایت بیان کی جاوے تو شرک ہو جاوے غرض کہ دیوبندیوں کے مذہب تین قسم کے ہیں قلمی مذہب اور ہے زبانی اور عملی مذہب کچھ اور شعر

دہرا ممکن بنایا ہے رہنے کو یار نے

جب میں گیا ادھر وہ ادھر سے نکل گیا

اگر ہم کو طوالت کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم دکھاتے کہ دیوبندی حضرات اپنے بزرگوں کے متعلق تمام وہ عقیدے رکھتے ہیں جن کی بنا پر اہل سنت کو مشرک کہتے ہیں اس کتاب ارواحِ ثلاثہ کے صفحہ ۲۳۲ میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی بعد وفات زندہ لوگوں سے بیداری میں ملاقاتیں کرتے ہدایتیں دیتے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم اہل سنت ان بزرگوں کے لئے یہ کمالات مانتے ہیں جنہیں تمام دنیا اسلام مانتی ہے اور یہ حضرات اپنے گھریلو پیروں کے لئے۔

### دیوبندیت سے فائدے

قانون قدرت ہے رب تعالیٰ جسے فروغ دینا چاہتا ہے اس کے مخالف پیدا فرما دیتا ہے وہ مخالف اشاعت ذکر کا ذریعہ بن جاتا ہے آدم علیہ السلام کا مقلد ابلیس موسیٰ علیہ السلام کے مقلد فرعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقلد نمرود کو پیدا فرمایا ہمارے حضور ﷺ کے مقلد ابو جہل پیدا ہوا۔ ان مخالفوں کے ذریعے نبی کی قوت و طاقت کا پتہ لگتا ہے اکھاڑے میں جب تک مقلد نہ ہو پہلوان کی طاقت و قوت کا پتہ نہیں لگتا۔ آج کسی قوم میں اپنے پیشواؤں کے مقلد پیدا نہ ہوئے۔ سارے ہندو کرشن و رام چندر کے نام پر قربان سارے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کریں سارے یہودی موسیٰ علیہ السلام پر صدقے ہیں ان میں کوئی اپنے نبی کی نہ تنقیص کرے نہ توہین نہ ان کے ذکر کو روکے مگر مسلمانوں میں دیوبندی وہ ہیں جو کلمہ گو ہونے کے بلوجود ہمیشہ نبی ﷺ کی شان گھٹانے میں کوشاں ہیں ہزار بہانوں سے حضور کا ذکر روکنے کے درپے ہیں۔ شعر

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

حتیٰ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں یہاں تک حکم دیا کہ حضور ﷺ کی نعت نہ کہو صرف کہہ دیا کرو کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔



وتمام کا فائدہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ کا ذکر آپ کا نام اور بلند ہو گیا ہمارے گجرات میں میلاد شریف گیارہویں شریف ختم غویہ ختم خواجگان کہیں خل خل ہوتے تھے جب سے دیوبندیوں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوئی دیکھ لو آج تقریباً "گھر گھر گیارہویں بارہویں ختم غویہ و ختم خواجگان کی مجلسیں دھوم دھام سے ہو رہی ہیں کہ پڑھنے والے بمشکل ہیں یہ ان روکنے والے دیوبندیوں کی برکت ہے دیوبندیو! خوب روکے جاؤ محبوب کے چرچے خوب ہیں اور رہیں گے شعر

رہے گا یوں ہی ان کا چرچہ رہے گا  
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

## دیوبندیوں کی بے اصولی

اگر آپ حضرات غور فرمادیں تو دیوبندیت کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک قوم ہے جس کا نہ کوئی اصول نہ قاعدہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ ربانی قاعدے و اصول ٹھوس اور نہ ٹوٹنے والے ہوتے ہیں رب فرماتا ہے لا تبدیل لکلمات اللہ اور فرماتا ہے ولا تجد لسنة اللہ تبدیلا اور دین باطل کی پہچان ہی یہ ہے کہ اس کے اصول مقرر نہیں کہیں کچھ اور کہیں کچھ اگر دیوبندیت کی پہچان بین کی جاوے تو ان کے تمام قواعد کا یہ ہی حال ہے۔ تقویٰ الایمان کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہی ہے بعد والے دیوبندیوں کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہے ان میں زمیں و آسمان کا فرق ہے بلکہ تقویٰ الایمان اور صراط مستقیم کی دیوبندیت میں بہت فرق ہے اس بے اصولی کے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں۔ دیوبندیوں نے پہلے تو فرمایا کہ خدا کے سوا کسی سے مدد مانگنا شرک ہے رب فرماتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین جیسے ماسوی اللہ کی عبادت شرک ہے ایسے ہی استمداد غیر شرک ہے جب سوال ہوئے کہ جناب ماسوی اللہ سے مدد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ذوات من بلکہ خود ہمارے حضور ﷺ نے مانگی ہے اور قرآن کریم نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور حضرات دیوبند حاکموں۔ حکیموں امیروں سے دن رات مدد مانگتے رہتے ہیں جتنے چندے جائز و ناجائز دیوبندی کرتے ہیں اتنے دوسری قومیں نہیں کرتیں چندہ بھی استمداد ہی ہے تو آنکھیں کھلیں بولے کہ نہیں نہیں مردوں

سے مدد مانگنا شرک ہے زندوں سے جائز ہے عرض کیا گیا ہے کہ قبلہ آپ کی پیش کردہ آیت میں تو مردہ زندہ کا فرق نہیں نیز آپ کے پیشوا مولوی قاسم صاحب فرماتے ہیں

شعر

مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہ تو تمہارے خیال میں مردوں سے استمداد ہے تو بولے یہ ایک شاعرانہ خیال ہے یہ جائز ہے عرض کیا گیا کہ شرک بہر حال شرک ہے نثر میں ہو یا نظم میں فرمانے لگے نہیں نہیں یہ اور بات ہے یہ ہیں انکے اصول۔

## دوسری مثال

دیوبندی ملت میں غیر خدا کو پکارنا شرک ہے آیت یہ پیش کرتے ہیں۔

( ) ومن اضل ممن يدعون دون ، اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو ماسوی اللہ کو اللہ

( ) هو الحی لا اله الا هو فادعوا وہ اللہ ہی ہے زندہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔

جب عرض کیا گیا کہ جناب ہم دن رات ایک دوسرے کو پکارتے ہیں قرآن کریم نے رب کے بندوں کو پکارا ہے تو بولے نہیں نہیں بلکہ دور سے پکارنا یہ سمجھ کر وہ سن رہا ہے شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ ٹیلی فون وغیرہ پر بیٹھ کر دور سے پکارتے ہیں اور یہ سمجھ کر پکارتے ہیں کہ وہ سن رہا ہے بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو پکارنا شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ جناب قبرستان میں جا کر کہتے ہیں السلام علیکم قوم من المسلمین اے مسلم قوم تم پر سلام ہو یہ حدیث پاک میں سکھایا گیا بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو دور سے پکارنا شرک ہے جیسے غوث پاک کی قبر شریف تو بغداد میں ہے اور تم پاکستان سے پکارتے ہو یا غوث عرض کیا گیا کہ جناب التیمات میں ہر نمازی کتا ہے اسلام علیک ایما النبی اے نبی آپ پر سلام اور تمہارے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ نے فرمایا۔

98417

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

دیکھو حضور ﷺ کا مزار مبارک مدینہ پاک میں ہے اور تم یہاں سے پکار رہے

ہو تب لگے بغلیں جھانکنے غرض یہ کہ ان کا نہ کوئی اصول نہ قاعدہ

## تیسری مثال

دیوبندیوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ جو کام حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے عرض کیا گیا کہ جمع قرآن حضور کے زمانہ میں نہ ہوا تھا کیا یہ بھی بدعت ہے بولے نہیں نہیں جو زمانہ صحابہ کے بعد پیدا ہوا وہ بدعت ہے عرض کیا گیا کہ اعراب قرآن حجاج ابن یوسف نے لگوائے وہ صحابی نہیں کیا یہ حرام ہے بولے نہیں نہیں بلکہ جو تین زمانوں کے بعد پیدا ہو وہ بدعت ہے صحابہ تابعین تبع تابعین عرض کیا گیا کہ جناب قرآن مجید کے تیس ۳۰ پارے بنانا اور قادری نقشبندی چشتی وغیرہ بننا اور صوفیاء کرام کے اشغال جیسے جس دم پاس انفاس علم صرف و نحو وغیرہ۔ یہ تو ان تینوں زمانوں کے بعد ہوئے تو کیا یہ حرام ہیں اب ہوش اڑ گئے اس کا جو جواب دیا سننے کے قابل ہے۔ چنانچہ ارواحِ شہداء ۱۵۱ میاں جی عظیم اللہ صاحب کی حکایت کے ضمن میں اس کا جواب یوں دیا یہ اشغال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے اس لئے بدعت تھے۔ مگر بدعت فی الدین نہ تھے بلکہ بدعت للدين تھے یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ جو امور شرعاً مامور بھی تھے ان کو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا۔

دیکھی آپ نے کھینچ تان کہ تیس فی الدین کہیں للدين یہ ہے بے اصولی مولوی سرفراز تو ہر بدعت کو حرام فرماتے ہیں مگر مولوی رشید احمد صاحب بعض بدعات کو کارِ ثواب بتاتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشید یہ جلد اول صفحہ ۸۸ میں اس برسی کے متعلق فرماتے ہیں کھانا تاریخ معین پر کھانا کہ بس و بیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور صفحہ ۸۹ پر فرماتے ہیں قرونِ شہداء میں بخاری مالیف نہ ہوتی تھی۔ مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور فتاویٰ رشید یہ جلد دوم صفحہ ۱۲۱

پر ہے ”کہ گیارہویں کی شیرینی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے اور جو شیرینی کہ قبضہ اس کا خود رکھتے ہیں اس میں وہ صدقہ نہیں ہوتا وہ سب درست ہے۔ اسی طرح جو اب طعام پنجشنبہ و محرم کا ہے۔ غور فرماؤ حد ہو گئی بے اصولی کی ہر جگہ لکھتے ہیں کہ گیارہویں محرم وغیرہ کی شیرینی حرام ہے اور یہاں کہتے ہیں درست و حلال ہے غرض یہ کہ دیوبندیت ایک بے اصولا مذہب ہے۔

### لطیفہ

جب حرمین شریفین میں نجدیوں نے حضرات صحابہ کرام کے مزارات گرائے تو ہندوستان کے دیوبندیوں نے انہیں مبارکباد کے تار دیئے اور اسے مجاہد اعظم کہا اور جب پاکستان میں قائد اعظم کے مزار کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تو مولوی احتشام الحق صاحب نے اس کو مبارک کام فرمایا یعنی قبریں ڈھانا بھی مبارک ہے اور قبریں بنانا بھی مبارک یا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی کام عرب میں حرام ہے پاکستان میں حلال واہ ری دیوبندیت تیری بے اصولیت کا کیا کہنا۔ یہ ہی حال دیوبندی حضرات کے فتوؤں کا ہے کہ ان کا ایک ہی مفتی ایک چیز کو ایک جگہ حلال کہتا ہے دوسری جگہ اسی چیز کو حرام۔ ابھی آپ معلوم کر چکے کہ فتویٰ رشیدیہ میں گیارہویں کی شیرینی کو حلال کہا اسی فتویٰ رشیدیہ جلد دوم ۱۲۳ میں ہے مسئلہ ہندو و تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں ”الجواب درست ہے فقط

اسی فتویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۱۱۳ پر ہے کہ محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل یا شربت میں دینا دودھ پلانا سب نادرست اور شبیہ رفض کی وجہ سے حرام ہیں۔

فرمائیے گیارہویں شریف کی شیرینی اور محرم کے شربت میں فرق کیا ہے کہ ایک حلال ہے اور دوسری حرام غرض یہ کہ دیوبندیوں کے اقوال اعمال فتاویٰ ملاحظہ فرماؤ اور یہ آیتہ کہیمہ پڑھو۔

مثل كلمة خبيثة كشجرة      خبیث کلمہ کی مثل اس خبیث درخت کی  
 خبيثة اجنت من فوق الارض      سی ہے جو زمین پر سے اوکھیز پھینکا جلوے  
 مالها من ترار      جس کے لئے قرار نہیں۔

یہاں تک تو ہم نے دیوبندی عقائد دیوبندی اعمال دیوبندی اقوال کی بے اصولی  
 بتائی کہ ان بزرگوں کا نہ کوئی مستقل مذہب ہے نہ مستقل عمل ایک ہی عقیدے کو  
 کہیں شرک کہتے ہیں کہیں درست ایک ہی چیز کو کہیں حلال کہتے ہیں کہیں حرام اب  
 اصل کتاب راہ سنت کی طرف توجہ فرماؤ۔

## کتاب راہ سنت کی سیر

ہم نے کتاب راہ سنت کا بغور مطالعہ کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کتاب  
 پر کوئی ڈر، تحقیق نہیں وہی پرانی باتیں دہرائی گئی ہیں جن کا اہل سنت بارہا جواب دے  
 چکے ہیں اور راہ سنت کا کوئی سوال ایسا نہیں جس کا جواب کتاب جاء الحق میں نہ دیدیا  
 گیا ہو بلکہ جاء الحق میں ہر مسئلہ کے دوسرے باب اعتراض و بنو اب کے اعتراضات کو  
 ہی اکثر جگہ نقل کیا گیا ہے ہاں اس کتاب میں چند باتیں نئی ہیں۔ ایک یہ کہ بہت جگہ  
 اپنے دلائل میں دیوبندیوں کی ہی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جیسے کتاب الاعتصام وغیرہ۔  
 بعض ایسی کتب کے حوالے جن کے متعلق پتہ نہیں چتا کہ یہ کن کی ہیں اور ان  
 کے مصنف کس عقیدے کے تھے بعض جگہ نقلی عبارات میں ایسی خیانت سے کام لیا  
 ہے کہ خدا کی پناہ ایک مضمون کی عبارت نقل فرمائی اور اس جگہ اس کی تردید موجود  
 ہے۔ اس کا ذکر نہ کیا لا تقربوا الصلوة لکھا وانتم سکارى، چھوڑ دیا خود مولوی  
 گلمووی صاحب کا ضمیر اس حرکت پر انہیں ملامت کرتا ہوگا مگر الجیء شعبہ من الایمان  
 شرم و حیا تو ایمان کا شعبہ ہے جہاں ایمان نہیں وہاں شرم و حیا کس راستہ سے آوے ہم  
 کتاب راہ سنت کی کچھ اصولی باتوں پر محققانہ تنقید کرتے ہیں فروری مسائل کا جواب  
 و تحقیق جاء الحق میں کلنی موجود ہے۔

## اصل اشیاء میں اباحت ہے

چیزیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہے وہ حلال ہیں جیسے جائز تجارتات و معاملات کی علت رمضان شریف کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مباشرت رب فرماتا ہے **واحل اللہ البیع** اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا۔ دوسری وہ جن کا حرام ہونا کتاب و سنت میں صراحتہ موجود ہے جیسے شراب سہر سود کہ ان کی حرمت کتاب و سنت میں صراحتہ موجود ہے۔ یہ یقینی حرام ہیں۔ تیسری وہ جن سے کتاب و سنت میں خاموشی ہے نہ ان کا حلال ہونا مذکور ہے نہ حرام ہونا جیسے آج کل کے دینی مدارس اور تاقیامت دینی و دنیاوی ایجلاوات ان کے متعلق جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ حلال ہیں اگر وہ حرام ہوں تو انسانی زندگی دشوار ہو جائے کیونکہ ایجلاوات تاقیامت ہوتی رہیں گی جو ضروریات زندگی میں شامل ہونگی اگر وہ سب حرام ٹھہریں تو مسلمان زندگی کیونکر گزاریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز شرعی ممانعت سے حرام ہوگی اگر شرعی ممانعت نہ وارد ہو تو حلال و جائز ہوگی۔ مگر مولوی سرفراز صاحب اس پر بہت ایچ بیچ کرتے ہیں کہیں فرماتے ہیں۔ کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے کہ ایسی تمام چیزیں حرام ہیں کہیں فرماتے ہیں کہ اس میں خاموشی چاہئے نہ انہیں حلال کہو نہ حرام جاء الحق میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب مولانا کی تسلی کے لئے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ بہت سی آیات متعدد احادیث علماء کرام کے اقوال سے ثابت ہے بلکہ مذہب حنفی کا بڑا اہم اصولی مسئلہ ہے جس پر صدہا مسائل مبنی ہیں مولوی سرفراز صاحب نے اس اصولی مسئلہ کا انکار تو کر دیا مگر انہیں اس پر کوئی قرآنی آیت نہ مل سکی ایک حدیث نقل کی اس میں بھی مجرمانہ خیانتیں کیں اور بغیر سوچے سمجھے کچھ علماء کے اقوال نقل کئے اب اس مسئلہ کے متعلق اولاً آیات قرآنی ملاحظہ کرو۔

قل لا اجد فیما لوحی الی  
محرماعلی طاعم یطعمه الا ان  
یکون مینہ

تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری  
طرف وحی کی گئی کسی کھانے والے پر کھانا  
حرام مگر یہ کہ مردار ہو الخ

دیکھو اس آیت کریمہ میں چیزوں کے حرام نہ ہونے کو حلال ہونے کی دلیل قرار  
دیا گیا اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی یا سکوت ہوتا تو یہ آیت بالکل بے معنی ہو  
جاتی۔

ومالکم الا تاکلومما ذکر اسم  
اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم  
علیکم

تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس  
پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان  
کر چکا۔ جو کچھ تم پر حرام ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم نے حرام چیزوں کو تو تفصیل وار بیان  
فرمایا رہی حلال چیزیں اس کی تفصیل بیان کی ضرورت نہیں کہ جو حرام نہ ہو وہ حلال  
ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

قل ہلم شہدا کہ الذین  
یشہدوں ان اللہ حرم ہذا

تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ  
اللہ نے اسے حرام کیا۔

دیکھو مشرکین عرب بحیرہ سائبہ وغیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے۔ ان سے فرمایا  
گیا ان چیزوں کے حرام ہونے کے دلائل و گواہ لاؤ یعنی اگر حرمت کی دلیل نہ ملے تو  
سمجھ لو کہ یہ حلال ہیں یہ نہ فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ انہیں حلال ہونے کے دلائل  
دکھاؤ پتہ لگا کہ چیزیں بذات خود حلال ہیں کسی دلیل سے حرام ہونگی۔ یعنی اشیاء میں  
اباحت ہے۔

قل من حرم زنتہ اللہ التی  
انخرج بعبادہ والطیبات من  
الرزق

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت  
جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور  
پاک رزق۔

کفار عرب حج کے زمانہ میں گوشت اور لذیذ غذائیں قریباً چھوڑ دیتے تھے لباس  
نہایت معمولی پہنتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ  
چونکہ چیزیں حج کے زمانہ میں ہم نے حرام نہیں کیں تو تم انہیں حرام کیوں کہتے ہو

معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ رسول حرام نہ فرمادیں وہ حلال ہے اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا تشرموا من  
طیبات ما احل اللہ لکم ولا  
تعندوا ان اللہ لا یحب المعتدین  
اے ایمان والو وہ پاکیزہ چیزیں حرام نہ سمجھو  
جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں حد  
سے آگے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے  
والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں اس طرح کہ انہیں حرام نہ فرمایا اے  
مسلمانو تم انہیں حرام نہ سمجھو یہ حد اسلام سے آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حد سے  
آگے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتا ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی تو عام چیزوں کو  
حرام جاننے پر مسلمانوں کو عتاب نہ ہوتا

حرموا ما رزقہم اللہ افتراء علی  
اللہ قد ضلوا وما کانوا مہتدین  
اور حرام ٹھہراتے ہیں جو انہیں اللہ نے  
روزی دی اللہ پر جھوٹ باندھنے کو بیشک وہ  
گمراہ ہو گئے اور راہ یافتہ نہ ہوئے۔

معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو بغیر دلیل حرام مانے وہ گمراہ بھی ہے اور ہدایت  
سے دور بھی۔

قل الذکرین حرم ام الانشین  
الی قولہ ام کنتم شہدا اذ وصکم  
اللہ بہذا  
تم فرمادو کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا  
دونوں مادہ یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کیا تم  
موجود تھے۔ جب اللہ نے تمہیں یہ حکم  
دیا۔

غور کرو کہ کفار جو بعض جانوروں بحیرہ سائبہ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتابانہ  
طور سے ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اللہ کو حرام فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ حرمت کہاں  
سے آئی ہے نر کی طرف سے یا مادہ کی طرف سے دیکھو جن چیزوں کو رب حرام نہ  
کرے اسے حرام سمجھنا جرم ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔



ياايها الذين امنوا لا تسلوا عن  
اشياء ان تبدلكم تسؤكم وان  
تسلوا اها حين ينزل القرآن  
تبدلكم عفا الله عنها

اے ایمان والو ان چیزوں کے متعلق نہ  
پوچھو کہ جو اگر تم پر ظاہر کردی جاویں تو  
تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم ان کی بابت  
پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر  
ظاہر کردی جاویں گی اللہ نے ان کو معافی  
دے دی۔

معلوم ہوا کہ جو چیزیں ظاہر نہ کی جائیں اس طرح کہ ان کا ذکر ہی نہ ہو۔ وہ معافی میں  
ہیں۔ یعنی حلال ہیں۔

خلق لكم ما فى الارص  
جميعا

اللہ نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے  
پیدا فرمائیں

جب تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا ہوئیں تو سب چیزیں حلال ہی ہیں۔ ہاں جنہیں  
رب تعالیٰ نے حرام فرمادیا وہ اس عارضہ سے حرام ہوں گی۔

يا ايها النبي لما محرم ما احل  
الله لك

اے نبی بتانے والے محبوب تم اپنے پر وہ  
چیزیں کیوں حرام کئے لیتے ہو۔ جو رب نے  
تمہارے لئے حلال کیں۔

معلوم ہوا کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں قسم کھانے سے حرام ہو جاتی ہیں حرام  
ہونے کے لئے قسم وغیرہ کی ضرورت ہے حلال ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ  
حرام نہ کی گئی ہوں۔ اس کے متعلق اور بھی آیات ہیں یہاں صرف دس آیتیں پیش  
کی گئی نلک عشرۃ کاملۃ چونکہ آپ گیارہ کے عدد سے بہت چڑتے ہیں لہذا  
گیارہویں آیت اور سن لیجئے۔

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ  
نکفر عنکم سیئاتکم

اگر تم بچے رہو ان بڑے گناہوں سے جن  
سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے  
چھوٹے گناہ مٹاویں گے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ وہ ہے جس سے منع فرمایا جاوے کوئی چیز بغیر ممانعت گناہ نہیں گناہ پھر دو قسم کے ہیں صغیرہ و کبیرہ گناہ کبیرہ سے بچنا صغیرہ کی معافی کا ذریعہ ہے۔

### احادیث شریفہ

نمبر مسلم بخاری و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب السنہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعظم المسلمين في المسلمين جرما من سئل عن شيء لم يحرم على الناس تحريم من اجل مسئلة

فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔ جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی۔ اس کی پوچھ گچھ کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

صاف معلوم ہوا کہ اس شخص کے سوال سے پہلے اس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ تھا۔ لہذا وہ حلال تھی۔ اس نے پوچھ پوچھ کر ممانعت کا حکم نازل کر لیا۔ اگر وہ سکوت والی چیز پہلے ہی سے حرام تھی تو اس کے پوچھنے پر حرام ہونے کے کیا معنی۔

نمبر ۲ صفحہ ۵۵۳ مسلم شریف میں بروایت جریر ابن عبد اللہ ہے کہ فرمایا بنی مطہر نے۔

من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شيء ومن سن في الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شيء

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس کو ایجاد کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا عالمین کے ثوابوں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جو کوئی اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے تو اس پر اپنا گناہ بھی ہوگا۔ اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اور ان عالموں کے گناہ سے کچھ کم نہ ہوگا۔ مشکوٰۃ کتاب العلم

معلوم ہوا کہ بدعت حسنة کا موجد بڑے ثواب کا مستحق ہے اور ظاہر ہے کہ بدعت حسنة وہ ہی ہوگی جس کا ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو۔ ورنہ وہ بدعت کیسی اگر خاموشی والے کام حرام ہوتے تو ان کے ایجاد پر ثواب ملنے کے کیا معنی۔

نمبر ۶ تا ۸ ابن ماجہ و ترمذی و مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ میں بروایت حضرت سلمان فارسی ہے کہ کسی نے حضور انور ﷺ سے گھی اور پنیر کے متعلق پوچھا کہ یہ حلال ہیں یا حرام تو حضور انور نے فرمایا۔

الحلال ما حلل اللہ فی کتابہ  
والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ  
وما سکت عنہ فهو مما عفی  
عنا  
حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں حلال فرماوے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں حرام فرماوے اور جس سے خاموشی ہو وہ معاف ہے۔

یہ حدیث تو اس قدر واضح اور صاف ہے کہ اس میں کسی قسم کی تاویل اور ایچ پیج کی گنجائش نہیں کہ جن چیزوں کا ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو وہ معاف یعنی حلال ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اس حدیث کی تائید ہماری پیش کردہ آیات سے ہو رہی ہے۔ لہذا یہ حدیث قرآن کریم کی تائید کی وجہ سے بہت قوی ہو گئی ترمذی نے اس حدیث مرفوع کو غریب فرمایا۔ مگر حدیث موقوف کو صحیح تر کہا اور ظاہر ہے حدیث ضعیف بھی قرآن کریم کی تائید سے قوی ہو جاتی ہے اس بارے میں احادیث شریفہ بہت ہیں مگر صرف ان ہی حدیثوں پر کفایت ہے۔

### اقوال فقہاء

ردالمحتار جلد اول صفحہ ۹۸ سنن وضو کی بحث میں ہے۔

نمبر ۱ و صوح فی التحریر بان  
المختار ان الاصل الاباحۃ عند  
الجمہور من الحنفیۃ والشافعیۃ  
تحریر میں صراحتہ بیان فرمایا کہ پسندیدہ تر یہ  
ہی ہے جمہور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک  
اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ہی صحیح تر ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے حرمت تو ممانعت کے  
عارضہ سے ہوگی اسی ردالمحتار میں اس جگہ کچھ آگے ہے۔

نمبر ۲ وہ علم ان قول الشارح  
فی باب استیلاء الکفار ان  
الاباحتہ رای المعتزلۃ فبنہ نظر  
اس سے معلوم ہوا کہ شارح (صاحب  
ردالمختار) کا یہ قول کہ اصل اشیاء میں  
اباحت معتزلہ کا قول ہے۔ اس میں سخت

اعتراض ہے یعنی صحیح نہیں

نمبر ۳ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک عجب مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص کو شراب پینے یا سورا

کھانے پر کسی ظالم نے مجبور کیا مگر اس نے نہ مانا ظالم نے اسے قتل کر دیا تو یہ شخص گنہگار ہوگا۔ عبارت یہ ہے۔

خفت ان یکون اثما لان اکل المیتہ و شرب الحمر لم یحرما الابالنبی عنہا  
مجھے خوف ہے کہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ مردار کھانے اور شراب پینے کی حرمت اس کی ممانعت کی وجہ سے آئی

معلوم ہوا کہ تمام محرمات اس لئے حرام ہیں کہ شریعت میں ان کی ممانعت آگئی خود حرام نہ تھیں۔

نمبر ۴ علامہ شبلی نے عبارت نقل فرما کر فرمایا۔

فجعل الاباحتہ اصلا والحرمة بعارض النبی ص ۹۸  
امام محمد نے اباحت کو ہر شے میں اصل مانا اور حرمت کو ممانعت کے مہارضہ سے مانا  
نمبر ۵ اصول بزروی میں اباحت اصلیت کی بہت صاف تصریح ہے فرماتے ہیں۔

بعد ورود الشرع الاموال علی  
الاباحة بالاجماع ما لم یظہر  
دلیل الحرمة لان اللہ تعالیٰ  
اباجبا بقوله جعل لکم ما فی  
الارض جمیعا  
شریعت کے آنے کے بعد بلا تفاق تمام مال اصلی اباحت پر ہیں جب تک کہ حرام ہونے کی دلیل نہ ملے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اس قول سے مباح فرمایا کہ جعل لکم ما فی الارض جمیعا از شبلی جلد سوم

اس سے معلوم ہوا کہ تمام امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ شریعت اسلامیہ کے نزول پر تمام چیزیں اصل میں مباح ہیں جب تک کہ حرمت کی دلیل نہ ملے ہاں اختلاف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام آنے سے پہلے چیزیں بذات خود حرام تھیں یا حلال یا مسکوت۔

نمبر ۶ تحریر ابن ہمام میں اس مسئلہ کی اور وضاحت ہے فرماتے ہیں۔

المختار الاباحة عند الجمهور الحنفیہ والشافعیہ (از شامی جلد سوم)  
جمہور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک یہ ہی مختار ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

نمبر ۸ شرح اصول بزودی میں علامہ اکمل فرماتے ہیں۔

کثر اصحابنا و اکثر اصحاب الشافعیہ ان الاشیاء الّتی یجوز ان یرد الشرع بابا حنہا و حرمتہا قبل ورودہ علی الاباحۃ وہی الاصل فیہا حتی ابیح لمن لم یشرع ان یاکل ماشاء والیہ اشار محمد فی الاکراه حیث قال اکل لیمتۃ و شرب الخمر لم یحرما بالنہی فجعل الاباحۃ اصلا والحرمة بعارض النہی وقال اصحابنا و بعض اصحاب الشافعی و المعتزلی بغداد انہا الحدیث و قالت الا شعریۃ و عامۃ اهل الحدیث انہا علی الوقف حتی ان من لم یتناولہ الشرع ینوقف الا یناول شیئا فان تناول لم یوصف فعلہ بحلی ولا حرمة ملخصا (از شامی)

ہمارے اور شوافع کے اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کے متعلق شریعت حرمت یا اباحت کا حکم دے سکتی ہے وہ چیزیں شریعت کے آنے سے پہلے مباح تھیں۔ حتیٰ کہ جس کو احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اسے جائز ہے کہ جو چاہے کھائے۔ اس کی طرف امام محمد نے کتاب الاکراه میں اشارہ فرمایا کہ فرمایا مردار کھانا شراب پینا ممانعت شرعیہ کی وجہ سے حرام ہوئیں انہوں نے اباحت کو اصل اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا اور ہمارے و شوافع کے بعض حضرات اور معتزلہ بغداد انہیں ممنوع کہتے ہیں اور عام اہل حدیث و اشاعرہ توقف فرماتے ہیں۔ کہ جس کو احکام شرعیہ نہ پہنچے وہ کچھ نہ کھائے اگر کچھ کھائے گا۔ تو اس کا یہ کھانا حرام و حلال نہیں کہا جاوے گا۔

سبحان اللہ اس عبارت نے پردے اٹھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نزول شریعت کے بعد تمام مسلمانوں کا اس پر قطعی اجماع ہے کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں۔ ممانعت کی وجہ سے حرام ہوگی۔ اختلاف اس میں ہے کہ شریعت کے نزول سے پہلے یا جسے احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اس کے لئے چیزیں حلال ہیں یا حرام اکثر علماء فرماتے ہیں کہ حلال ہیں کہ وہ جو کچھ بھی کھائے مجرم نہ ہوگا۔ اور بعض فرماتے ہیں حرام ہیں اور بعض توقف فرماتے ہیں۔ غور فرماؤ کہ مسئلہ کیا ہے سرفراز صاحب کا دماغ کدھر جا رہا ہے خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔

نمبر ۸ نور الانوار بحث تعارض صفحہ ۲۰۱ میں ہے۔

وذلك لان الاباحة اصل في  
الاشياء

نبرہ اسی نور الانوار میں کچھ آگے ہے۔

وهذا اصل كبيرلنا يتفرع  
عليه كثير من الاحكام

یہ اصل اشیاء میں اباحت ہونا احناف کا بڑا  
قلعہ کلیہ ہے جس پر بہت سے احکام جاری  
ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۰ اصول کی مشہور کتاب تفسیرات احمدیہ صفحہ ۳۳ میں ہے۔

ہم احناف نے اباحت کو اصل اور محرم کو  
تلخ اس زمانہ کے لحاظ سے مانا ہے جو  
حضرت عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے درمیان ہے کہ ہماری شریعت سے  
پہلے اصل حالت اباحت تھی۔ پھر ہمارے  
نبی بھیجے گئے انہوں نے حرام چیزوں کو ظاہر  
فرمایا ان کے ماسواء حلال و مباح رہیں۔

انما جعلنا المبيع اصلا والمحرم  
ناسخا بناء على زمان الفترة بين  
عيسى ومحمد عليهما السلام  
قبل شريعتنا فانه كان الاباحة اصلا  
ثم بعث نبينا عليه السلام يبين  
الاشياء الحرمه وبقى ماسواها جلا  
لامباحا

اس عبارت نے بھی وہ ہی بتایا جو تحریر ابن ہمام سے معلوم ہوا تھا۔ کہ اماموں کا اختلاف  
اسلام کے تشریف لانے سے پہلے کے متعلق ہے کہ اس وقت تمام چیزیں حلال تھیں یا  
حرام بعض نے یعنی ہم احناف نے فرمایا حلال تھیں۔ بعض نے انہیں حرام مانا مگر  
اسلام کے تشریف لانے کے بعد تو سازی امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ ہر چیز حلال  
ہے سوا ان اشیاء کے جو شریعت نے حرام فرمائیں۔

نمبر ۱۱ شامی نے جلد سوم باب استیلاء الکفار میں فرمایا ص ۳۳

انما الخلاف المذكور فيه انما  
هو قبل ورود الشرع و صاحب  
الهداية انما اثبت الاباحة بعد  
ورود الشرع بمقتضى الدليل۔  
اماموں کا مذکور اختلاف شریعت اسلامیہ آنے  
سے پہلے ہے اور صاحب ہدایہ نے اباحت  
ثابت فرمائی۔ شریعت کے تشریف لانے کے  
بعد مطابق دلیل کے۔

اقوال فقہام اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں مگر ہم گیارہویں شریف کے عدد کے مطابق  
صرف گیارہ حوالے پیش کرتے ہیں۔

تمہہ ابھی میں نے عرض کیا تھا کہ اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ ایسا عظیم الشان ہے جس پر بہت سے شرعی مسائل مبنی ہیں۔ اس کے متعلق صرف ایک مسئلہ عرض کرنا ہوں۔ وہ یہ کہ اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب دلائل حرمت و دلائل اباحت میں تعارض ہو تو ترجیح حرمت کو ہوتی ہے اس قاعدہ کلیہ کی وجہ بھی یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت یا سکوت ہو تو یہ قاعدہ ہی ختم ہو جاوے گا۔ چنانچہ علم اصول کی مشہور کتاب نور الانوار مبحث تعارض میں صفحہ ۷۷ پر

ہے۔

جیسے دلیل محرم اور دلیل مسیح جب دونوں ایک حکم میں جمع ہو جاویں تو علماء محرم پر عمل کرتے ہیں اور اسے دلیل مسیح سے پیچھے مانتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ اباحت اصل ہے تمام چیزوں میں تو اگر ہم محرم دلیل پر عمل کریں تو اباحت کی دلیل اباحت املیہ کے موافق ہو جائے گی اور دونوں جمع ہو جائیگی پھر حرمت کی دلیل ان دونوں اباحتوں کی ایک دم مانع ہو جائیگی یہ بات عقل میں بھی آتی ہے بخلاف اس صورت کے کہ ہم اباحت کی دلیل پر عمل کر لیں چونکہ اس وقت حرمت کی دلیل اباحت املیہ کی مانع بنے گی پھر اباحت کی دلیل حرمت کی مانع ہوگی تو نسخ کی تکرار لازم آئیگی اور یہ خلاف عقل ہے اور یہ ہمارا بڑا قاعدہ ہے جس پر بہت سے احکام نکلتے ہیں اور یہ قاعدہ انہیں کے قول پر درست ہوگا جنہوں نے اشیاء میں اباحت کو اصل بنا لیا۔

کالحافظ والمبیح  
فانہما اذا اجتماعا حکم واحد  
یعملون علی الحافظ و یجعلون مو  
خر ا دلالة عن المبیح و ذالک لان  
الاباحة اصل فی الاشیاء فلو عملنا  
بالمحرم کان المبیح موافقا۔ لا  
باحة الاصلیة او اجتماعا ثم یکون  
النص المحرم ناسخا للباحثین  
و هو معقول بخلاف ما اذا عملنا  
المبیح لا نه حیث ینکون النص  
المحرم ناسخا للاباحة الاصلیة  
ثم یکون المبیح ناسخا للمحرم  
فیلزم تکرار النسخ و هو غیر  
معقول و هذا اصل کبیر لئلا ینفرع  
علیه کثیر من الاحکام و هذا علی  
قول من جعل الاباحة اصل فی  
الاشیاء

مسلمانو! خیال کرو کہ علم اصول والوں نے اصل اشیاء میں اباحت کو ملنا اور اسے اپنا بڑا قاعدہ قرار دیا اور اس پر بہت سے احکام شرعیہ متفرع ماننے غرض کہ مذہب احناف کا اصل اصول یہی قاعدہ ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ حنفیت کی جڑ کاٹتا ہے اسی نور انوار میں اسی جگہ بڑی پر لطف بات وہ ہے جو اس کے متصل بیان فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں۔

وقیل الحُرْمَتِ اَصْلُ فِیْہَا      اور کہا گیا ہے کہ اشیاء میں حرمت اصلی  
وقیل التَّوْقُفُ اَوْلٰی حَتّٰی یَقُومَ      ہے اور کہا گیا ہے کہ توقف کرنا بہتر ہے  
دلیل الاباحۃ لوالحرمة      تاآنکہ اباحت یا حرمت کی دلیل قائم

ہو جاوے۔

غور کرو ان دونوں قولوں کو صاحب نور الانوار نے احناف کے قول کے مقابلے میں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ حرمت اور توقف کا قول کسی حنفی کا نہیں اور نہ سارے معتزلہ کا ہے۔ بلکہ بعض بے وقوف معتزلہ نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ایک دم آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دیا ہے اور آج حنفیوں کی بدھنسی سے خود حنفیت کا دعوے کرنے والے بعض جملانے اس مسئلے کو اپنایا۔ محض اپنے مذہب نامہذب کو ثابت کرنے کے لئے والی اللہ المشنکی۔

خیال رہے کہ شریعت کے معنی ہیں ظاہر اور کھلا عام راستہ شریعت سے شریعت بنا ہے۔ طریقت و طریق خاص راستہ جس پر ہر شخص نہ چل سکے خاص واقف آدمی ہی چلے عام راستہ چلنے ہی کے لئے ہوتا ہے اگر راستہ بند کرنا ہو تو کنارے پر ممانعت کا بورڈ لٹکا دیا جاتا ہے بغیر ممانعت کوئی شخص راستہ پر چلنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح بغیر شریعت کی ممانعت کے کوئی کسی کو کسی چیز سے منع نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص کسی مسافر کو جرنیلی سڑک پر چلنے سے روکے تو مسافر کو حق ہے کہ اس سے سرکاری ممانعت کا مطالبہ کرے کہ دکھاؤ چلنے کی ممانعت کا آرڈر کہاں ہے اگر وہ منع کرنے والا کہے کہ دکھاؤ اس سڑک پر چلنے کا آرڈر کہاں ہے تو بے وقوف ہے سڑک بنی ہی چلنے کے لئے ہے روک کے لئے آرڈر کی ضرورت ہے چلنے کے لئے آرڈر کی ضرورت نہیں دیوبندیوں کی عجب منطق ہے کہ ہر کار خیر کو بغیر شرعی ممانعت کے حرام تو خود کہیں اور جواز کا ثبوت ہم سے مانگیں خود حرمت کا ثبوت نہ دیں یہ ہے الٹی منطق۔



## عقلی دلیل

ہم مقدمہ میں عرض کر چکے کہ دیوبندی مذہب بھی عیسائیت کی طرح ناقابل عمل ہے یہ صرف زبانی و قلمی مذہب ہے عملی مذہب صرف اہل سنت کا ہے آج کوئی شخص دیوبندی بن کر دنیاوی و دینی زندگی نہیں گزار سکتا۔ اگر آج جہاد پیش آجائے تو ہمارے دیوبندیوں کے ہاں ٹینک راکٹ ہوائی جہاز سے جہاد کرنا حرام ہوگا۔ کیونکہ یہ چیزیں قرونِ ثلث میں نہ تھیں لہذا بدعت ہیں اور بدعت حرام ہے تو جہاد جیسی عبادت میں یہ بدعات کیسے استعمال ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح سرفراز صاحب کا یہ مسئلہ کہ ہر چیز میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے یا سکوت بالکل ناقابل عمل ہے مولوی سرفراز اور ان کے تمام ہمہنوا لوگوں سے عرض کرتا ہوں کہ جب دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز حرام ہے سوائے ان کے جن کی مباح ہونے کی آیت یا حدیث مل جاوے تو براہ کرم ذرا جواب دیں کہ قرآن و حدیث میں صرف چند پھلوں چند لباسوں کا ہی ذکر ہے فرمائیے۔ ہندوستان کا مشہور پھل آم۔ مالٹا۔ انناس وغیرہ پھل اور اچکن، واسکٹ نئے نئے ڈیزائن کی قمیض۔ ململ۔ لٹھا۔ نشہ۔ بتاری سائن وغیرہ کپڑے اس ہی طرح نئی نئی قسم کی بلڈنگ۔ کوٹھیاں۔ ویٹنگ روم وغیرہ چیزیں حرام ہیں یا حلال اگر حلال ہیں تو ان کی آیات و احادیث پیش فرمادیں۔ جن میں ان چیزوں کا جواز مذکور ہو اور اگر ایسی آیت یا حدیث نہ مل سکیں تو تم سرکہ کھجوریں اور جو کی روٹی سادہ غذائیں معمولی لباس استعمال کرو جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے باقی تمام چیزوں کو حرام کہو کیونکہ تمہارے ہاں ہر چیز اصل میں حرام ہے جس کی اباحت جس کی اباحت کی دلیل ہے وہ ہی حلال ہوگی پھر یہ چیزیں بغیر دلیل اباحت حلال کیسے ہو گئیں۔ کیا ہے کوئی دیوبندی لعل جو ان چیزوں کی اباحت کی آیت و حدیث پیش کر سکے۔ انشاء اللہ قیامت تک نہ پیش کر سکیں گے۔

فاتقوا النار التي-

## دیوبندی تائید

خود علماء دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کہ جس کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے چنانچہ دیوبندیوں کی مشہور کتاب طریقہ مولود شریف مکتوب محبوب القلوب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی اس

کتاب کے صفحہ ۱ صفحہ ۱۲ پر ہے۔ اصول شرعیہ میں سے اور نیز قواعد عقلیہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل نہ مامور بہ ہو نہ منہی عنہ یعنی نصوص شرعیہ میں نہ اس کے کرنے کی ترغیب ہو اور نہ اس کے کرنے کی ممانعت ایسا امر مباح ہوتا ہے۔

نمبر ۲ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر ہے کہ عمل مولد شریف بہ ہیئت و قیود مخصوصہ ظاہر ہے کہ نہ کسی دلیل شرعی سے مامور بہ ہے اور نہ کسی دلیل شرعی سے ممنوع ہے تو فی حد ذاتہ مباح ٹھہرا۔ الخ

نمبر ۳ اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر ہے یعنی وہ ان اعمال کو فی حد ذاتہ مکروہ و ممنوع نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کو مباح بلاحت املیہ و مستحسن بحسن عقیدت و نیت جانتے ہیں۔ الخ

نمبر ۴ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲ پر یہ ہے بعض افعال مباحہ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں صراح سے مصلحت ہی مصلحت ہے اس کے تو مستحسن ہونے میں شبہ کا اطلاق ہے۔ ان عبارات میں مولوی اشرف علی صاحب نے صاف طور پر مانا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور جو چیز نہ شرعاً مامور بہ ہو نہ ممنوع وہ مباح و جائز ہے اور اچھی نیت سے کیا جاوے تو مستحب و مستحسن ہے اب دیکھئے مولوی گکھڑوی صاحب مولوی اشرف علی صاحب پر کیا فتویٰ جڑتے ہیں۔ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے آپس میں طے کریں۔  
صرح

طویلہ میں اگر لیتاؤ کی ٹھہری غضب آیا

بہ ہر حال اصل اشیاء میں اباحت ہونا خود دیوبندیوں کا مانا ہوا مسئلہ ہے یہ تو مولوی گکھڑوی کی بے جا ضد ہے جو ایسے واضح مسئلہ کا انکار کرتے ہیں۔

## مولوی سرفراز صاحب کی انوکھی دلیل

مولوی صاحب موصوف نے اس مسئلہ کا انکار تو کر دیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر اس پر انہیں کوئی آیت نہ مل سکی صرف دو حدیثیں پیش کی ہیں اور کچھ علماء کے اقوال مگر حدیث شریف میں ایسا دھوکہ دیا اور ایسی خیانت کی کہ خدا کی پناہ اگر دیوبندیوں کا بس چلے تو قرآن مجید کو بھی مسخ کر ڈالیں مگر کریں کیا کہ قرآن کی حفاظت رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے پچارے مجبور ہیں حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الامر ثلاثه امر بين رشده فاتبه وامر بين غيبه فاجتنبه وامر اختلف فيه فكله الى الله عزوجل

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام تین قسم کے ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا واضح ہے سو اس کی اتباع کرو اور دوسرا وہ کام کہ اس کی گمراہی ظاہر ہو سو اس سے اجتناب کرو اور تیسرا وہ جس میں اشتباہ واقع ہو اس کا معاملہ خدا کے سپرد کرو۔

یہ ترجمہ فاضل دیوبند سرفراز صاحب کا ہے اور اس کا مطلب مولوی صاحب موصوف نے یہ بتایا کہ جن چیزوں میں سکوت ہو قرآن و سنت میں ان کا ذکر نہ ہو ان میں خاموشی اختیار کرو کہ انہیں نہ حرام کہو نہ حلال۔ یہ ترجمہ بھی غلط ہے اور یہ مطلب بھی دعو کہ فریب ہے اولاً" تو یہاں عقائد کا ذکر ہے جیسا کہ رشدہ اور غیب سے معلوم ہوا ہدایت و گمراہی عقائد سے ہوتی ہے نہ کہ اعمال سے بے نمازی فاسق ہے گمراہ نہیں دوسرے اس حدیث میں ارشاد ہوا اختلف فیہ یعنی جس میں اختلاف کیا گیا اس کے معنی نہ خاموشی ہیں نہ سکوت بلکہ دلائل یا علماء کا اختلاف مراد ہے یعنی بعض عقائد وہ ہیں جن میں دلائل یا اقوال علماء مختلف ہے جیسے کفار کے فوت شدہ بچوں کا حکم کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی یا آیات متشابہات کن میں ہم کو کوئی فیصلہ نہ کرنا چاہئے حق تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے کہاں یہ مسئلہ اور کہاں اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ یہ ہے دیوبندی علم چنانچہ اس کی شرح میں مرقات میں صفحہ ۲۰۹ پر ہے۔

ويحتمل ان يراد به اختلاف العلماء  
یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد علماء کے دلائل کا اختلاف ہے۔

### کچھ آگے فرماتے ہیں

وقيل المراد ما لم يبينه الشرع مثل المنشابهات  
کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ عقائد ہیں جنہیں شریعت نے بیان نہ کیا جیسے آیات متشابہات۔

## کچھ آگے فرماتے ہیں

کنتعین یوم القیامة و حکم اطفال المشرکین  
جیسے روز قیامت کا مقرر کرنا اور مشرکین کے بچوں کے حکم

اس حدیث کا ترجمہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اشع نہ اللغات میں یوں کیا۔

کہے دیگر است کہ  
دوسرا وہ حکم ہے جس میں اختلاف کیا گیا ہے اور اس کی ہدایت یا گمراہی ہونے میں اشتباہ ہو گیا۔

سنباه است در رشد و غی او

ان شروع سے وہ ہی بات معلوم ہوئی جو میں نے عرض کی اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اصل اشیاء میں اباحت نہیں ورنہ آیات قرآنیہ مجھے مخالفت لازم آئے گی۔ راہ سنت کے صفحہ ۱۰۱ پر دوسری حدیث مع ترجمہ یوں بیان کی۔

ان الله فرض فرائض فلا

نضیعواھا و حرم حرمت فلا

تنتھکواھا و حد حد افلا

تعدواھا و سکت عن اشیاء من

غیر نسیان فلا تبحتو عنھا

ہیں سو ان کو مت ضائع کرو اور کچھ چیزوں کو حرام کر دیا ہے سو ان کی پرورداری مت کرو اور کچھ حدود مقرر کئے ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا بغیر بھول کے پس ان سے بحث نہ کرو اللہ تعالیٰ نے بغیر نسیان کے سکوت کیا ہے اس سے بحث نہ کرو

یجئے یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کی پیش کردہ حدیث اور یہ ہے ان کا ترجمہ

اس سے خار صاحب نے ثابت کیا کہ جن چیزوں سے شریعت میں خاموشی ہے انہیں نہ حرام جائز نہ حلال بلکہ خاموشی اختیار کرو تاؤ یہ مطلب کس لفظ سے حاصل ہوا

لانبحثوا عنہ یعنی ان سے بحث نہ کرو کا مطلب بالکل واضح و ظاہر ہے کہ ایسی

خاموشی کی چیزوں میں جھگڑے نہ کرو وہ تو مباح ہیں ان پر بے دھڑک عمل کرو اس کی

شرح وہ حدیث ہے جو اسی مشکوٰۃ کے باب الاطعمہ میں مذکور ہے و ما سکت عنہ فہو مما عنی

عنہ جس سے رب تعالیٰ نے سکوت فرمایا اس کی معافی ہے معافی کے معنی یہ ہی ہیں۔

یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کی پیش کردہ حدیث اور یہ ہے ان کا ترجمہ

اس سے خار صاحب نے ثابت کیا کہ جن چیزوں سے شریعت میں خاموشی ہے انہیں نہ حرام جائز نہ حلال بلکہ خاموشی اختیار کرو تاؤ یہ مطلب کس لفظ سے حاصل ہوا

لانبحثوا عنہ یعنی ان سے بحث نہ کرو کا مطلب بالکل واضح و ظاہر ہے کہ ایسی

خاموشی کی چیزوں میں جھگڑے نہ کرو وہ تو مباح ہیں ان پر بے دھڑک عمل کرو اس کی

شرح وہ حدیث ہے جو اسی مشکوٰۃ کے باب الاطعمہ میں مذکور ہے و ما سکت عنہ فہو مما عنی

عنہ جس سے رب تعالیٰ نے سکوت فرمایا اس کی معافی ہے معافی کے معنی یہ ہی ہیں۔

نہ ان کے کرنے پر پکڑ ہے اور نہ نہ کرنے پر پکڑ مباح کے یہ ہی معنی ہیں اس معنی کی تائید قرآن کریم کی وہ آیت فرما رہی ہے۔ عفا اللہ عنہا اللہ نے ان چیزوں کی معافی دے دی چنانچہ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں۔

فلا تبحثو عنہا ای لا تفشوا عن  
تلك الاشياء دل علی ان الاصل  
فی الاشياء الاباحة بقوله تعالى  
هو الذی خلق لكم ما فی  
الارض جمیعا

ان چیزوں سے بحث نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی کرید نہ کرو۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ رب نے تمام چیزیں تمہارے لئے بنائیں

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق اشعرت اللغات میں فرماتے ہیں کہ فراموشی بروے روانہ باشد بلکہ رحمت کرد و آسان ساخت کارشما

رب تعالیٰ پر بھول چوک ممکن نہیں بلکہ اس نے تم پر رحم فرمایا تمہارے کام آسان فرمائے

سبحان اللہ فیصلہ فرمادیا کہ قرآن و حدیث میں بعض چیزوں سے خاموشی تم پر رحمت اور تمہارے کاموں کو آسان کرنے کے لئے ہے تاکہ تم بے تامل ایسے کام کئے جاؤ تم پر کوئی روک ٹوک نہ ہو ملا علی قاری نے تو یہ حدیث اصل اشیاء میں اباحت کی دلیل قرار دی۔ فرماؤ سرفراز صاحب یہ حدیث پیش کرتے وقت اور اس سے یہ مسئلہ نکالتے وقت آپ کے دل میں خوف خدا نہ آیا کیا آپ کو مرنا اور خدا کو منہ دکھانا نہیں حدیث رسول ﷺ میں ایسی خیانت اور مسلمانوں کو اس طرح دھوکہ دینا۔ آپ دیوبندیوں نے اسلام اور مسلمانوں پر بہت ظلم کئے اس کا نتیجہ ہے کہ آج تم دنیائے اسلام میں ایسے ذلیل ہو ہر جگہ اپنا مذہب چھپاتے پھرتے ہو یہ ہے تمہارا علم اور یہ ہے تمہاری دیانت جب تم لوگ اللہ رسول کو گالیاں دینے سے نہیں شرماتے تو ان پر جھوٹ باندھنے سے کیا شرمائے گے۔ ہمارے سرفراز صاحب نے اپنے اس مقصد کے لئے در مختار کی وہ عبارت پیش فرمائی۔

علی ماہو المنصور من ان  
الاصول فی الاشياء التوقف  
مذہب منصور یہ ہے کہ اصل حالت اشیاء میں توقف ہے

اسی طرح اور چند کتب فقہ کے حوالہ دیئے۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ اولاً رد المختار

نے اس قول کی تردید اسی جگہ کر دی جس کے حوالے ابھی گذر گئے نیز فقہاء کرام کا یہ اختلاف کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یا حرمت یا توقف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام کی تشریف آوری سے پہلے بجز عقیدہ توحید دیگر اشیاء حرام تھیں۔ یا حلال یا ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ جس کے حوالے پہلے گذر چکے اس میں مذہب حق یہ ہے کہ اصل اباحت ہے۔ وہ فطرت والے لوگ کسی چیز کے کھانے پینے پر مجرم نہ تھے نیز یہ اختلاف ان اموال کے متعلق بھی ہے جن کی اباحت امدیہ شریعت مطہرہ نے منسوخ فرمادی۔ ان میں حرمت اصل یا اباحت یا توقف جیسے سودی اموال یا چاندی سونے کا استعمال وغیرہ اس اختلاف کو عام چیزوں سے تعلق نہیں چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں اس بحث میں صفحہ ۱۳ پر ہے۔

فیمكن ان یستدل بها علی ان  
الاصل فی الاشياء الا باحة کما  
هو مذنب طائفة بخلاف  
الجمهور فان عند هم الاصل  
هو الحرمة ولا یظهر ثمرته  
الافی قونه علیه السلام لا  
تبیعوا الطعام الا سوا بنسواء فان  
عندنا الاصل هو اباحة  
الربوا حتی یعفو عنه عدم القدر  
والجنس وانما تثبت الحرمة اذا  
وجد جميع الشرائط وعند  
الشافعی الاصل هو الحرمة فی  
کل حال والمساوات مخلص  
منها

ممکن ہے کہ اس آیت سے اس مسئلہ پر  
دلیل قائم کی جاوے کہ اصل اشیاء میں  
اباحت ہے جیسا کہ یہ ایک گروہ کا مذہب  
ہے بخلاف جمهور کے کہ ان کے ہاں اصل  
حرمت ہے اس اختلاف کا نتیجہ صرف  
حضور کے اس فیضان میں ظاہر ہوگا کہ غلہ  
نہ بیچو مگر برابر برابر۔ ہمارے ہاں سود میں  
اصل اباحت ہے حتیٰ کہ معاف ہوتا ہے  
جنس وزن کے نہ ہونے پر حرمت جب  
ثابت ہوگی جبکہ سود کے شرائط پائے جاویں  
اور امام شافعی کے ہاں ان میں اصل حرمت  
ہے برابری میں اس سے چھٹکارا حاصل  
کرنے کا ذریعہ۔

فرمائیے مولوی سرفراز صاحب آپ نے تفسیر احمدی کی عبارت پوری نقل کیوں  
نہ کی آدمی عبارت نقل کر کے مسلمانوں کو دھوکا کیوں دیا کیا یہ مجرمانہ خیانت نہیں ہے  
اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ہدایت دے اور نیچے ہدایہ جلد سوم باب الروا میں ہے۔

و عند الشافعی الطعم فی  
المطعمات والثمنیة فی  
الاثمان والجنسیة شرط  
والمساوات مخلص والاصل  
هو الحرمة عندہ

امام شافعی کے ہاں کھانوں میں مطعمیت  
اور سونے چاندی میں ثمنیت معتبر ہے  
اور جنسیت شرط ہے برابری سود سے  
بچانے والی اور اصل ان میں حرمت ہے  
امام شافعی کے ہاں

دیکھو سودی مل میں اختلاف یہ ہوا کہ ہمارے ہاں ان میں اصل اباحت ہے اور  
شوافع کے ہاں اصل حرمت اسی ہدایہ کتاب الکراہتہ میں ہے۔

والتختم بالذهب علی الرجال  
حرام لماروینا وعن علی رضی  
اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم نہی عن التختم بالذیب  
ولان الاصل فیہ التخریم  
التختم والا تمودج وقد اندفعت  
بالادنی وهو الفضة

سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں پر حرام ہے  
حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا  
اور اس لئے کہ سونے چاندی میں اصل  
حرمت ہے اباحت مہر لگانے یا نمونے کے  
لئے ہے اور وہ تو ادنی یعنی چاندی سے  
پوری ہو گئی۔

فرمائیے کچھ پتہ لگا کہ اصل حرمت ہونا یا مسکوت ہونا سونے چاندی کے استعمال میں ہے  
کتب کیا فرما رہی ہیں اور آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ خیال رہے کہ اباحت اعلیٰ احناف کا  
ایسا ضروری اصولی مسئلہ ہے جس پر بہت سے شرعی قاعدے مبنی ہیں دیکھو علم اصول کا  
قاعدہ ہے کہ اگر محرم اور مبیح دلائل میں مقابلہ ہو جائے تو محرم کو ترجیح ہوتی ہے  
کیوں اس لئے تاکہ نسخ دو بار نہ ملتا پڑے۔ اس طرح کہ دلیل محرم تو اصلی اباحت کو  
منسوخ کرے اور پھر یہ مبیح دلیل محرم کو منسوخ کرے اس لئے ترجیح محرم کو  
دو تاکہ نسخ صرف ایک بار ہی ہو کہ دلیل اباحت تو اباحت اعلیٰ کی تائید کرے اور محرم  
اسے منسوخ فرمائے کہنے اگر اباحت اصلی کوئی چیز ہی نہیں تو یہ قانون شرعی کیونکر  
درست ہوا۔ نیز علم اصول کا قانون ہے کہ جب کسی کام کی فرضیت منسوخ ہو جائے تو  
وہ اباحت جو فرض کے ضمن میں ہے وہ بھی منسوخ ہو جاتی ہے کیونکہ اباحت جنس ہے  
اور فرضیت نوع اور ظاہر ہے کہ نوع کے مٹنے سے اس کے سارے اجزاء جنس و فصل  
مٹ جائینگے۔ زید مر گیا تو اس کی جنس یعنی حیوان اور فصل یعنی ناطق سب ہی فنا

ہو گئے۔ مگر پھر یہ ہی چیز مباح رہتی ہے کیوں؟ اباحت اصلی کی وجہ سے یعنی جو اباحت فرضیت کے ضمن میں تھی وہ تو فرضیت کے ساتھ گئی مگر اباحت اعلیٰ نے پھر اسے مباح کر دیا دیکھو عاشورے کے دن کا روزہ شروع اسلام میں فرض تھا پھر اس کی فرضیت ماہ رمضان کے روزوں سے منسوخ ہو گئی مگر پھر بھی یہ روزہ مباح ہے دیکھو نور الانوار مع حاشیہ۔ کہنے مولوی صاحب آنکھیں کھلیں۔ اگر اباحت ہر چیز کی اصل نہیں تو ان قواعد کے کیا معنی افسوس ہے کہ دین کے ساتھ علم کا بھی صفایا ہے مصنف بننے سے پہلے کچھ تھوڑا بہت پڑھ لیا ہوتا۔

### مولوی سرفراز صاحب کی عجیب منطق!

مولوی صاحب نے راہ سنت میں فرمایا ہے کہ جیسے وجوب فرضیت سننیت شرعی احکام ہیں ایسے ہی اباحت و جواز بھی شرعی حکم ہیں تو جیسے بغیر خاص دلیل کے فرضیت یا وجوب ثابت نہیں ہو سکتا ایسے ہی بغیر خاص دلیل اباحت بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ لہذا جب تک کہ حضور انور ﷺ کا قول یا فعل نہ ملے کسی چیز کو مباح نہیں کہہ سکتے دیکھو راہ سنت صفحہ ۱۰۳ و صفحہ ۱۰۵۔ مگر مولوی صاحب اپنا یہ انوکھا زوالہ قاعدہ حرام۔ شرک کفر کے لئے بھلا، گئے مولوی صاحب اور ان کے سارے دیوبندی، پیشوا ہزار ہا مستحبات کو صرف اس لئے حرام کفر شرک کہہ دیتے ہیں۔ کہ زمانہ نبوی میں موجود نہ تھے وہاں یہ نہیں فرماتے کہ جیسے فرضیت کے لئے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت کے لئے نہی یعنی ممانعت لازم ہے ذرا قربان تو جاؤ اس قاعدہ کے کہ اباحت جیسا ہلکا حکم تو بغیر صریحی فرمان یا فعل رسول ﷺ ثابت نہ ہو سکے۔ مگر حرمت شرک کفر جیسے اہم اور انتہائی نازک مسائل صرف مولوی صاحب کے جنبش قلم اور جنبش لب سے ثابت ہو جاتے ہیں پھر جہاں خود ہزار ہا بدعات کرتے ہیں تو وہاں یہ حکم بدل جاتا ہے مردوں کے لئے ختم قرآن کرنا بدعت حرام شرک کفر ہے اس پر پیسہ لینا حرام ہے مگر دیوبند میں مصیبت کے موقعہ پر ختم بخاری کرانا پھر اس پر روپیہ دنیا دیوبندی علماء طلباء کو نہ حرام ہے نہ بدعت نہ کفر نہ شرک ہے یہ ہے ان کی بے قیدی اور خود مختاری۔



## تحقیقی جواب

جناب یہ بالکل درست ہے کہ اباحت وجوب فرضیت حرمت کراہیت شرعی احکام ہیں مگر جیسا حکم ویسی اس کی دلیل فرضیت وجوب ایسے اہم حکم ہیں جن پر کفر و فسق مرتب ہے ان کے لئے بہت مضبوط دلیل چاہئے حتیٰ کہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی چاہئے جو قطعی اہمیت بھی ہو قطعی الدلالت بھی اور قطعی الطلب بھی اور وجوب کے لئے قطعی دلیل بھی کافی ہوتی ہے مگر اباحت واستحباب نہایت ہی ہلکے حکم ہیں کہ ان پر نہ کفر مرتب ہے نہ گمراہی نہ فسق نہ عذاب کوئی کرے اچھا نہ کرے کچھ نہیں لہذا اباحت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ وہ شرعاً "ممنوع نہ ہو اور استحباب کیلئے صرف اتنا کافی کہ بزرگان دین اسے اچھا سمجھیں اس کے دلائل جاء الحق میں بہت تفصیل سے مذکور ہیں۔ حتیٰ کہ در مختار میں مستحب کی تعریف میں فرمایا وما احبه السلف مستحب وہ بھی ہے جسے سلف صالحین اچھا جانیں۔ نیز نور الانوار شریف بحث احکام مشروعہ صفحہ ۱۶۷ میں ہے الا ان المستحب ما احبه السلف مستحب وہ ہے جسے سلف صالحین اچھا سمجھیں غرض یہ کہ کتب فقہ و اصول فقہ سے ثابت ہے کہ مستحب کے لئے مسلمانوں کا اچھا جانا ہی کافی ہے جیسا حکم ویسی دلیل۔ دیکھو زنا کے لئے چار گواہ درکار عام مالی و سیاسی احکام کے لئے دو کافی اور رمضان کے چاند کے لئے ایک گواہ کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک عادل مسلمان کی خبر کافی جبکہ مطلع صاف نہ ہو دیکھو جیسا حکم ویسی اس کی دلیل اس کی مکمل بحث جاء الحق حصہ اول میں موجود ہے مگر مصنف راہ سنت نے اس کتاب کے مطالعہ کی زحمت ہی گوارا نہ فرمائی یا کج بحثی کے لئے یہ سب کچھ فرما رہے ہیں۔

## مولوی سرفراز صاحب کا بے نمازیوں پر احسان عظیم

مولوی صاحب کو جاء الحق کی ایک دلیل آفت بن کر سامنے آگئی وہ ہے حدیث صحیح ماراہ المومنون حسنا فهو عند اللہ حسن جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اس کے متعلق اولاً تو مولوی صاحب بہت سٹ پٹائے آخر یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہاں مومنوں سے مراد صحابہ کرام ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کو صحابہ کرام اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے چلو

چھٹی ہوئی اب شرابی بھنگی جواری بے نمازی غرض یہ کہ پانچوں شرعی عیب والے لوگ مولوی صاحب کا شکریہ ادا کریں۔

انہیں نذرانے چڑھاوے پیش فرمادیں کہ مولوی صاحب نے بیک جنبش قلم سب لوگوں کو تمام شرعی احکام سے معافی دیدی کیوں کہ قرآن کریم میں جس قدر احکام ہیں ان میں یا تو فرمایا گیا۔ یا ایہا الذین آمنوا اے ایمان والو اور یا ارشاد ہوا علی المؤمنین یعنی مسلمانوں پر یہ لازم یا حرام ہے اب مولوی صاحب کے فتوے سے مؤمنین اور امنو سے مراد تو صرف صحابہ کرام ہوئے کہ نزول قرآن و حدیث کے وقت وہ ہی لوگ موجود تھے خطاب انہیں سے تھا تو نماز روزہ۔ وغیرہ تمام فرائض اور شراب جواء۔ زنا۔ وغیرہ تمام محرمات صرف ان صحابہ کرام ہی سے متعلق تھے رہے ہم جیسے بعد کے لوگ انہیں کسی اسلام حکم سے کوئی تعلق نہیں ہمارے لئے نہیں بلکہ دیوبندیوں کے لئے چاروں راہ کھلے ہیں جو چاہیں کریں۔ مولوی صاحب ہوش کرو تم اپنے مذہب کو منانے کے لئے قرآن و حدیث کو کیوں بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو کتنی ہی کوشش کرو مگر تمہارا دین نجدیت نہ سنبھلا ہے نہ سنبھلے؟

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

لطیفہ حضرت قلد حکیم الامت مدظلہ مفتی احمد یار خان صاحب نے ایک عجیب لطیفہ سنایا کہ جب وہ حج بیت اللہ کے لئے پہلی بار مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو ایک دن بعد مغرب حرم شریف کانجدی امام لوگوں کو وعظ سنا رہا تھا وعظ کیا تھا۔ اولیاء اللہ پر غیظ و غضب تھا اسی اثنا میں اس نے کہا لوگ سید احمد بدوی کو پوجنے لگے ہیں اس کی قبر سے منت مانگتے ہیں یہ شرک عظیم ہے۔ ایک یمنی حاجی نے اٹھ کر کہا کہ ہم سید احمد بدوی سے منت نہیں مانگتے بلکہ ان کے وسیلہ سے رب سے مانگتے ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ بوسیلہ اولیاء و عاقبول فرماتا ہے تو نجدی امام کہنے لگے۔ کیف علمت انہ ولی اللہ لا نعلم انہ مات علی الایمان او علی کفر هل اوحی الیک تجھے کیا معلوم کہ احمد بدوی ولی اللہ ہے ہم کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ اسلام پر مرایا کفر پر بیچارہ یمنی حاجی خاموش ہو گیا حضرت حکیم الامت نے فوراً فرمایا علمنا ولایتہ بشہادۃ المؤمنین وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتم شہداء اللہ فی الارض یعنی ہم نے سید احمد بدوی کی ولایت عامتہ المسلمین کی گواہی سے پہچانی

حضور فرماتے ہیں کہ اسے مسلمانو! تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں تو جسے مسلمان ولی کہیں وہ اللہ کا ولی ہی ہے اس پر امام صاحب کے چہرے کا رنگ اڑ گیا گھبرا کر بولے کہ یہ فرمان رسول صحابہؓ کے لئے ہے کیونکہ وہاں ہے انتم یعنی تم لوگ اور بعد کے لوگ تو اس وقت تھے ہی نہیں وہ اس خطاب میں داخل نہیں لہذا جسے صحابہ کرام ولی یا جنتی کہیں وہی ولی یا جنتی ہو گا نہ کہ ہم لوگ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ بہت خوب پھر تو ہم لوگوں پر کبوتی شرعی حکم نہ رہا کہ تمام احکام قرآنی میں خطاب کے صیغے ہیں۔ ہم اس وقت موجود نہ تھے صرف صحابہ کرام تھے ان پر سارے احکام بھی تھے۔ اس جواب پر فہت الذی کفر مگر مولوی سرفراز تو ان امام سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے انہوں نے خطاب کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ المؤمنون سے مراد صحابہ کرام لئے لہذا خطاب ہوا نہ ہو لفظ ایمان والے اور مومن ان تمام الفاظ میں صحابہ ہی داخل مانے۔

گر ہمیں کتب وہمیں ملا

کار طفلان تمام خواہد شد

ان ہی دیو بندیوں کے لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ شعر احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر

تویل سے کر سکتے ہیں قرآن کو پاژند

مگر تویل مثل در حیرت انداخت

خدا و جبرئیل و مصلیٰ را

مسلمانو! خیال رکھو کہ حرام و شرک و کفر تو بڑی سخت چیزیں ہیں۔ صرف کراہت تنزیہی کے لئے بھی دلیل شرعی کی ضرورت ہے کسی چیز کو بغیر دلیل مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ قلعہ خود وہابیوں کے پیشوا بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ دیو بندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم ۱۶۶ میں فرماتے ہیں۔

مگر کراہت تنزیہی کے واسطے دوسری دلیل اثبات کراہت کی حاجت ہوتی ہے فرمائیے سرفراز صاحب آپ تو بغیر کسی دلیل کے حرام و شرک بھی کہہ دیتے ہیں مگر آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب کراہت تنزیہی کے لئے بھی خاص دلیل

ضروری مانتے ہیں۔ اباحت و استحباب کے لئے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں صرف صالحین مسلمان جس کام کو اچھا جانیں وہ مستحب ہے۔

## بدعت

حضرات دیوبند کے مذہب کا مدار صرف دو چیزوں پر ہے ایک شرک دوسرا بدعت شرک و بدعت کا وظیفہ یہ لوگ ایسا جتتے ہیں کہ پناہ بخدا مگر آج تک یہ لوگ معین نہ کر سکے کہ شرک کیا چیز ہے اور بدعت کیا ان کی تعریفوں میں انہوں نے ایسے غوطے کھائے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ سرفراز صاحب نے بھی اپنی کتاب راہ سنت میں اس پر بہت زور دیا ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۶۷ سے صفحہ ۱۳۰ تک کے اوراق اس کے لئے سیاہ فرمائے ہیں مگر پھر بھی کچھ بنانہ سکے پہلے تو یہ حضرات کہتے تھے کہ جو کام حضور انور ﷺ کے زمانے کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام جب ان سے کہا گیا کہ جمع قرآن اور قرآن مجید میں اعراب یعنی زیر زبر زمانہ نبوی کے بعد کی ایجادات ہیں تو فرمانے لگے کہ تین زمانہ یعنی زمانہ صحابہ زمانہ تابعین و تبع تابعین کے بعد جو شے ایجاد ہو وہ بدعت ہے حالانکہ کسی حدیث یا فرمان صحابہ سے یہ ثابت نہیں کہ ان تین زمانہ کی ہر ایجاد سنت ہے اور بعد کی ہر ایجاد بدعت ہے۔ صرف یاروں کی رائے ہے مگر جب پھر عرض کیا گیا کہ موٹر۔ ریل۔ ہوائی جہاز کی سواریاں بہت بعد کی ایجادات ہیں۔ فرماؤ ان کا استعمال حرام ہے یا حلال تو بولے نہیں صاحب جو کام ان تین زمانوں کے بعد ایجاد ہوں اور دینی کام ہوں دنیاوی نہ ہوں وہ بدعت ہیں۔ اس پر ہمارے سرفراز صاحب نے بہت زور دیا ہے اب عرض ہے کہ دینی مدارس کے نصاب مشائخ کے ایجاد کردہ اعمال جیسے پاس انفاس سلطان الاذکار یا مذہب حنفی۔ شافعی یا طریقت کے سلسلے قادری چشتی۔ نقشبندی بدعت ہیں یا نہیں یہ تو ان تین زمانوں کے بہت بعد کی ایجادات ہیں اور آپ تمام حضرات ان پر کاربند فرماؤ اگر بدعت ہیں تو حرام ہونے چاہئیں تو لگے بغلیں جھانکنے۔ حتیٰ کہ ان کی مشہور کتاب ارواح ثلاثہ میں تو لکھ دیا گیا کہ احداث فی الدین اور ہے احداث للدين کچھ اور احداث فی الدین حرام ہیں اور احداث للدين حلال لگے فی الدین اور للدين کافر فرق نکالنے ہم اپنے رب کے بھروسہ پر پھر اعلان کرتے ہیں کہ یار لوگ چاہے ہزار ہا قیدیں اپنے گھر سے لگائیں۔ مگر

ان سے بدعت کی جامع مانع تعریف نہ ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی سارے دیوبندی گنگوہی جنگلی کو ہی کو اعلان عام ہے کہ بدعت کی ایسی تعریف فرمادیں۔ جس کی زد میں میلاد شریف گیارہویں تو آجلوے مگر مدرسہ دیوبندیہ کا نصاب تعلیم رمضان کی تعطیل دستار بندی درست رہے ختم قرآن حرام ہو ختم بخاری جائز انشاء اللہ نہ ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی ہے کوئی ماں کا لال دیوبندی جو شرک و بدعت کی جامع مانع تعریف کر دے۔ ہمیشہ غوطے ہی کھائیں گے۔ یہ ہے مذہب کی بے اصولی ہم بدعت کے متعلق کتاب جاء الحق حصہ اول کا ایک مضمون نقل کئے دیتے ہیں۔ ناظرین بلکہ خود مولوی سرفراز صاحب فیصلہ فرمادیں کہ کیا وہ اس کا شافی جواب دے سکے ہیں ملاحظہ فرمادیں۔

## جاء الحق کی عبارت

اؤ ہم آپ کو دکھائیں کہ اسلام کی کوئی عبادت بدعت حسنہ سے خالی نہیں ایمان مسلمانوں کے بچہ بچہ کو ایمان مجمل ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دو نام بدعت ہیں قرون ثلثہ میں ان کا پتہ نہیں

کلمہ ہر مسلمان چھ کلمے یاد کرتا ہے یہ چھ کلمے ان کی تعداد ان کی یہ ترتیب بدعت ہے جس کا قرون ثلثہ میں پتہ نہ تھا۔

قرآن مجید قرآن شریف کے تیس پارے بنانا اس میں رکوع و اعراب لگانا اس پر سنہری روپہلی جلدیں تیار کرنا اسے بلاک وغیرہ پر چھاپنا یہ سب کچھ بدعت ہے قرون ثلثہ میں اس کا پتہ نہیں۔

حدیث شریف احادیث کو کتلی شکل میں جمع کرنا حدیث کی اسنادیں بیان کرنا اسناد پر جرح کرنا حدیث کی قسمیں بنانا۔ صحیح ضعیف مفصل مدلس وغیرہ۔ پھر ان قسموں کی ترتیب کہ اول نمبر حدیث صحیح ہے دوم نمبر حسن۔ سوم نمبر ضعیف۔ پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حلال و حرام چیزیں حدیث صحیح سے ثابت ہوگی اور فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی کافی ہے غرض کہ سارا فن حدیث بدعت ہے جس کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں۔

اصول حدیث یہ فن از اول تا آخر بدعت ہے اس کا تو نام بھی بدعت ہے اس کے تمام قواعد بدعت۔

فقہ اس پر آج دین کا ڈار و دار ہے مگر از اول تا آخر یہ بھی بدعت ہے جس کا قرون ثلاثہ میں نام و نشان نہیں۔

اصول فقہ و علم کلام یہ علوم بھی بدعت ہیں ان کے تمام قواعد و ضوابط سب بدعت کہ قرون ثلاثہ میں ان کا پتہ نہ تھا۔

نماز نماز کی نیت زبان سے کرنا بدعت ہے پھر امامت پر تنخواہ مقرر کرنا عالیچہ و قالین کے مصلوں پر نماز پڑھنا جس پر حرمین طیبین کے نقشے ہوں بدعت ہے اسی طرح گھڑی کے اوقات گھنٹہ و منٹ سے نماز و جماعت ادا کرنا بدعت ہے۔

روزہ افطار روزہ کے وقت زبان سے دعا کرنا اللهم لك صمت الخ اور سحری کے وقت زبان سے دعا کرنا اللهم بالصوم لك غدنویت پھر اعلیٰ درجے کے پرائیوٹ شربت چائے سے روزہ افطار کرنا بدعت ہے۔

زکوٰۃ زکوٰۃ میں سکہ رائج الوقت تصویر دار نکالنا بدعت ہے یہ مروجہ سکے قرون ثلاثہ میں نہ تھے۔

حج ریل گاڑی۔ لاری۔ موٹر۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر حج کرنا پھر عرفات و منیٰ میں بسوں پر جانا بدعت ہے کہ ان تین زمانوں میں نہ یہ سواریاں تھیں نہ ان کے ذریعہ حج و عمرہ ہوتا تھا۔

طریقت طریقت کے سارے مشاغل اور تصوف کے سارے اعمال بدعت ہیں مراتب چلے پاس انفاں تصور شیخ وغیرہ۔ ذکر کے اقسام سب بدعت ہیں جن کا ثبوت قرون ثلاثہ میں نہیں۔

چار سلسلے شریعت و طریقت کے چار سلسلے یعنی۔ حنفی۔ شافعی مالکی حنبلی۔ یونہی قادری۔ چشتی۔ نقشبندی سروردی یہ سب بدعت ہیں کوئی صحابی حنفی شافعی یا قادری نقشبندی نہ تھے۔

جہاد موجودہ زمانہ میں جنگی اسلحہ وہ وہ ایجاد ہو چکا ہے جس کا خیر القرون میں پتہ نہ تھا۔ بم۔ راکٹ۔ ہوائی جہاز وغیرہ ان سے جہاد کرنا بدعت ہے

دنیاوی چیزیں آج کل دنیا میں وہ چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں جن کا خیر القرون میں نام نہ تھا۔ خط۔ لفافے۔ تار۔ ٹیلی فون۔ ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہاز وغیرہ ایجادات اور دوسری

چیزیں جنہیں تمام دنیا استعمال کرتی ہے اور دیوبندی حضرات ان کے ذریعہ عبادات بھی ادا کرتے ہیں۔ برقی پریسوں میں دینی کتب چھپواتے ہیں ڈاک خانہ سے دینی کتب کا پارسل کرتے ہیں ذرا مہربانی فرما کر سرفراز صاحب ان چیزوں کا ثبوت دیں۔ ان کے متعلق احادیث پیش فرمادیں کہ یہ چیزیں قرونِ ثلثہ میں تھیں۔ سرفراز صاحب آپ کو قسم ہے کہ اپنے سارے اگلے پچھلے زندہ مردہ پیشواؤں کو جمع فرما کر ان مذکورہ چیزوں کا ثبوت خیر القرون سے کرا دیں۔ یہ تو آپ سے کیا ہو سکے گا۔ صرف مدرسہ دیوبند کا نصابِ تعلیم۔ ایامِ تعطیل۔ مولویوں کی تنخواہیں اور دورہ ختم کرنے پر دستار بندی کا ثبوت صحاح ستہ یا کسی حدیث سے پیش فرمادیں۔ وادعو شہداء کم ان کنتم صادقین اور اگر ثبوت پیش نہ کر سکیں تو ان سب چیزوں کو اس طرح حرام و شرک کہیں جیسے آپ میلاد شریف و عرس بزرگان کو حرام و شرک کہتے ہو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ورنہ توبہ تحریر کرو۔ حضرت آپ کا وجود نا مسعود بھی بدعت ہے اور آپ سراپا چلتے پھرتے بولتے بدعت ہیں کیونکہ بقول خود آپ بے دین نہیں بلکہ دیندار ہیں اور قرونِ ثلثہ میں موجود نہ تھے آپ دینی چیز بھی ہوئے اور بعد کی پیداوار بھی لہذا آپ مجسم بدعت ہیں۔

### عجیب لطیفہ

ایک دیوبندی مولوی کسی جگہ نکاح پڑھانے گئے۔ دولہا کے سر پر پھولوں کا سرا تھا فوراً فتویٰ ٹھونک دیا کہ یہ حرام ہے سرے کا ثبوت خیر القرون میں نہیں نہ کسی کتاب میں ہے چنانچہ سرا اتار دیا گیا۔ جب نکاح سے فارغ ہوئے تو دولہا کے والد نے مولوی صاحب کو دس روپیہ کا نوٹ نکاح پڑھائی دیا مولوی صاحب نوٹ جیب میں رکھ رہے تھے کہ دولہا نے ہاتھ پکڑ لیا۔ بولا کہ مولوی صاحب نکاح پڑھا کر دس روپیہ کا نوٹ لینا بدعت ہے خیر القرون میں نہ تھا۔ نہ کسی کتاب سے ثبوت ہے اب مولوی صاحب کی سانس پھول گئی کہ آئی ہوئی نقدی چلدی بولے یہ تو خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی سے دیتے ہیں دولہا بولا کہ سرا بھی خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی میں باندھتے ہیں۔ یہ ماتم کے لئے نہیں باندھا جاتا آخر کار مولوی صاحب کے ہاتھوں سرا بندھوایا گیا۔ تب خیریت سے نوٹ جیب میں پہنچا۔ یہ ہے دیوبندیوں کے شرک و بدعت کی قیمت کہ دس روپیہ میں بدعت ملت بن جاتی ہے ہم کو یقین ہے کہ مولوی سرفراز صاحب بھی نکاح پڑھا کر

رقم لیتے ہوئے ذرا مہربانی فرما کر اس رقم کا ثبوت خیر القرون سے دیں۔ دیوبندیوں کے ہم مذہب نجدی آج ان حجاج سے سوا روپیہ روزانہ فیس لیتے ہیں۔ جو مدینہ منورہ میں آٹھ دن سے زیادہ ٹھہریں۔ کیا اس فیس کا ثبوت مولوی سرفراز صاحب خیر القرون سے دے سکتے ہیں۔ کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے زائرین مدینہ سے سوا روپیہ روز صرف مدینہ منورہ میں زیادہ ٹھہرنے کا بطور ٹیکس لیا ہو۔ اگر نہیں کر سکتے تو کیا کبھی مولوی صاحب نے اس بدعت کے خلاف قلم اٹھایا ہرگز نہیں یہ تو اپنے گھر کا معاملہ ہے قلم کیسے اٹھائے۔ اب تمام دیوبندیوں کی خیریت اسی میں ہے کہ اپنے اس بے اصولے مذہب سے توبہ کر کے بدعت کی تقسیم من لیں کہ بعض بدعتیں حسنہ ہوتی ہیں بعض سینہ حسنہ جائز بلکہ واجب بھی ہوتی ہیں سینہ ممنوع بلکہ کبھی حرام کبھی کفر بھی بدعت کے متعلق پوری بحث کتب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ فرماؤ جسے دیکھ کر بہت سے دیوبندی مسلمان ہو گئے۔ مولوی صاحب نے راہ سنت میں وہ ہی اعتراضات کئے ہیں جن کے جوابات جاء الحق میں تفصیل سے دیدیئے ہیں۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۰ پر ارشاد فرمایا ہے اتباع جیسے فعل وقول میں ہوتی ہے ویسے ہی ترک میں بھی لہذا جو کلام قرون ثلاثہ میں نہ کئے گئے ہوں ان کا نہ کرنا ضروری ہے مولوی صاحب نے عدم فعل اور ترک فعل میں فرق ہی نہ کیا عدم فعل عدم فعل ہے اور ترک فعل عدم ثابت واقعی ترک فعل میں ابتداء ہے عدم فعل میں ابتداء نہیں۔ چھوڑ دینا اور ہے نہ کرنا اور اگر نہ کرنا بھی عبادت ہو تو لازم آئے گا کہ ہم کو ہر وقت کروڑوں عبادتوں کا ثواب ملا کرے کہ ہم ہر آن کروڑوں گناہ نہیں کرتے بلکہ لازم آئے گا کہ شرابی شراب پیتے وقت بھی شراب کا تو گنہگار ہو مگر اس وقت زنا نہ کرنے چوری نہ کرنے کا ثواب پاتا رہے۔ بزرگوں کا کلام سمجھنے کے لئے علم و ایمان دونوں کی ضرورت ہے جس چیز کی سخت ضرورت ہو اور حضور ﷺ کو وہ مرغوب بھی ہو۔ پھر کبھی نہ کریں یہ ہے ترک۔ اس کا چھوڑنا ضروری ہے جیسے فجر طلوع ہونے کے بعد سوائے سنت فجر اور کوئی نفل حضور نے کبھی نہ پڑھے حالانکہ حضور کو نوافل مرغوب ہیں۔ تو ہم کو بھی نہ پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ عن علیہ شرح ہدایہ میں ویکرہ النفل بعد طلوع الفجر کے ماتحت ہے یعنی ان الترمک مع الحرص علی التحرر فی فضیلة النفل دلیل الکراہة نیز صحابہ کرام نے بہت ملک فتح کئے جن میں زبانیں فارسی رومی وغیرہ تھیں۔



وہاں کے لوگ عربی نہ سمجھتے تھے۔ مگر کسی صحابی نے اذان۔ نماز غیر عربی میں ادا نہ کی ضرورت کے باوجود عربی زبان نہ چھوڑی اس سے معلوم ہوا کہ اذان و نماز غیر عربی میں جائز نہیں یہ ترک دلیل کراہت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ضرورت کے ہوتے ہوئے کبھی نہ کرنا دلیل کراہت ہے یوں ہی نہ کرنا دلیل کراہت نہیں ورنہ مصیبت آجائے گی مدرسہ دیوبند کا ختم بخاری بھی ختم ہو جائے گا اور اس کی اجرت بھی ختم ہو جائے گی ترک زنا پر ثواب ہے جبکہ اس کے اسباب جمع ہوں نہ کہ عدم زنا پر مولوی سرفراز صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر جو یہ حوالہ در مختار فتاویٰ عجیب فتاویٰ ابراہیم شامی شرح اوراد سے نقل فرمایا کہ ماہ رمضان میں ختم قرآن کے موقعہ پر دعا مانگنا مکروہ مگر یہ نہ بتایا کہ یہ مسئلہ ان کتب کے کس باب میں ہے سوا در مختار کے اور باقی جو کتب بیان فرمائیں وہ سب مجہول ہیں نہ خبر کہ ان کے مصنف کون ہیں کس عقیدے کے ہیں اور در مختار ہم نے بہت تلاش کی یہ مسئلہ کہیں نہ ملا اولاً تو یہ مسئلہ وہاں ہے نہیں اگر ہے تو اس کے آگے کچھ وجہ یا تردید ضرور ہوگی مولوی صاحب نے اس قسم کی خیانت بہت کی ہے کہ ناقص عبارات نقل فرمائیں آگے وہاں ہی اس کی تردید موجود ہے مگر وہ نقل نہ کی سرفراز خاں صاحب در مختار کا باب فصل نقل فرمادیں جہاں یہ مسئلہ موجود ہو جائے الحق حصہ اول میں بحوالہ تفسیر روح البیان اور کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی سے نقل کیا گیا ہے کہ ختم قرآن کے وقت جو دعا مانگی جاوے اس پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں اور اگر ختم قرآن ماہ رمضان میں ہو تو سبحان اللہ کہ قرآن کے ساتھ رمضان کی برکتیں بھی شامل ہوگی تمام علماء و صلحاء اولیا ان موقعوں پر دعائیں مانگتے ہیں عمل امت بھی بہت قوی دلیل ہوتی ہے اور در مختار ورد المختار نے تو دفن میت کی بحث میں ایصال ثواب پر مستقل بحث کی ہے کہ سورہ فاتحہ اور فلاں فلاں سورت پڑھ کر کہے کہ الہی ان آیات کا ثواب فلاں کو عطا فرما وغیرہ مگر مولوی صاحب کو یہ عبارات نظر نہ آئیں۔ مولوی صاحب فرمادیں کہ ختم قرآن پر دعا کرنا اس لئے منع ہے کہ حضرات صحابہ کرام سے ثابت نہیں تو ختم بخاری کرانا اور اس ختم پر دعا کرنا کیوں جائز ہے یہ ختم بخاری صحابہ کرام سے کب ثابت ہے۔ مدرسہ دیوبند میں یہ رواج کیوں ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں اس کا حکم کیوں دیا گیا۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر فرمایا کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے نوافل نہ پڑھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور ﷺ

اور صحابہ کرام نے نہ پڑھے۔ نتیجہ نکلا کہ جو کلام وہ حضرات نہ کریں وہ ممنوع ہوتا ہے۔ اس پر ہدایہ کی عبارت نقل فرمائی۔ مگر ہدایہ کی اس عبارت میں حاشیہ پر جو عناب نے حاشیہ لکھا وہ نہ پڑھا۔ وہاں یوں ہے۔

وقد ورد النهی والا نكار في ذلك  
والانكار في ذلك عن الصحابة  
كثير زوى عن ابن مسعود  
وحذيفة انهما قاما ننهما الناس عن  
الصلوة قبل الامام يوم الفطر

اس بارے میں صحابہ کرام سے انکار و ممانعت  
بہت ثابت ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود  
اور حضرت حذیفہ سے ثابت ہے کہ وہ دونوں  
حضرات کھڑے ہوئے اور لوگوں کو عید الفطر کے  
دن امام سے پہلے نفل پڑھنے سے منع فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز عید سے پہلے نفل کی کراہت عدم فعل کی وجہ سے  
نہیں بلکہ ترک اور انکار کی وجہ سے ہے ترک اور چیز ہے انکار دوسری چیز عدم فعل  
دلیل کراہت نہیں ترک فعل دلیل کراہت ہو سکتی ہے۔ فرمائیے اگر کوئی شخص عام  
حالات میں نماز اشراق و چاشت کے دو میان کوئی نوافل پڑھے۔ رضا الہی کے لئے کیا  
اسے منع کیا جاوے گا۔ ہرگز نہیں ہاں ہی راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ  
نماز رعب جو رجب میں پڑھی جاتی ہے صرف اس لئے ممنوع ہے کہ حضور ﷺ و  
صحابہ سے ثابت نہیں یہاں بھی مولوی صاحب نے سخت خیانت سے کام لیا نماز رعب  
کو فقہاء منع نہیں کرتے۔ بلکہ ان نوافل کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ باجماعت پڑھنے کو  
ممنوع کہتے ہیں کیونکہ نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام ممنوع ہے اس لئے مولوی  
صاحب نے ممانعت کی عبارت نقل نہ کی بلکہ دلیل نقل فرمائی۔ یہ ہے مجملہ خیانت  
ہم جسے اصل عبارت سنئے ردالمحتار بحث نوافل میں احیاء لیلۃ العیدین کے ماتحت  
فرماتے ہیں۔

ومن هممنا يعلم كراهية  
الاجتماع على صلوة في  
الرجائب اللني تفعل في رجب  
في اول جمعة منه وانه بدعة وما  
يحتاله اهل الروم من نذر  
هالنخرج من النفل والكراهية  
فباطل

یہاں سے پتہ لگا کہ نماز رغائب جو رجب  
کے پہلے جمعہ کو پڑھی جاتی ہے۔ اس کے  
لئے مجمع کرنا بدعت ہے اور رومی لوگ جو  
اس کی جماعت کا حیلہ یہ کرتے ہیں کہ  
اسکی نذر مان لیتے ہیں تاکر نفل وکراہیت  
سے بچ جاوے باطل ہے۔

کہنے کچھ آنکھیں کھلیں دھوکہ دینا بڑی بری بات ہے۔ فقہاء عیدین کی  
راتوں میں جاگنے نوافل پڑھنے کو منع نہیں کرتے۔ اسی طرح رجبی نماز یعنی نماز رغائب  
کو کیوں منع فرمائیں۔ ان نوافل کی جماعت کو ممنوع قرار دیتے ہیں کیونکہ سوائے  
خاص نوافل کے باقی نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام مکروہ ہے حتیٰ کہ نماز تہجد بھی  
باجماعت ادا نہ کرے۔

### بڑا بھاری فریب

مولوی صاحب نے عالمگیری کی ایک عبارت راہ سنت کے صفحہ ۹۴ پر نقل کی۔  
قراءة الكافرون الى الاخر مع  
الجمع مکروبة لانها بدعة لم  
ينقل ذلك عن الصحابة  
والتابعين

سورہ کافرون سے آخر تک مجمع کے ساتھ  
پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے صحابہ  
کرام یا تابعین سے منقول نہیں۔

مولوی صاحب نے امت رسول کو دھوکہ دیا کہ جو عام ختم میں قل یا ایہا  
الکافرون سے الحمد شریف تک پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہو یہ فقہاء کے نزدیک ممنوع  
ہے مسلمانو! بولو کیسا دھوکا اور دجل و فریب دیا یہاں لفظ بالمجمع کو نظر انداز کر دیا عالمگیری  
میں فرمایا ہے کہ تمام لوگوں کا مل کر بہ آواز بلند یہ سورتیں پڑھنا ممنوع ہے حکم  
قرآنی کے خلاف ہے یا تو ایک شخص پڑھے دوسرے سنیں یا سب اپنے دل میں پڑھیں  
رب فرماتا ہے۔

وذا قرء القرآن فاستمعوا له  
واصتوا لعلکم تریحون  
جب قرآن کی تلاوت کی جاوے تو اسے  
خوش سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم  
ہو۔

ورنہ اسی بحث میں یعنی کتاب الکراہۃ میں صفحہ ۳۱۷ پر ہے۔  
قوم یجنمعون ویقرون الفاتحة  
جہرا دعاء لا یمنعون عادة  
والاولی المخافتة  
جو قوم مجمع لگا کر دعا کی نیت سے سورہ فاتحہ  
بلند آواز سے پڑھے انہیں منع نہ کرو لیکن  
بہتر ہے آہستہ پڑھنا

معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا حکم اور ہے دعا یا قرآن کا حکم کچھ اور تلاوت تو  
آہستہ کی جائے سب لوگ بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ مگر دعا یا قرآن یا تعلیم قرآن بلند  
آواز سے جائز ہے۔ ابھی ہم شاہی در مختار کی عبارتیں نقل کر چکے کہ وہ حضرات ایصال  
ثواب کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ فلاں فلاں سورت پڑھے پھر کے خدایا ان کا ثواب فلاں  
کو پہنچے۔ مولوی صاحب اس طرح دھوکا بازیوں جھوٹ۔ فریب خیانتوں سے دیوبندیت  
ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمہارے یہ فتویٰ فنا ہو چکے مسلمانوں میں عام رواج ہے  
ایصال ثواب کا اور انشاء اللہ رہے گا۔ ہاں تمہارے مرے بعد تمہیں کوئی کچھ پڑھ کر نہ  
بخشے گا دیکھ لو آج تمہارے بزرگوں کو نہ کوئی ایصال ثواب کرتا ہے نہ کوئی یاد کرتا ہے  
تم خود مسلمانوں کے ایصال ثواب سے محروم رہو گے۔

### ایک اور دھوکہ

راہ سنت میں صفحہ ۳۲ پر بیان کیا کہ فتویٰ قاضی خان میں ہے کہ ذکر بالبحر حرام  
ہے اس لئے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ مسجد میں جمع  
ہو کر بہ آواز بلند تسبیح تہلیل اور درود شریف پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ چیز  
زمانہ نبوی میں نہ تھی میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ  
انہیں مسجد سے نکلوا دیا۔ اس حدیث سے مولوی سرفراز صاحب نے نتیجہ یہ نکلا کہ ذکر  
بالبحر وغیرہ اس لئے حرام ہے کہ یہ بدعت ہے لہذا میلاد گیارہویں وغیرہ بھی بدعت  
ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کا تفسیر مگر مولوی صاحب  
نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس دلیل سے تو ان کا مذہب ہی ختم ہو گیا اولاً تو اس لئے کہ دیوبند  
بندیوں نجدیوں کے ہاں بدعت وہ کام ہے جو قرون ثلاثہ زمانہ نبوی۔ زمانہ صحابہ

تابعین تبع تابعین کے بعد ایجلا ہو ان زمانوں میں سے کسی زمانہ کی ایجلاوات بدعت نہیں سنت ہے خیر القرون والی حدیث ان کی دلیل ہے جبکہ یہ ذکر بالبحر زمانہ صحابہ میں ہو رہا ہے اور ذکر کرنے والے حضرات صحابہ و تابعین ہیں تو یہ کام بدعت کیونکر ہوا یہ تو سنت صحابہ یا سنت تابعین ہونا چاہئے دوسرے اس لئے کہ جب ذکر بالبحر اور درود شریف مسجدوں میں حرام ہوا تو مسجدوں میں دیوبندیوں کے دینی یا سیاسی جلسے ان جلسوں میں فلاں صاحب زندہ بلا کے نعرے لاؤڈ سپیکر پر امامت نماز اور عین فجر کے وقت مسجدوں میں لاؤڈ سپیکر پر درس قرآن جس کی آواز دو دو میل پہنچے اور تمام شہر کی نمازیں برپا ہوں کہ ہر جگہ نمازیں ہو رہی ہیں مگر دیوبندیوں کی مسجد سے لاؤڈ سپیکر پر درس کئے بہانہ شرک اور کفر تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ کیونکر جائز ہوا کیا یہ کام کرتے وقت دیوبندی نجدی حضرت ابن مسعود کلیہ قول بھول جاتے ہیں۔ تیسرے اس لئے کہ جاء الحق حصہ اول میں مسلم و بخاری شریف کی احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر بالبحر زمانہ نبوی و زمانہ صحابہ میں عام مروج تھا۔ نمازوں کے بعد خود حضور انور ﷺ اور تمام صحابہ اتنی اونچی آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلہ گونج پاتا تھا۔ گھروں کی عورتیں بچے سمجھ جاتے تھے کہ جماعت نماز ختم ہو گئی تو کیا حضرت ابن مسعود کو یہ واقعات بالکل معلوم نہ ہوئے جو آپ نے اس ذکر کو بدعت فرما کر ذاکرین کو مسجد سے نکلوا دیا مولوی صاحب کار خیر کو روکنے کے شوق میں اندھا دھند احادیث پیش نہ کیا کرو۔ آپ نے اپنے باطل زعم میں انکار کی حدیث کو تو بہ سرو چشم قبول کر لیا ثبوت کی حدیث سے آنکھیں کیوں بند کر لیں اب اپنی پیش کردہ حدیث حضرت ابن مسعود کا جواب سنو یہ جواب میں نہیں دیتا بلکہ علامہ شامی دیتے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں۔

واما رفع الصوت بالذكر  
فجائز كما في الاذان والخطبة  
والجمعة والحج وقد حرر المسئلة  
في الخيرية وحمل مافي فناوی  
قاضی خان علی الجهر المضر  
اونچی آواز سے ذکر بالکل جائز ہے جیسا کہ  
اذان و خطبہ و جمعہ و حج میں ہوتا ہے۔ اور یہ  
مسئلہ فتاویٰ خیریہ میں صاف کر دیا گیا ہے اور  
فتاویٰ قاضی خان میں جو ممانعت ہے وہ  
نقصان دہ جہر پر محمول ہے۔

لیجئے مسئلہ واضح ہو گیا کہ وہ ذکر بالبحر ممنوع ہے جس سے باجماعت نمازیوں کو تکلیف ہو کہ جماعت اولی ہو رہی ہے اور یہ شخص ذکر بالبحر کر رہا ہے۔ جس سے

لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑتا ہے جیسے آج کل نجدی دیوبندیوں کے فجر کے وقت کے لاؤڈ سپیکر پر درس جو تمام شہر کے نمازیوں کی نماز خراب کرتے ہیں یہ ہی حضرت ابن مسعود کی مراد ہے اور آپ نے اسی جہ سے منع فرمایا۔ یہ ہی برا ہے اس قسم کے جہر کو ہم بھی ممنوع کہتے ہیں جیسے کہ جاء الحق میں اس کی تصریح ہے فرماؤ مولوی صاحب آنکھیں کھلیں کیوں مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہو۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ کی ایجابات کو بدعت نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ وہ زمانہ بدعت کا نہیں اچھی ایجابات کو سنت کہنا جاویگا بری ایجابات بری ہیں۔ مگر بدعت نہیں دیکھو۔ مسجد ضرار کعبہ یمانیہ میلہ کذاب کا دعویٰ نبوت یہ چیزیں حضور کے زمانہ میں ایجابا ہوئیں۔ اگرچہ بری تھیں۔ حضور نے انہیں مٹا دیا مگر انہیں بدعت سنیہ نہ فرمایا۔ اسی طرح اگر زمانہ صحابہ کی ایجابات سنت ہوتیں بدعت نہ ہوتیں تو حضرت ابن مسعود اسے بدعت کہی نہ فرماتے۔ اس بدعت فرمانے سے دیوبندی مذہب کا بیڑا غرق ہو گیا۔ جیسے زمانہ صحابہ کی بری ایجابا بدعت سنیہ ہے ایسے ہی اس زمانہ کی اچھی ایجابات بدعت حسنہ ہیں یہ تقسیم کی بہترین دلیل ہے مولوی سرفراز صاحب مع اپنے نجدی کتبہ کے اس کا جواب دیں انشاء اللہ تا قیامت نہ دے سکیں گے۔

## ایک اور فریب

راہ سنت میں مولوی سرفراز صاحب نے ایک روایت نقل کی کہ حضرت علیؓ نے کسی کو عید کے دن نماز عید سے پہلے نفل پڑھتے دیکھا تو اسے منع فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نماز پر عذاب نہیں دیتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جو کام حضور ﷺ نے نہ کیا ہو اللہ اس پر ثواب نہیں دیتا تیری نماز عبث ہے اور عبث کام حرام تو نے نبی ﷺ کی مخالفت کی۔ اس روایت سے مولوی صاحب نے یہ ثابت کیا جو کام حضور انور ﷺ نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے کہ بدعت ہے لہذا میلاد و فاتحہ وغیرہ بدعت ہے مولوی صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس حدیث نے ان کا مذہب ختم کر دیا کیونکہ ان کے ہاں بدعت وہ ہے جو خیر القرون یعنی زمانہ صحابہ تابعین و طبع تابعین کے بعد ایجابا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو کام حضور ﷺ کے بعد کیا جاوے وہ بھی بدعت ہے اس سے تو ان کے مذہب کی عمارت ہی منہدم ہو گئی کہ ایجابات صحابہ سب بدعت ہو گئیں جس کام کو انہوں نے بخیر انکار کیا وہ بدعت حسنہ ہے اور جس پر

انہوں نے انکار کر دیا وہ بدعتِ نینہ ہے فقہا نماز عید سے پہلے نوافل کو مکروہ کہتے ہیں وجہ ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ نے اس کو منع فرمایا ممانعت دلیل کراہت ہے لہذا یہ حدیث ہماری دلیل ہے نہ کہ ان دیوبندیوں کی

## میلاد شریف

جاء الحق حصہ اول میں میلاد شریف کے استحباب پر بہت قوی دلائل قائم کئے گئے اور ثابت کیا گیا کہ اصل میلاد شریف سنتِ ایہ سنت ملائکہ سنت انبیاء سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ اور سنت عام مومنین ہے مگر مولوی سرفراز صاحب اس سے بہت چڑتے ہیں خود لاکھوں بدعتیں کرتے ہیں مگر اسے بدعت کہہ کر حرام قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا موجد ایک بادشاہ مظفر الدین کو کری اربل والا تھا جو بڑا مسرف اور بے دین تھا۔ ہاں مولوی صاحب اس کی بڑی بے دینی یہ بھی کہ حضور انور ﷺ کے احترام پر مال خرچ کر کے لوگوں کو حضور کے صفات عالیہ سنواتا تھا۔ بھلا حضور ﷺ کا نعت گو اور نعت خواں آپ کے ہاں کیونکر گردن زدنی مجرم نہ ہو ہاں آپ کے ہاں محمد ابن عبد الوہاب نجدی بڑا بزرگ و پیشوا ہے جس نے ہزار ہا اہل حرمین کو بلا تصور تہ تیغ کر ڈالا۔ آپ لوگ اس کی بہت تعریفیں کرتے ہیں کیوں نہ کریں وہ دشمن رسول جو تھا جس کو حضور سے عداوت ہو وہ آپ کی آنکھ کا تارا ہے۔

نوریاں منوریاں را طالب اند      ناریاں مناریاں را اجواب اند

جناب اگر شاہ اربل مسرف بھی ہو تب بھی اس کا یہ عمل بہت اچھا تھا فرعون کافر تھا مگر اس کی ایجلا کردہ پختہ اینٹ اچھی ہے جس سے آج مساجد مدارس تعمیر ہو رہے ہیں حجاج ابن یوسف اگرچہ ظالم و جابر فاسق و فاجر تھا۔ مگر اس کا بتایا ہوا کعبہ معظمہ اچھا تھا اور اس کے لگائے ہوئے اعراب قرآن اچھے ہیں موجد کے برے ہونے سے ایجلاوات کا برا ہونا لازم نہیں خصوصاً جبکہ میلاد شریف کو عامتہ المسلمین علماء فقہاء صوفیاء بہت بابرکت سمجھتے ہیں اور ایک مدت تک آپ کے مولوی اشرف علی صاحب بھی کانپور میں اسے کرتے رہے اور آپ تمام دیوبندیوں کے پیشوا حاجی امداد اللہ صاحب بھی اسے کرتے رہے۔ اسے حبرک جانتے رہے اس لطف و برکت حاصل کرتے رہے۔ اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحبان بھی اسے اچھا سمجھ کر اس پر عامل

رہے۔ دیکھئے ہمارے مولوی سرفراز صاحب ان بزرگوں پر کیا فتویٰ جڑتے ہیں یا کہ یہ شرک و کفر و بدعت کی شہینہ ہمارے لئے ہی ہے یا اپنے لوگوں پر بھی یہ مہربانی فرماتے ہیں

## زیارت قبور

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت کے صفحہ ۱۳۳ پر بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص خواجہ اجیری چشتی کے قبر پر یا سلار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہاں قبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔ مسلمانوں غور کرو کہ دیوبندی فرقے کے نزدیک کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا بھی قتل و زنا سے زیادہ گناہ ہے اب ہم بتاتے ہیں کہ مولوی سرفراز صاحب کے فتوے کی زد میں کون کون آتے ہیں اس فتوے نے تو قرآن مجید و احادیث صحیحہ پر ایسی کاری چوٹ ماری کہ غضب ہی ہو گیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءواک فاستغفروا لله واستغفر لهم الرسول فوجدوا الله توابا رحیما

اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے حضور ﷺ اس کی سفارش فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مغفرت کا ذریعہ یہ ہے کہ مجرم اس کے محبوب کے آستانہ پر حاضر ہو کر دعا کرے اور حضور ﷺ اس کی سفارش فرمائیں یہ حکم تا قیامت جاری ہے اس لئے فقہا فرماتے ہیں کہ اب بھی زائرِ روضہ اقدس پر جب حاضر ہو تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرے پھر صلوٰۃ و سلام اور عرض و معروض طلب شفاعت وغیرہ کرے اس پر سارے مسلمانوں کا آج بھی عمل ہے مولوی سرفراز کے ہاں تمام حجاجِ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہی ظالم قاتل زانی سے بدتر ہو جاتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔



لادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة  
 نغفر لكم خطاياكم و سنزيد  
 المحسنين  
 اے اسرائیلیوں! دروازہ شہر میں سجدہ کرتے  
 جاؤ اور کہو معافی دے ہم تمہاری تمام  
 خطائیں بخش دیں گے اور نیکو کاروں کو  
 زیادہ دیں گے۔

بنی اسرائیل کو میدان تیرہ سے نکلتے وقت ہدایت دی گئی تھی کہ شہر بیت المقدس  
 میں سجدہ کنٹل جاؤ اور وہاں توبہ کرو تب معاف کریں گے کیوں اس لئے کہ اس شہر میں  
 قبور انبیاء ہیں مولوی سرفراز صاحب کے فتوے سے رب تعالیٰ نے ان اسرائیلیوں کو  
 ایسی خطا کا حکم دیا جو زنا و قتل سے بدتر ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے لوگوں  
 نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا میرے حجرے کی یعنی روضہ رسول  
 ﷺ کی چھت کھولو چھت کھولتے ہی بارش آئی (مشکوٰۃ شریف باب الکرامات) مولوی  
 سرفراز صاحب کے فتوے سے ام المومنین نے ان حضرات کو ایسے گناہ کا حکم دیا جو  
 قتل و زنا سے بدتر ہے۔ ہم پہلے عرض کر چکے کہ خود دیوبندی فرقہ اپنے مولوی محمد  
 یعقوب نانوتوی کی قبر کی مٹی کو خاک شفا سمجھتا ہے کہ جو ان کی قبر کی مٹی بازو میں  
 باندھتا تھا اسے میرا سے شفا ہو جاتی تھی دیکھو دیوبندیوں کی کتاب ارواحِ ثلاثہ فرمائیے  
 مولوی صاحب کیا نانوتہ کے دیوبندی ایسا جرم کرتے تھے۔ جو قتل و زنا سے بدتر ہے  
 مولوی صاحب لاکھ کوشش کرو ہزار فتوے لگاؤ اللہ والوں کی قبور کے میلے مدینہ پاک پر  
 زائرین کی بھیڑ تمہاری کوششوں سے کم نہ ہوگی۔ جب انہیں خدا بڑھائے وہ تمہارے  
 گھٹائے گھٹ سکتے نہیں۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد کے کہ تف زند ریش بسوزد

تم نے تو رب تعالیٰ سے مقابلہ کی ٹھانی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ہاں انشاء اللہ تمہیں مرے بعد کوئی یاد نہ کرے گا نہ تمہاری قبروں پر کوئی فاتحہ  
 پڑھے آج تمہارے مولوی اشرف علی خلیل احمد وغیرہ کو کوئی ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ کر  
 بھی نہیں بخشتا عربی مقولہ ہے من حضر لآخیه وقع فیہ جو دو نبیوں لئے گڑھا  
 کھودتا ہے خود ہی اس میں گرتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھے

کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر انور پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے (شامی جلد اول) صفحہ ۵۱) غور کرو کہ امام شافعیؒ قضاء حاجت کی دعا کے لئے فلسطین سے سفر کر کے بغداد شریف حاضر ہوتے ہیں امام اعظمؒ کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر وہاں ہی رب سے دعا کرتے ہیں اور رب تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے مگر اس زمانہ کے مولوی سرفراز صاحب کے ہاں کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے کر رب تعالیٰ سے دعا کرنا قابل گردن زونی جرم ہے کیونکہ زنا و قتل سے بدتر ہے کیا مولوی سرفراز صاحب حضرت امام شافعیؒ کو زانی قاتل سے بدتر مجرم قرار دیتے ہیں ذرا ہوش سے جواب دیں۔ مگر مولوی صاحب سے کوئی بعید نہیں کہ وہ حضرت امام شافعیؒ پر بھی فتویٰ جڑ دیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان کی مٹھی بھر جماعت کے سوا سارے مسلمان مشرک و کافر ہیں ان کے ہاں کفر شرک مولیٰ گاجر سے بھی سستا ہے۔

## مسلمانوں کی قبریں ڈھانا

ہمارے خاں صاحب گجھڑویؒ کو بزرگان دین کے مزارات پختہ اور ان پر قبے بہت ہی برے لگتے ہیں آپ نے اپنی کتاب راہ سنت میں ان کے ڈھادیے جانے پر بہت ہی زور دیا ہے حتیٰ کہ اس پر صفحہ ۱۷۰ سے صفحہ ۱۸۲ تک صفحات کالے کر ڈالے ہیں اور صفحہ ۱۷۶ پر تو حکم دیا ہے کہ قبروں کے پاس جو مسجدیں تعمیر کر دی جاویں۔ ان کا گرا دینا بھی واجب ہے۔ کیونکہ مسجد ضرار بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعمیر کی گئی تھی مگر قرآن پڑھنے والے اس کے حشرے سے آگاہ ہیں یہ ہے فتویٰ ہمارے نجدی مولوی سرفراز صاحب کا اس فتویٰ کا نتیجہ یہ ہے کہ۔

نمبر ۱ روضہ رسول ﷺ کا ڈھارنا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے۔

نمبر ۲ مسجد نبوی شریف زادبا اللہ شرفا و عظمتہؐ کا ان کے نزدیک ڈھارنا واجب ہے کہ یہ مسجد بھی قبروں کے پاس ہے یعنی حضور ﷺ حضرت صدیق اکبر و اطہر و حضرت فاروق اعظم کے مزار پر انوار کے پاس ہے۔

نمبر ۳ بغداد مقدس اجیر شریف۔ لاہور۔ پاک پتن۔ کلیر شریف۔ وغیرہ ہم تمام مقلمت کے مزارات اور ان مزارات کے پاس کی مساجد ڈھا دینا واجب ہے کہ ان مزارات پر عمارات ہیں اور یہ مسجدیں قبروں کے پاس کی مسجدیں ہیں  
نمبر ۴ بانی پاکستان قائد اعظم کا مزار اور اس کے متصل مسجد ان کے نزدیک واجب الہدم ہے۔

نمبر ۵ احتشام الحق صاحب دیو بندی مولوی صاحب کے نزدیک یا کافر و مرتد ہیں یا کم از کم فاسق ملعن کہ انہوں نے قائد اعظم کے مزار کا سنگ بنیاد رکھنے کے اجتماع میں شرکت کی اور اس تعمیر کو اچھا کام بتایا اور گذشتہ حکومتوں پر اس لئے عتاب کیا کہ انہوں نے اس کار خیر میں تاخیر کی۔

### مولوی سرفراز صاحب کا کھلا دھوکا۔

مولوی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۰ پر مسلم شریف کی ایک حدیث بروایت ثمامہ ابن شنی رحمۃ اللہ علیہ نقل کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔  
قال کنامع فضالہ ابن عبید  
بارض الروم بردوس فتوفی  
صاحب لنا فامر فضالہ بقبرہ  
فسوی ثم قال سمعت رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
امر بتسوتیہا  
ہم حضرت فضالہ ابن عبید کے ساتھ روم کی سرزمین بردوس کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ حضرت فضالہ نے ان کی قبر کو برابر رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو سنا کہ آپ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا۔

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر اونچی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضالہ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کر دی حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے ماخوذ ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولاً "قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہاں تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت کے رکھی گئی اس کی تصریح بیہقی کی روایت ہے۔  
جہاں الفاظ یہ ہیں۔

فتوفی ابن عم لی یقال له نافع  
ابن عبید فقام فضالۃ فی حفرة  
فلما دفناه قال خففوعنه  
التراب فان رسول الله صلی الله  
علیه وسلم کان یا مرنا بتسویة  
القبور

میرا چچیرا بھائی فوت ہو گیا جسے نافع ابن عبید  
کہا جاتا تھا تب حضرت فضالہؓ ایک گڑھے  
میں کھڑے ہو گئے جب ہم ان کو دفن  
کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مٹی  
کم رکھو۔ بنی مہدیہ نے قبور کے برابر رکھنے  
کا حکم دیا۔

صاف معلوم ہوا کہ یہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی۔ یہ نہ ہوا تھا کہ  
اولا تو اونچی بنا دیگی بعد میں ڈھائی گئی مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے جواز  
بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ مسلمان کی قبر ایک  
باشت رکھی جاوے یہ ہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی  
مسلمان کی قبر خلاف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس  
ڈھانے میں مومن کی توہین ہے۔ جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی تقطیع کا چھپلا  
جاوے۔ لیکن اگر چھوٹی تقطیع پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ حمائل جلائی نہ جاویں کہ اس  
میں قرآن مجید کی توہین ہے مسلمانو یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل  
کی تائید کرنے کے لئے کیسے کیسے دھوکے جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ افسوس  
ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ تان کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے  
کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ  
آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کو  
پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور ﷺ ہی نے بنوائی تھی۔ مولوی صاحب ہوش کی  
پیو ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک باشت سے زیادہ نہ ہوں خواص  
کے مزارات کچھ اونچے بھی ہو سکتے ہیں۔

### لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب نے اس بحث میں یہ تو حکم دے دیا کہ مسلمانوں کی پختہ و  
اونچی قبریں ڈھادی جاویں بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ بزرگوں کے مزارات کے پاس جو  
مسجدیں بنادی گئی ہیں وہ مسجدیں بھی ڈھا کر پیوند زمین کر دی جاویں۔ مگر آخر میں ہوش  
آیا کہ خود مجھ میں تو اس کار خیر کی ہمت نہیں اگر کسی سر پھرے دیوبندی نے میرے

اس فتوے پر عمل کر لیا اور وہ مسلم قوم کی پکڑ اور قانونی گرفت میں آگیا اور اس نے پکھری میں اپنے اس فعل کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی اور میری یہ کتاب پیش کر دی تو میں بھی دھر لیا جاؤنگا۔ اس لئے قانون و قومی گرفت سے بچتے ہوئے آخر میں آپ نے یہ عبارت تحریر فرمادی۔

نوٹ ضروری قبروں پر قبوں اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا یہ کام نہیں ہے اس لئے عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں یہ ہے ان کی ہمت کہ قلم و زبان میں بہت زور ہے مگر بزدلی کا یہ عالم ہے کہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے دل گھٹتا ہے۔ . . . آپ کا یہ فرمان کس آیت و حدیث سے مستنبط ہے کہ قبریں حکومت اسلامیہ ڈھائے دو سرانہ ڈھائے۔ جب یہ کام برا ہے تو ہر مسلمان اسے مٹائے حکومت کی قید کہاں سے لگی اور اگر حکومت کی قید تھی تو ابھی کچھ عرصہ پہلے گوجرانوالہ کے وہابیوں نے مسلمانوں کی قبریں کیوں ڈھادیں تھیں۔ اور آپ کے احتشام الحق جو حکومت میں گھسے ہوئے ہیں قائد اعظم کی قبر پر قبہ بنانے کی کیوں تائید کرتے ہیں لما نقولون مالا تفعلون معلوم ہوا کہ آپ کا سارا مذہب صرف باتوں کا ہے عملی نہیں۔

## قبروں پر چراغ

مولوی سرفراز صاحب قبروں پر چراغ جلانے کے بڑے ہی مخالف ہیں اور اس بارے میں انہوں نے جس قدر دلائل دیئے وہ سب وہ ہی ہیں جن کے جوابات جاء الحق حصہ اول میں دیئے جا چکے ہیں پرانی لکیر کو پینٹا عقل مندی نہیں مگر مولوی صاحب نے یہ نہ فرمایا کہ آج کل نجدی حکومت روضہ رسول ﷺ پر جو نہایت شاندار روشنی کراتی ہے مواجہہ شریف میں بہت تیز بلب اور خاص گنبد خضراء شریف اور اس کے متصل منارہ پر گول دائرہ کی شکل میں جو برقی روشنی ہوتی ہے۔ وہ کیسی ہے اور یہ کرانے والے نجدی مشرک و مرتد ہیں یا نہیں ہم کو یقین ہے کہ مولوی صاحب اس فتویٰ کی ہمت کبھی نہ کریں گے ان کی ہمت و جرأت سے ہم واقف ہیں۔

نہ خنجر اٹھے گانہ تلوار ان سے

یہ بازو فرے آزمائے ہوئے ہیں

جب ان کے پیشوا مولوی احتشام الحق صاحب قوم و حکومت کا رخ دیکھتے ہوئے خود قائد اعظم کے مزار پر قبہ بنواتے ہیں تو مولوی صاحب پچارے نجدی حکومت کے خلاف کیسے لب کشائی کر سکتے ہیں ہم کو یقین ہے کہ جب قائد اعظم کا گنبد مزار تیار ہوگا اور وہاں روشنی کا انتظام ہوگا تو اس روشنی کا افتتاح کرتے ہوئے پہلا سوچ دبانے والے کوئی دیوبندی ہی ہوں گے ان شاء اللہ مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۲ پر چراغ قبر کے متعلق جوش میں فرمائے جس کلام پر سردار دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے۔ اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کے مصنوعی پیوند اس میں لگ سکتے ہیں۔

(انتہی بلفظہ) اس عبارت میں مولوی صاحب نے اندھا دھند ہم قسم کے چراغ قبر کو حرام و باعث لعنت قرار دیا۔ ضروری یا غیر ضروری کسی چراغ کا استثنا نہیں فرمایا۔ مگر اسی کتاب میں صرف ۴ صفحہ آگے روشنی قبر کا مضمون ختم کرتے ہوئے صفحہ ۱۸۶ پر نوٹ دیا کہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے کی نوبت آئے اور روشنی کی ضرورت پیش آئے تو کتب حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت موجود ہے یہ چیز محل نزاع سے باہر خارج ہے۔ (انتہی بلفظہ)

یہاں مولوی صاحب مان گئے کہ ضرورت میں قبر کا چراغ جائز ہے جیسے رات میں دفن ہم حیران ہیں کہ ابھی چند صفحات پہلے تو ضرورت اور غیر ضرورت ہر موقعہ کا چراغ قبر لعنت کا باعث فرمایا۔ اور اب ضرورت کا چراغ جائز ہو گیا ان میں سے کونسی بات درست ہے ہم کیا فیصلہ کریں..... حافظہ نہ باشد والا معاملہ ہے۔

### قبروں پر چادریں اور پھول ڈالنا

اس بحث میں مولوی صاحب نے وہ ہی دلائل نقل کئے جس کے جوابات جاء الحق حصہ اول میں بہت شرح و بسط سے دیدیئے گئے ہیں کوئی نئی بات نہ فرمائی صرف ایک بات نئی فرمائی وہ یہ ہے کہ آپ راہ سنت کے صفحہ ۱۹۱ پر فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب کی اس تحقیق کی داد دیجئے کہ اولیاء اللہ کے مزارات بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے معظم شعائر اللہ تو چار بتائے تھے قرآن۔ کعبہ۔

نبی۔ اور نماز (حجۃ اللہ الباغذ) مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے قرآن عظیم کی دیدہ و دانستہ مخالفت کی قرآن کریم فرماتا ہے۔

لن الصفا والمرود من شعائر اللہ بے شک صفا مروہ پہاڑ اللہ کے شعائر سے ہیں۔

یہاں تو قرآن کریم نے حضرت حاجرہ کے قدم بوس پہاڑوں کو شعائر اللہ فرمایا دوسری جگہ فرماتا ہے۔

وایدن جعلنا ہالکم من شعائر اللہ ہدی کے اونٹ گائے ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ بنائے۔

یہاں قرآن مجید نے کعبہ معظمہ سے نسبت رکھنے والے اور مکہ معظمہ میں ذبح ہونے والے جانوروں کو شعائر اللہ فرمایا مگر آپ اور آپ کے شاہ ولی اللہ صاحب ان چیزوں کو چھوڑ کر اور چیزوں کو شعائر اللہ مان رہے ہیں اور جب صفا مروہ پہاڑ کے پتھر اور کعبہ معظمہ کی طرف جانے والے جانور شعائر اللہ ہو گئے تو اگر قبور اولیاء اللہ جہاں وہ حضرات دائمی آرام فرما رہے ہیں وہ شعائر اللہ ہوں تو آپ اتنے ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

### مزاروں پر مجوروں کا رہنا

مولوی سرفراز صاحب نے مجاور بننے کی ممانعت پر کوئی ضعیف سی دلیل بھی نہ دی صرف دو بار العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ کہہ کر بحث ختم کر دی مولوی صاحب صرف العیاذ باللہ کہہ دینے سے حرمت یا ممانعت ثابت نہیں ہوتی اگر ہمت تھی تو اس کی ممانعت کے لئے کوئی آیت یا حدیث یا فقہی عبارت صریح پیش فرمائی ہوتی مفتی صاحب نے مجاور رہنے کے ثبوت میں مشکوٰۃ شریف کا وہ حوالہ پیش فرمایا تھا۔ کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ روضہ رسول ﷺ کی منتظمہ صاحب مفتاح تھیں جو کوئی قبر انور کی زیارت کرنا چاہتا وہ آپ سے دروازہ کھلوا کر زیارت کرتا تھا اور مجاور کے کہتے ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں موجود ہے مولوی صاحب نے اس روایت پر صرف یہ اعتراض کیا کہ قبر انور کھلوانے والے حضرت قاسم ابن محمد ہیں جو نو عمر نابعلی تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے بھیجے انہیں حضور ﷺ اور اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ کے مزارات دیکھنے کا شوق ہوا۔ پھوپھی صاحبہ سے عرض کیا

پھوپھی صاحبہ نے انہیں وہ تینوں مہریں دکھائیں اس میں نہ تو چابی کا ذکر ہے اور نہ اس کا ذکر ہے کہ مستقل طور پر کھولنے بند کرنے کا انتظام حضرت عائشہ کے سپرد تھا۔ ہم سمجھ نہ سکے کہ مولوی صاحب کہہ کیا رہے ہیں اگر حضور انور کے روزنہ مطہرہ کا کوئی منتظم نہ تھا تو ہر شخص دروازہ شریف کھول کر خود زیارت کر لیا کرتا۔ حضرت ام المومنین سے دروازہ کھلوانے کے کیا معنی۔ حضرت ام المومنین روزنہ مطہرہ پر ہی رہتی تھیں۔ کیا روزنہ پاک کا کھولنا بند کرنا ان کے زیر انتظام نہ تھا؟ ضرور تھا۔ اب بتاؤ مجاور اور کسے کہتے ہیں۔ آج بھی روزنہ اطہر پر بیس سے زیادہ مجاور رہتے ہیں۔ جن میں ایک صاحب شیخ الاغواث ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر اس جگہ جہاں لوگوں کا اڑھام جانے آنے والوں کا سلسلہ ہو۔ وہاں کوئی منتظم ضرور چاہیے۔ حضور غوث پاک بلکہ حضرت اما اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات پر منتظم مجاورین رہتے ہیں۔ آباد مسجدوں کے لیے متولی مدرسوں کے لیے ناظم مقرر ہوتے ہیں۔ بیت المقدس مسجد کے انتظام و خدمت کے لیے بچے وقف کر دیئے جاتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن مجید سورہ ال عمران میں ہے۔ رب انی نذرت لک مغافی بطنی محررا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مدرسہ کا مہتمم۔ مسجد کا متولی۔ آج پاکستان میں اوقاف کا ناظم بننا جائز مگر مزارات اولیاء اللہ جہاں ہزاروں نہیں لاکھوں زائرین آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کا مجاور یا منتظم بننا حرام ہو۔ شرک ہو۔ وجہ فرق کیا ہے قبلہ مزارات اولیاء اللہ دیوبندی وہابیوں کی قبروں کی طرح لاوراثی نہیں ہوتے کہ مرگئے مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ وہاں اڑھام خلق ہوتا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے متعلق فرماتے ہیں۔

وقبرہ قریب من سورھا ان کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل سے قریب معروف الی الیوم یستشفون بہ ہے۔ لوگ ان کی قبر کی برکت سے شفا فیشفون (الاکمال) لیتے ہیں تو شفا دیئے جاتے ہیں

صاحب مشکوٰۃ میدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ ان کی قبر شریف مریضوں کا شفاخانہ ہے۔ لوگ ان کی مٹی سے شفا لیتے ہیں۔ اور شفا پاتے ہیں فرمائیے اگر ایسی حبرک و معظّم قبور پر مجاور و منتظم رہیں جو اس ہجوم کا انتظام کریں تو کونسی قباحت ہے مگر چونکہ دیوبندی مذہب میں صالحین کی قبور پر جانا۔ ان سے برکت لینا ان کی مٹی شفا کے لیے استعمال کرنا شرک ہے۔ اور قسطنطنیہ بلکہ تمام جہاں



کے مسلمان ان کے ہاں مشرک ہیں۔ اس لیے وہ مجاوروں کا بیٹھنا بھی مشرک کہتے ہیں۔ کتاب جاء الحق حصہ اول میں حضرت والد صاحب نے علماء دیوبند سے سوال کیا کہ اگر ہر بدعت بری اور گمراہی ہے تو آج علماء دیوبند تعلیم قرآن امامت، اذان پر اجرت و تنخواہ کیوں لیتے ہیں۔ یہ تنخواہ واجرت خیر القرون میں نہ تھی اس کے جواب میں خاں صاحب گکھڑوی نے راہ سنت کے صفحہ بحوالہ سیرت العمر بن جوزی ایک روایت نقل کی۔ جو بلفظہ مع ترجمہ درج ذیل ہے۔

ان عمر ابن الخطاب و عثمان  
ابن عفان کانا یرزقان المودنین  
والائمة والا لمعلمین  
حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت عثمان ابن  
عفان موزنون اماموں اور معلموں کو  
وظائف اور تنخواہیں دیا کرتے تھے۔

خاں صاحب نے اس سے ثابت کیا کہ مروجہ موزنون، اماموں، معلموں کی تنخواہ عمد فاروقی و عثمانی میں رائج تھی لہذا بدعت نہیں۔

جواب :- ہم کو حیرت ہے کہ خاں صاحب کو حافظہ اس قدر کمزور کیوں ہے۔ جس چیز سے وہ مفتی صاحب کو منع کرتے ہیں کچھ آگے پیچھے اس پر خود ہی عمل کرتے ہیں۔ اسی کتاب راہ سنت کے صفحہ پر مفتی صاحب کی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”نکر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسی جعلی اور موضوع روایات سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ حدیث جب پیش ہو تو سند کے ساتھ یا معتبر محدثین کرام سے اس کی تصحیح ہونی چاہیے۔ محض روایات یا حدیث کا نام لینا کفایت نہیں کرتا۔ (انتہی بلفظہ) یہاں خود مولوی صاحب اپنا یہ قاعدہ کیوں بھول گئے۔ اس جگہ حدیث مع سند کیوں بیان نہ کی۔ عبدالرحمن ابن جوزی کے نام اور سیرت العمر میں تاریخی کتب کے نام پر کیوں کفایت کی۔ اولاً۔ تو یہ حدیث درست نہیں۔ اس کی اسناد معلوم نہیں اور اگر بفرض محال درست مان لی جاوے تو کانا یرزقان سے روزی ہدایہ تحفے۔ دینا مراد ہو گا نہ کہ باقاعدہ مقرر تنخواہیں ہدیہ اور ہے تنخواہ کچھ اور تنخواہ میں کام۔ مدت۔ معاوضہ کی مقدار مقرر ہوتی ہے کہ اتنا کام کرنا ہو گا۔ جس کے معاوضہ میں ماہوار یہ تنخواہ ملے گی۔ اس روایت میں ان سے کوئی چیز مذکور نہیں۔ پھر یہ تنخواہ کیسے بنی۔ تنخواہ وہ ہوتی ہے جو آپ تین جگہ سے وصول فرماتے ہیں۔ گکھڑ کی امامت، خطبہ، درس کی علیحدہ۔ گکھڑ کے اسکول میں تبلیغ کے پچاس روپیہ علیحدہ۔ گوجرانوالہ کے مدرسہ میں

علم دین سکھاتے ہیں۔ اس کی تنخواہ علیحدہ جلسوں و عظوں اور تصنیفات کی اجرت میں جو وصول کیا۔ وہ علاوہ ماشاء اللہ پانچوں گھی میں اس کا ثبوت براہ مہربانی عنایت کریں۔ دیکھو حضرات انبیاء کرام تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے۔ قل لا اسئلكم علیہ اجرًا مگر وہ حضرات بلکہ خود حضور سید عالم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس سے کہیں زیادہ ہدیہ عطا فرماتے تھے پتہ لگا کر ہدیہ اور اجرت میں بڑا فرق ہے بہر حال تعلیم وغیرہ تنخواہ واجرت معینہ کا ثبوت نہ ملا ہے مل سکے۔ مگر چونکہ یہ خود اپنے پیٹ کا معاملہ ہے اس لیے سب جائز ہے اگر اسے بدعت و حرام کہیں تو کھائیں کہاں سے جائیداد یا مرے تو ہیں نہیں۔ کیا خاں صاحب گکھڑوی کسی معتبر اسناد و صحیح روایت سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ عہد فاروقی و عثمانی میں مدرسے کہاں کہاں تھے۔ اور ان مدارس میں معلم کون کون تھے۔ اور ان مدارس میں نصاب تعلیم کیا مقرر تھے اور کن کن کتب کو پڑھنے پر دستار بندی ہوتی تھی۔ اور سند دی جاتی تھی اور سالانہ تعطیل کتنی ہوتی تھی۔ اور کس مدرس کو ماہوار تنخواہ کیا ملتی تھی اور مروجہ تبلیغی جلسے کہاں کہاں ہوتے تھے۔ اور ان جلسوں میں مقررین کے گلوں میں ہار پھول کتنے پڑتے تھے۔ اور مقررین کو کرایہ اور وعظ کی فیس کس قدر دی جاتی تھی۔ فلاں صاحب زندہ باد کے نعرے کس طرح لگائے جاتے تھے۔ یہ گیارہویں شریف کے عدد کے مطابق گیارہ سوالات ہیں جو خاں صاحب گکھڑوی کی خدمت میں پیش ہیں۔ خاں صاحب ان کے جوابات دیئے بغیر دنیا سے نہ چلے جائیں جیسے ان کے اکابر بغیر جوابات دیئے تشریف لے گئے۔

کتاب جاء الحق میں سوال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنا۔ اس پر اعراب لگانا۔ اور موجودہ ترتیب سے اس کو چھاپنا بدعت ہے اس کے جواب میں مولانا گکھڑوی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جمع قرآن حضور ﷺ نے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا۔ اور اعراب خیر القرون میں لگائے گئے تھے لہذا یہ بدعت نہیں۔

جواب :- مولوی صاحب کیا آپ یہاں دھوکا دے رہے ہیں۔ یا دھوکا کھا رہے ہیں۔ اپنے جاء الحق کے سوال میں لفظ چھاپنا نہ دیکھا۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ اتنی صفات سے قرآن کریم کو چھاپنا بدعت ہے۔ کیا آپ کسی معتبر اسناد سے ثابت کر سکتے ہیں کہ خیر القرون میں پریس تھے اور ان پریسوں میں قرآن کریم چھپتے تھے۔ اگر تھے تو ان پریسوں

کے نام لکھے۔ جو عمد صحابہ میں تھے اور کاتب خوش نویس حضرات کے نام بھی تحریر فرمادیں کہ فلاں صحابی نے فلاں کاتب سے اتنی اجرت پر قرآن کریم کی کتابت کروائی اور فلاں پریس میں فلاں اجرت پر اتنی تعداد میں چھپوائے پریس اور پریس چھپوائی بدعت ہے۔ جس میں آپ سب گرفتار ہیں۔ اگر یہ بدعت درست ہے۔ تو میلاد شریف کیوں حرام ہے۔ کیا آپ حضرات احکام شرعیہ کے مالک ہیں کہ جہاں چاہا بدعت کو حرام کہہ دیا جہاں چاہا حلال کہہ کر اس پر عمل کر لیا۔ جاء الحق میں سوال کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے تو دینی مدارس اور وہاں کے نصاب تعلیم بھی ناجائز ہونے چاہیے۔ کہ چیزیں بھی زمانہ نبوی ﷺ میں نہ تھیں مگر آپ لوگ ان دونوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

مولوی سرفراز خان نے راہ سنت کے صفحہ پر اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ علم دین کی نشر و اشاعت جیسے بھی ہو۔ جس طرح بھی ہو اور اس کے لئے جو صورت اختیار کی جاوے۔ درست و صحیح ہے۔ اور درس و نصاب تعلیم کے متعلق فرمایا کہ اہل عرب و صحابہ کرام کی مادری زبان عربی تھی۔ انہیں علوم عربیہ حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دیگر لوگوں کو ان علوم کی ضرورت ہے لہذا یہ مروجہ نصاب تعلیم ناجائز نہیں۔

جواب:- مولوی صاحب پھر آپ کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ جو کام بھی قرون ثلثہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے۔ واجب ترک ہے۔ اسے چھوڑ دینا ضروری ہے آپ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ جن بدعات کی ضرورت ہو وہ درست ہیں۔ غرضیکہ تقسیم بدعت کے آپ بھی قائل ہو گئے اب آپ کا مخالف کہہ سکتا ہے کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے نام شریف کی اشاعت جس طرح بھی ہو سکے جہاں بھی ہو درست ہے۔ میلاد شریف وغیرہ اپنی رفعت ذکر نبوی کے لئے ہے۔ نیز عمد صحابہ میں کوئی کا۔ حضور کا بے ادب و گستاخ نہ تھا۔ اب آپ جیسے بے ادب و گستاخ پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کے خیال کو نماز میں گدھے و بیل کے خیال سے بدتر بتایا (صراط مستقیم) لہذا ایسے گستاخوں کے منہ میں لگام دینے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت پیش آئی۔ اس زمانہ پاک میں نہ ایسے منہ پھٹ گستاخ تھے نہ ان امور خیر کی ضرورت تھی۔ بتائیے پھر آپ کیا جواب دیں گے ابھی زبانا نہ فریب میں آپ کی جماعت برادر دینی یقینی مولوی مودودی صاحب نے پاکستان میں غلاف کعبہ

تیار کرایا۔ تیار ہونے پر بہت اہتمام سے شہر بہ شہر اس غلاف کے جلوس نکالے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو اعلان عام کر کے جمع کیا۔ مسلمانوں سے چڑھوے کے ہزاروں روپے وصول کئے جلا تکہ ابھی وہ غلاف کعبہ معظمہ پہنچا بھی نہ تھا۔ صرف پہنچنے اور وہاں ڈالے جانے کی امید تھی۔ آپ کی جماعت نے اس جلوس و نذرانے پر نہ شرک و کفر کے فتوے دیئے نہ اس کی شدت سے مخالفت کی۔ فرمائیے اگر بارہویں ربیع الاول شریف کا جلوس عید میلاد النبی ﷺ اس لئے حرام ہے بدعت ہے شرک ہے۔ کہ قرون ٹٹے میں یہ جلوس نہ تھے تو غلاف کعبہ کے یہ جلوس نذرانہ وغیرہ کیوں حرام و شرک نہ ہوئے یہاں آپ کیوں خاموش۔ بلکہ حمایتی رہے۔ صرف اس لئے کہ یہ اپنے گھر کا معاملہ ہے۔ آمدنی کا ذریعہ ہے۔ کیا مولوی صاحب اس کا جواب دیں گے۔ ان انشاء اللہ کبھی نہ دیں گے۔ کیا مودودی صاحب کو اس جلوس کی بنا پر بدعتی۔ کافر۔ مشرک کہیں گے انشاء اللہ کبھی نہ کہیں گے۔ بلکہ کھینچ تان کر کے اس کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ مولوی صاحب اس بے اصولے مذہب سے توبہ کیجئے۔ جس کا نہ کوئی اصول ہے نہ کوئی ضابطہ و قاعدہ۔ مولوی صاحب! بات صرف اتنی ہے کہ یہ شیخ

ذکر روت کے فضل کاٹنے نقص کا جویاں رہے

پھر کے مروک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بلکہ خود آپ کے مودودی صاحب نے اس جلوس کو بدعت سنیہ ماننے سے انکار کر دیا۔

جاء الحق میں سوال کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے۔ یعنی قرون ٹٹے میں جو کام

نہ ہو وہ حرام و شرک ہے۔ تو تنخواہ لے کر علم دین سکھانا اور مصیبت کے وقت ختم

بخاری کرانا اس پر اجرت لینا حرام ہونا چاہیے مگر یہ دونوں کام دیوبند میں ہوتے

ہیں۔ ہزار سنت میں نہایت تسادق سے اس کا جواب دیا گیا کہ علماء متاخرین نے اس تنخواہ

کو جلتی قرآن دیا اور بخاری مصیبت کے وقت قرآن کریم و بخاری شریف کا ختم پڑھ کر

اس پر اجرت لینا بھی جلتی ہے۔ اسے ایک قیم کا علاج قرار دینا صحیح

ہے۔ مولوی صاحب سوال تو یہ ہی ہے کہ علماء متاخرین جنہوں نے اس تعلیم کی

اجرت کے جواز پر فتویٰ دیا وہ آپ کے ہاں بدعتی مشرک ہوئے۔ یا نہیں۔ یہاں آپ

ان بزرگوں کی آڑ کیوں لیتے ہیں۔ انہیں بدعتی و مشرک کیوں نہیں کہتے۔ کیا صرف اس لئے کہ یہاں آپ کے اپنے پیٹ کا معاملہ درپیش ہے۔ جب یہ قلعہ مقرر ہو گیا کہ جو کام بھی قرونِ ثلاثہ کے بعد ایجا ہو وہ حرام ہے۔ شرک ہے اور اس کا کرنے والا مشرک و کافر ہے تو جو بھی یہ کام کرے وہ مشرک ہونا چاہیے۔ خواہ صاحب ہدایہ ہوں یا کوئی اور جب بیماری مقدمہ و دیگر مصیبت کے موقعہ پر ختم قرآن بخاری جائز ہو تو میت کے تیجہ۔ چالیسویں میں ایصالِ ثواب کے لئے ختم قرآن کیوں حرام ہے۔ علاج کا بہانہ بھی خوب فرمایا۔ مقدمہ و دیگر آفات و بلیات میں ختم بخاری علاج و دوا کے لئے نہیں کرایا جاتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ اس ذکر خیر کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ آفت ٹال دے۔ جب یہ جائز ہوا۔ تو مصیبت میں ختم خواجگان۔ ختم غوثیہ و دیگر ورد و ظنیہ کیوں حرام ہوئے۔ ان ختموں میں بھی آیات قرآنیہ بلکہ قرآن مجید کی سورتیں۔

استغفار توبہ بزرگانِ دین سے تو سل ہی ہوتا ہے۔ اسے آپ شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ براہ مہربانی ختم خواجگان اور ختم بخاری میں فرق بیان کریں وہ بھی بدعتِ حسنہ ہے یہ بھی بدعتِ حسنہ۔ اگر وہ ختم بخاری علاج ہے تو ختم غوثیہ و ختم خواجگان بھی علاج ہے۔ ستم برستم یہ ہے کہ مولوی صاحب جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے کو شرک کہتے ہیں۔ اور یہاں راہِ سنتِ صفحہ میں نہایت معصومیت سے فرماتے ہیں۔ جھاڑ پھونک علاج کی ایک قسم ہے۔ اور اس پر اجرت لینا جائز ہے بحوالہ یعنی۔ دیکھو راہِ سنتِ صفحہ مولوی صاحب! آپ اور آپ کی جماعت ہمارے مثلِ نخِ عظام، پیرانِ کرام پر اس لئے زبانِ طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ دم درود۔ جھاڑ پھونک۔ تعویذ گنڈے کرتے اور اس پر اجرت و معاوضہ لیتے ہیں۔ اب آپ کو کیا ہو گیا کہ بہ یک جنبشِ قلم سب کچھ جائز ہو گیا۔ یہ ہے جاء الحق کتاب کی زندہ کرامت۔ کہ آپ کے ہوش باختہ ہو گئے۔ اور ان کسی کہ گئے۔ ابھی کیا ہے۔ شعر

ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جاء الحق میں کہا گیا تھا۔ کہ مروجہ امتحان بدعت ہے۔ جس پر آپ حضرات بھی عامل ہیں۔ سہ ماہی۔ ششماہی۔ سالانہ۔ امتحانات آپ کے ہاں بھی لئے جاتے ہیں۔ پاس فیل کے لئے نمبر دیئے جاتے ہیں۔ راہِ سنت میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک

بار حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام سے سوال فرمایا کہ بتاؤ وہ کون درخت ہے۔ جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلم کی مثل ہے۔ دیکھو حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام کی عقل و درایت کا امتحان لیا ہے۔ لہذا مروجہ احتمالات بدعت نہیں سنت ہیں۔  
راہ سنت صفحہ

جواب:- مولوی صاحب! فیصلہ فرما دیا کہ جس چیز کی اصل مل جاوے اس پر خواہ کتنی یہ زیادتی ہو جائے سب جائز بلکہ ثابت باسنت ہوگی دیکھو حضور ﷺ نے ایک بار صحابہ کرام سے صرف ایک سوال فرمایا ہے۔ جس سے آپ نے ثابت فرمایا کہ تحریری۔ تقریری۔ ماہانہ۔ سہ ماہی۔ ششماہی۔ سالانہ۔ احتمالات ان میں نمبر درنہ۔ پاس یا فیل کے لئے نمبروں کی تعداد مقرر کرنا پھر پاس ہونے کے لئے مدارج مقرر کرنا۔ اور فیل شدہ کو دوبارہ پڑھی ہوئی کتابیں ہی پڑھنا آگے نہ بڑھنے دینا وغیرہ سب ثابت کر ڈیا۔ یہ نہ کہا کہ بدھیات کنائی ان قیود و پابندیوں کا ثبوت حدیث سے نہیں ملتا۔ بس یہ ہی ہم کہتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے اپنا میلاد پاک خود منبر پر قیام فرما کر پڑھا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین) اور حضور نے خود اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر ایصال ثواب فرمایا اور حضرت سعد نے اپنی والدہ ماجدہ کے نام شریف پر کتواں کھدوا کر فرمایا ہذا لام سعد بن سید شریف اور ایصال ثواب کی اتنی اصل مل گئی تو اب محفل میلاد شریف کے تمام اہتملات۔ تواریخ مقررہ۔ تقسیم شیرینی ذکر ولادت۔ قیام۔ سلام سب ثابت ہو گیا۔ یوں ہی فاتحہ کی تمام صورتیں۔ سہ ماہی۔ برسی۔ وغیرہ سب درست ہوئیں کہ ان کی اصل ثابت ہے۔ وہاں ہم سے آپ یہ پوچھتے ہیں کہ ان پابندیوں اور قیود کا ثبوت نہیں میلاد شریف کے یہ اہتملات روشنی جھنڈیاں وغیرہ ثابت نہیں۔ جب آپ نے امتحان وغیرہ کی تمام قیود کے لئے صرف ایک سوال کو اصل مان لیا تو ہم سے ان قیود کا ثبوت ہرگز نہیں مانگ سکتے۔

دیدى کہ خون ناحق پروانہ شمع را

چنداں امل نہ داد کہ شب راسخ کند

اس کتاب راہ سنت کے صفحہ پر آپ ایصال ثواب کی بحث میں فرماتے ہیں۔ کہ میت کے لئے ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے شریعت حقہ نے دنوں۔ تاریخوں کا تعین و تخصیص نہیں کی۔ قبلہ احتمالات کے لئے دنوں۔ تاریخوں۔

نصاب کی تعین شریعت نے کہاں کی ہے۔ وہ آپ کیوں کرتے ہیں۔ سچ ہے.....  
حافظہ نہ باشد۔

اگر دن و تاریخ کا مقرر کرنا حرام ہو تو چاہیے کہ شادی بیاہ کے لئے نہ لڑکا مقرر ہو  
نہ لڑکی نہ دن نہ جگہ نہ تاریخ۔ بلکہ یوں ہی کہلا بھیجا جلویے کہ ہم کسی دن کسی جگہ  
آجائیں گے۔ کوئی سال لڑکا لے آئیں گے اور تمہارے ہاں کی کسی لڑکی سے نکاح کر کے  
لے جائیں گے۔ دیکھو پھر کس شان کا نکاح ہوتا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ  
العلی العظیم

### استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند خصوصاً جناب سرفراز صاحب، حسب ذیل  
مسائل کے بارے میں  
نمبر کسی کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھنا از روئے شریعت دیوبندیہ  
شُرک ہے یا نہیں۔ اگر شرک ہے تو احتشام الحق صاحب دیوبندی مشرک ہیں یا  
نہیں۔

نمبر ۲ زائرین مدینہ منورہ سے مدینہ پاک میں ٹھہرنے کے عوض فی دن سوا روپیہ  
وصول کرنا بدعت ہے یا نہیں۔ کیا قرون ثلاثہ میں زائرین مدینہ سے یہ ٹیکس وصول کیا  
جاتا تھا۔ یا اس جرمانہ کا رواج تھا۔ اگر نہیں تھا تو نجدی حکومت اہل بدعت کی  
حکومت ہے یا نہیں جو زائرین مدینہ سے یہ ٹیکس یا جرمانہ وصول کرتی ہے۔

نمبر ۳ مزارات اولیاء کے چڑھوے۔ نذرانہ کی آمدنی حرام ہے یا حلال اور یہ  
چڑھوے چڑھانا سنت ہے یا بدعت اگر بدعت ہے تو اس سے تنخواہ لینی اور محکمہ اوقاف  
سے مدارس کے لئے وظیفہ لینا۔ بندگانوں کے مزارات پر امامت کرنا از روئے شریعت  
دیوبندیہ حرام ہے یا حلال۔ اگر حرام ہے تو وہ دیوبندی علماء جو یہ تنخواہ لے رہے، ان کا  
کیا حکم ہے۔

نمبر ۴ لاؤڈ اسپیکر پر نماز جمعہ خطبہ درس و عظ وغیرہ دینا سنت ہے یا بدعت اگر سنت  
ہے تو ثبوت دیا جلویے۔ اگر بدعت ہے تو آپ اور آپ کے دیگر ہم عقیدہ دیوبندی جو  
لاؤڈ اسپیکر پر نماز خطبہ یا درس دیتے ہیں۔ بدعتی ہیں یا نہیں۔

نمبر ۵ قبروں پر پختہ عمارت بنانا حرام ہے یا نہیں۔ اگر حرام ہے تو جو اس کی

تعریف کرے اس کام کرنے والوں کی حمایت کرے۔ جیسے مولوی احتشام الحق صاحب کا وہ کافر و مرتد خارج از اسلام ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا۔

## آخری گذارش

مسلمانو! ہوشیار ہوشیار نجدی دیوبندی۔ وہابی علماء سے اپنا دین بچاؤ۔ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ ان کی بہت قرآن خوانی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ کتاب راہ سنت مسلک اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ اسلام کے خلاف ہے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ فقہاء کے قوال احادیث و قرآن کے ارشادات کے بالکل منافی ہے کوئی سنی اس کتاب سے فریب نہ کھائے یہ کتاب اعتزال۔ خروج عن نجدیت ملعونہ کا مجموعہ ہے ہم بطور نمونہ راہ سنت کے چند مسائل دکھا کر بتاتے ہیں۔ کہ یہ کتاب قرآن حدیث شریف۔ عقیدہ مسلمین کے کس قدر منافی ہے۔

کتاب راہ سنت میں ہے۔

قبروں کے پاس جو مسجد بنا دی جاوے اس کا گرا دینا بھی واجب ہے دیکھو راہ سنت صفحہ مگر قرآن کریم میں ہے۔

نمبر قات الذین غلبو علی امرہم  
لنتخذن علیہم مسجداً  
وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے  
قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

اصحاب کف کے غار پر تعمیر مسجد کا ثبوت ہوا کہ مسلمانوں نے ان بزرگوں کے قرب کا فیض لینے کے لئے وہاں تعمیر مسجد کی۔ مگر مولوی صاحب کے حکم سے وہ مسجد گرانی چاہیے۔

نمبر سبحان الذی اسزى بعبده  
لیلا من المسجد الحرام الی  
المسجد الاقصی الذی بارکنا  
حولہ الخ۔  
پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں  
رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ  
تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت  
رکھی۔

دیکھو یہاں قرآن کریم نے مسجد اقصیٰ کے فضائل میں یہ بت بیان فرمائی کہ ہم



نے اس کے ارد گرد برکت دے رکھی ہے۔ برکت کیا ہے؟ یہ کہ وہاں ہزارہا حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں۔ مگر مولوی صاحب کے فتوے سے وہ مسجد گرانے کے لائق ہے کہ قبروں کے بیچ میں ہے۔

نمبر لمسجد اسس علی  
التقوی احق ان تقوم فیہ رجال  
یحبون ان ینتھروا واللہ یحب  
المنطھرین ○

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پرہیزگاری پر ہے وہ آپ کے قیام کے لائق ہے۔ اس میں وہ حضرات ہیں۔ جو خوب پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاکوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا کی تعریف میں دو چیزیں بیان فرمائیں آپ تو اس کی تعمیر میں تقویٰ اور اخلاص۔ دوسرے وہاں انصار کی موجودگی ہے لہذا وہ مسجد بابرکت ہے انصار خواہ زندگی میں وہاں رہیں یا بعد وفات لہذا جس مسجد کے قریب میں منتھرین دائمی نیند سو رہے ہوں وہ مسجد بابرکت ہے۔ فیہ رجال الخ بہت جامع فرمان ہے۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے جہاں پاک حضرات کی قبور ہوں۔ ان کی متصل مسجد کا گراونا ضروری ہے۔

### اور حدیث پاک میں ہے۔

کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار ہے آخر یہ کیوں؟ اس لیے کہ وہاں حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں کہ بعد وفات تا قیامت وہاں ہی آرام فرمائیں۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے نعوذ باللہ اس کا گراونا واجب ہے کہ وہ مسجد پاک قبر رسول اللہ ﷺ سے متصل ہے۔

### عام مسلمانوں کا عمل

یہ ہے کہ عموماً بزرگان دین کے مزارت پر مسجدیں بناتے ہیں بہ اس خیال کہ زائرین کو نماز میں آسانی ہو اور بزرگوں کے قرب میں نماز و عبادات زیادہ قبول ہوتی

ہیں۔ اجیر شریف۔ کلیر شریف۔ لاہور داتا صاحب رضی اللہ عنہم میاں میر رضی اللہ عنہم بغداد شریف کرلا  
معلے۔ نجف اشرف۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ غرضیکہ ہر جگہ بزرگوں کے مزارات  
پر مسجدیں موجود ہیں۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے یہ تمام مسجدیں م مسجد ضرار کے حکم  
میں ہیں۔ ان سب کا گرا دینا لازم ہے۔ شاید راہ سنت والا مسجد حرام کعبۃ اللہ شریف  
کی مسجد کا گرا نا واجب سمجھتا ہو کہ اس مسجد میں بھی حطیم شریف کے اندر میزاب  
رحمت کے نیچے حضرت اہما عیل و جناب ہاجرہ کے مزارات ہیں۔ وہاں حجاج نماز پڑھنا  
بہت بہتر سمجھتے ہیں۔

### کتاب راہ سنت میں ہے

جو شخص اجیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی  
اور کی قبر پر اس لیے گیا کہ وہاں دعا کرے گا۔ اور اس کی دعا وہاں زیادہ قبول ہوگی تو  
اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔ راہ سنت صفحہ۔ اس  
عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اگر بزرگوں کے مزار پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہی دعا  
کرے۔ یہ سمجھ کر کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے تو وہ شریعت دیوبندیہ میں سولی کے لائق  
ہے۔ کیونکہ یہ گناہ زنا و قتل سے بھی بدتر ہے اور زنا میں ربم یعنی سنسار لیا جاتا ہے۔  
اور قتل میں قصاص لیا جاتا ہے تو اس جرم میں اس زائر قبر کو سولی دینی چاہیے۔

### مگر قرآن کریم فرماتا ہے

هنالک دعا ذکر یا ربہ قال رب  
ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ  
انک لسمیع الدعاء  
اس ہی جگہ حضرت ذکریا نے اپنے رب  
سے دعا کی عرض کی اے میرے رب مجھے  
اپنے پاس سے پاک اولاد دے تو دعا سننے والا  
ہے۔

نبیؐ : یا علیہ السلام نے جناب بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر رب تعالیٰ سے  
بینے دعا مانگی۔ معلوم ہوا کہ ولی کے قریب کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت نبیؐ ہے اور  
قرب ولی دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے اور فرماتا ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك  
 فاستغفروا لله واستغفر لهم  
 الرسول لوجد والله توابا  
 رحيمًا

اگر یہ لوگ جب کبھی اپنی جانوں پر ظلم  
 کریں تو آپ کے پاس آجاویں پھر اللہ سے  
 معافی مانگیں اور آپ رسول بھی ان کے  
 لیے معافی مانگیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے  
 والا مہربان پائیں۔

اس آیت نے بتایا کہ ہر مجرم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرے۔  
 معلوم ہوا کہ آپ کی بارگاہ قبولیت توبہ کی جگہ ہے اور فرماتا ہے۔

نمبر ادخلوا الباب سجداً  
 وقولوا حطة نغفر لكم خطاياكم  
 وسنزيد المحسنين

اس دروازے میں سجدہ کرتے جاؤ۔ اور کہو  
 معافی دے تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں  
 گے اور نیک کاروں کو زیادہ دیں گے۔

یعنی بنی اسرائیل نے توبہ کرنی چاہی تو فرمایا کہ یہاں نہیں بلکہ بیت المقدس شہر  
 میں باادب سجدہ کرتے جاؤ۔ وہاں جا کر کہو کہ خدایا معافی دے۔ تب معافی دیں گے۔  
 دیکھو قبول توبہ اور قبول دعا کے لیے بیت المقدس میں حاضری کا حکم دیا گیا۔ کیوں؟ اس  
 لیے کہ وہاں حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں۔ ان قبور کے قرب کی برکت سے توبہ جلد  
 قبول ہوگی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر دعا جلد قبول ہوتی ہے۔

### اور حدیث شریف میں ہے

کہ ایک بار مدینہ میں بارش نہ ہوئی لوگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شاکی ہوئے تو ام المومنین نے فرمایا

انذروا النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم فاجعلوا منہ کولی الی  
 السماء حتی لا یکون بینہ  
 وبين السماء سقف ففعلوا  
 فمطروا (مشکوٰۃ شریف)

نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت  
 کرو پھر آسمان کی طرف درتے کھول دو حتیٰ  
 کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان  
 چھت حائل نہ رہے لوگوں نے ایسا کیا تو  
 فوراً "بارش ہوئی۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعائے بارش کے لیے حضور ﷺ کی قبر انور پر  
 حاضری دینا اور قبر مبارک کے ذریعے اس کے وسیلہ سے رب تعالیٰ سے بارش مانگنا

سنت صحابہ ہے اور محبوبہ محبوب رب العلمین ام مومنین صدیقہ بنت صدیق عائشہ رضی اللہ عنہا کا حکم ہے۔

## مسلمانوں کا عمل

کہ مزارات اولیاء اللہ پر حاضری دے کر قبر شریف کے توسل سے دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے بلکہ قبر کے توسل سے شفا نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحب شکوۃ اکمال فی اسماء الرجال میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حالات میں فرماتے ہیں۔

وقبرہ قریب من سورھا  
معروف الی الیوم معظمہ  
یشفون بہ فیشفون۔

آپ کی قبر شریف قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ہے اب تک اس کی تعظیم کی جاتی ہے اس کے توسل سے شفاء حاصل کی جاتی ہے لوگ شفاء پاتے ہیں۔

## حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا عمل

علامہ شامی رد المحتار کی جلد اول مقدمہ نمبر ۵ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انی لا تبرک بابی حنیفۃ  
واجیبی الی قبرہ فاذا عرضت  
لی حاجت ہلیت رکعتین  
رسالت اللہ تعالیٰ عند قبرہ  
فتقضنی سریعا۔

میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں ان کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں جب کبھی مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف کے پاس اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگتا ہوں۔ تو بہت جلد پوری ہوتی ہے۔

یہ عمل ہے امام مذہب حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کہ حاجت روائی کے لیے فلسطین سے سفر کر کے بغداد شریف حضرت امام اعظم کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور قبر شریف کے پاس رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ مسلمانو! قرآن و حدیث فقہاء کے یہ فرمان دیکھو اور مسلمانوں کے عمل کا مشاہدہ کرو اور گکھڑوی صاحب کا یہ فتویٰ دیکھو کہ قبولیت کے لیے کسی بزرگ کی قبر پر جانا زنا و قتل سے بھی بدتر گناہ ہے کیا سارے

مسلمان اور امام شافعی ایسے گنہ کرتے ہیں جو قتل و زنا سے بھی بدتر ہیں۔  
 آئیے ہم آپ کو مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی کے گھر کی سیر کرائیں اور ان  
 کا اہلقتی دور نگاہ مذہب دکھائیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواحِ ثلاثہ مصنفہ مولوی محمد  
 طیب صاحب دیوبندی محشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نمبر ۳۲۲ میں ایک قصہ  
 یوں نقل کیا۔

ایک بار نانوتہ میں جاڑے کے بخار کا زور ہو گیا جو شخص مولانا محمد یعقوب صاحب  
 کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے  
 گئے کہ جب قبر پر مٹی ڈلوادی تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہو کر ایک دفعہ  
 میں نے مولانا کی قبر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی ہماری مصیبت آگئی۔ یاد رکھو  
 کہ اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتا  
 پنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے بس اس دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ اتنہی  
 بلفظہ

فرمائیے خاں صاحب اب تو گھر میں ہی آگ لگ گئی مولوی محمد یعقوب صاحب کی  
 قبر کی زیارت۔ انکی قبر کی مٹی سے شفا۔ پھر صاحبزادہ صاحب کامرے ہوئے اباجی سے  
 عرض کرتا۔ اور اباجی مرحوم کا قبر سے سن لینا پھر اس کرامت کا بند ہو جانا اور مرحوم اباجی  
 جی کا ڈر کر لوگوں کو شفا دینا بند کر دینا سب کچھ ہی ثابت ہوا۔ فرمائیے نانوتہ کے یہ  
 دیوبندی مشرک۔ کافر اور قتل و زنا سے بدتر گناہ کرنے والے ہوئے۔ یا نہیں؟ اور آج  
 تک آپ نے یا کسی دیوبندی نے ان دیوبندیوں قبر کے بچاریوں کے خلاف فتویٰ  
 کفر و شرک دیا یا نہیں۔ اگر نہیں دیا اور واقعی نہیں دیا تو کیوں؟ کیا اس لیے کہ یہ اپنے  
 گھر کا معاملہ ہے دوستو! دیوبندیوں کی یہ کتاب ارواحِ ثلاثہ قابل دید ہے اس کتاب نے  
 ساری تقویٰ الایمان اور سارے دیوبندی مذہب کا خاتمہ کر دیا ہے اس کتاب میں ہے  
 کہ دیوبندی پیروں و مولویوں کو علم غیب ہے وہ حاضر ناظر ہیں وہ مرے بعد حاجت  
 روائی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ وہ عورت کے پیٹ کے بچہ کی خبر دے دیتے ہیں کہ لڑکا  
 ہے یا لڑکی۔ وہ ڈوبتا جہاز پار لگا دیتے ہیں کہ جہاز سمند میں ڈوب رہا ہے اور حاجی امداد  
 اللہ صاحب مکہ معظمہ میں ہی وہاں سے جہاز کو کندھا دیا اور پار لگا دیا۔ غرض کہ  
 سارے دیوبندی کفر و شرک اس کتاب میں اپنے پیروں مولویوں کے لیے ثابت کیے گئے

ہیں۔ دیکھئے سرفراز خاں صاحب ان دیوبندیوں کے خلاف فتوے دیتے ہیں یا نہیں۔

### کتاب راہ سنت میں ہے

اصل اشیاء میں حرمت ہے۔ یعنی جس چیز سے قرآن و حدیث میں خاموشی ہو نہ اسے حلال کہا گیا ہو نہ حرام وہ چیز حرام ہے۔ دیکھو کتاب راہ سنت از صفحہ نمبر ۹۹ تا صفحہ نمبر۔ غرض مولوی صاحب کے نزدیک اصل اشیاء میں حرمت یا کم از کم توقف ہے۔

### مگر قرآن کریم میں ہے

قل لا اجد فیما اوحی الی  
محرما علی طاعم یطعمہ الا الخ  
فرما دو اے محبوب ﷺ کہ میں اپنی وحی  
میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام  
نہیں پاتا۔ سواء ان کھانوں کے۔

معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت کا ذکر نہ ہونا اس کے حلال ہونے کی علامت ہے اور اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اس مسئلہ پر بہت سی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ جو ہم نے اس کتاب میں لکھ دی ہیں۔ ملاحظہ فرماؤ۔

### اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الحلال ما احل اللہ والحرام  
ما حرم اللہ وما سکت عنه فهو  
معفو (مشکوٰۃ شریف)  
حلال وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا حرام  
وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا جس  
سے خاموشی فرمائی وہ معاف ہے

### فقہاء فرماتے ہیں۔

عام فقہاء اہل سنت کا یہ ہی مذہب ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں مع حوالہ عرض کیا اور جاء الحق میں بھی اس کے بہت حوالے نقل فرمائے گئے۔

## عام مسلمانوں کا عقیدہ

بھی یہ ہی ہے کہ جو چیز شریعت میں حرام نہ کی گئی ہو وہ حلال ہے اس قاعدے سے آم۔ سنگترہ اناس وغیرہ تمام پھل۔ پلاؤ زردہ۔ بریانی وغیرہ تمام غذائیں۔ فلسفہ۔ منطق۔ ریاضی۔ سائنس وغیرہ تمام علوم جدیدہ کی تعلیم صوفیاء کرام کے عام ورد وظیفے۔ چلے ترک حیوانات وغیرہ۔ لٹھا۔ ململ نشہ شنگھائی وغیرہ کپڑے سب حلال و مباح ہیں۔ کہ ان سے ممانعت شریعت میں وارد نہیں۔ شائد مولوی سرفراز صاحب ان تمام چیزوں کو حرام سمجھتے ہوں کہ ان کی حلت نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں مگر ہم کو پتہ ہے کہ مولانا کا قلمی اور زبانی مذہب اور ہے۔ عملی مذہب کچھ اور یہ سب چیزیں رگڑ جاتے ہوں گے وہ قلم ہی کے بہادر ہیں۔

## خود دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کتاب کے اندر دیوبندیوں کی مشہور کتاب طریقہ مولد شریف مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی عرض کر چکے ہیں۔

## نتیجہ

بطور نمونہ یہ تین مسئلے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان سے ثابت ہوا کہ کتاب زاہ سنت قرآن مجید کے خلاف ہے حدیث شریف کے خلاف ہے۔ اسلام کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف یہ کتاب اسلام پر ایک کاری ضرب ہے۔ یہ تین مسائل صرف نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں کوئی مسلمان ان کی قرآن اور حدیث دانی کے دعوے سے دھوکا نہ کھائے ورنہ دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

آنکھ سے کاجل صاف اڑالیں پائیں وہ چور بلا کے ہیں  
گنہگاری مافی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے۔

## آخری گزارش

اہل سنت اور مولوی سرفراز خاں صاحب گکھڑوی و دیگر دیوبندیوں کا اصل

اختلاف ان فروعی مسائل - میلاد شریف فاتحہ - جلوس عید میلاد شریف میں ہی نہیں ہے۔ یہ چیزیں صرف جائز مستحب ہیں۔ جن کا انکار کفر نہیں۔ بلکہ دیوبندی لوگ بھی یہ سب کچھ اور طریقوں سے کر لیتے ہیں۔ مثلاً ان کے ہاں عید میلاد شریف کا جلوس بدعت و شرک ہے۔ مگر دیوبندی مولویوں کی آمد پر جلوس سیاسی جلوس جائز ہیں۔ جو وہ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف کا جلوس وہاں کی سب دھج کو حرام کہتے ہیں۔ مگر اپنے مذہبی۔ سیاسی جلسے۔ وہاں ررشنی۔ وہاں کی زیبائش۔ جھنڈیاں وغیرہ کو جائز سمجھ کر دن رات کرتے رہتے ہیں۔ یوں ہی یار رسول اللہ - یاغوث کے نعروں کو حرام کہتے ہیں۔ مگر اپنے مولویوں کے لئے زندہ بلو کے نعرے جائز کہتے ہیں۔ جو چیزیں حضور ﷺ کے لئے حرام و شرک کہتے ہیں۔ وہ اپنے مولویوں کے لئے جائز بلکہ مستحب سمجھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر گنبد کی تعمیر کو حرام شرک کہتے ہیں مگر بانی پاکستان محسن قوم قائد اعظم کے مزار پر گنبد کی تعمیر کو حلال بلکہ کار خیر کہتے ہیں۔ امام ضامن کے نام کا پیسہ روپیہ خود صدر مملکت کے بازو پر باندھنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ بہ ہر حال عملاً اب دیوبندی حضرات بھی بریلوی بن چکے ہیں۔ غرضکہ ہمارا ان کا اصلی اختلاف ان مسائل میں نہیں بلکہ ہمارا ان کا اہل جھگڑا جس کی وجہ سے عرب و عجم تمام دنیا کے علمائے دیوبندیوں کو مرتد خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

وہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں توہین و گستاخیاں ہیں جو دیوبندی لوگ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتب میں لکھ کر چھاپی ہیں۔ مثلاً "مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعد درجہ حضور ﷺ کا ہے ان کے قدم شریف کی نعلین بادشاہوں کے تاج سے افضل ہیں۔ ان کے مدینہ پاک کا غبار شفاء امراض ہے وہ رسولوں کے سرتاج نبیوں کے شہنشاہ کل خلق کے مالک و مولیٰ ہیں مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جیسے گاؤں میں چوہدری نمبردار ایسے ہی قوم میں نبی۔ یعنی نبی کا درجہ تھانیدار کے برابر بھی نہیں۔ دیکھو ان کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان صفحہ - یوں ہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کوئی نماز حضور ﷺ کے ادب کے بغیر مکمل نہیں۔ ہر نمازی التحیات میں حضور ﷺ کو سلام کر کے نماز ختم کرتا ہے مگر ان دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال بھی کرنا گدھے و بتل کے خیال سے بدتر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب صراط مستقیم۔ یوں ہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا مرتبہ ماں



باپ۔ بلاشاہ۔ شہنشاہ غرض کہ تمام جہان سے زیادہ ہے مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور کا درجہ صرف بڑے بھائی کے برابر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب نفوس اللایمان۔ گویا ان کے نزدیک۔ حضور ﷺ کی ازواج پاک مسلمانوں کی مائیں نہیں بلکہ بھالوجیں ہونی چاہیں۔ کیونکہ بھائی کی بیوی بھالوج ہوتی ہے اور بھی ان کے عقیدے بہت گندے ہیں۔ جو جہاں الحق حصہ اول کے آخر میں مع حوالہ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

## اگر مولوی سرفراز خاں صاحب

ان عقیدوں سے توبہ کر لیں اور ایسی کتابیں لکھنے والوں سے بیزاری کا اعلان فرمادیں تو ہمارا ان کا اصل جھگڑا ختم ہو جاتا ہے کیا مولوی سرفراز خاں صاحب ہمت کر کے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں گے۔ کیا وہ ان گستاخ بیدین دیوبندیوں کے خلاف قلم اٹھانے کی جرات کریں گے۔

## خاتمہ

ناظرین نے اس کتاب سے یہ معلوم کر لیا کہ علمائے دیوبند خصوصاً مولوی سرفراز خاں صاحب کے فتوے ہم لوگوں کے لئے اور ہیں مگر اپنے لوگوں کے لئے کچھ اور۔ جن چیزوں کو ہمارے لئے شرک و بدعت و کفر کہتے ہیں۔ ان ہی چیزوں کو اپنے لئے حلال و مباح سمجھتے ہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ ابھی حال میں دیوبندیوں کے برادر دینی یقینی فرقہ اہل حدیث کے بڑے پایہ کے عالم مولوی حافظ عنایت اللہ صاحب نے ایک کتاب لکھی عیون زمزم جس میں انہوں نے آیات قرآنیہ کی کھلے بندوں تحریف کی۔ اسلامی عقائد کا انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا نہ ہوئے۔ ان کا باپ تھا جس کا نام یوسف نجار تھا۔ اور لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں کلام نہ کیا اور سورۃ ال عمران و سورۃ مریم کی آیات کے ایسے باطل معنی کئے کہ خدا کی پناہ میں نے علماء اہل حدیث و علماء دیوبند و غیر ہم سے بطور استفتاء ان کے متعلق سوالات چھاپے کہ فرماؤ حافظ صاحب مذکور اب مسلمان رہے یا کافر ہو گئے۔ دوسرے فرقوں کی طرف سے فتوے کفر و ارتداد وصول ہوئے۔ مگر دیوبندی و اہل حدیث علماء بالکل خاموش رہے۔ یہ حضرات مسلمانوں کو بات بات پر دھڑا دھڑ مشرک و کافر کہتے ہیں۔ اب کیوں خاموش ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب کو بھی

یہ اشتہار بھیجا گیا۔ وہ بھی چپ ہو رہے۔ اور حافظ مذکور بدستور ان کا امام و خطیب ہے۔ اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ یہ ہے۔ ان لمحوں کی توحید۔ اللہ رحم فرماوے۔ امین۔

وما نوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

محمد اقتدار خاں عرف مصطفیٰ میریاں  
مفتی جامعہ غوفیہ نعیمیہ گجرات پاکستان

حضرت حکیم الامت کی تمام تصانیف اس پتہ سے منگائیے۔

نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان

مقیاسِ جنت

بجواب

بابِ جنت

مصنف

جاوید اسلم رضوی

گورنمنٹ کالج - جھنگ



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله که رسالہ رشد ہدایت کا قبلہ مسی بہ

## مقیاس جنت

المعروف

مسلك الجمهور في مسائل مذکور

تصنيف لطيف : جاويد اسلم رضوى متعلم حل بي۔ اے گورنمنٹ کالج  
جھنگ جس میں بڑی محنت کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ نہ تو راہ سنت جاء الحق کا  
جواب ہے اور نہ ہی باب جنت راہ جنت کا جواب ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے  
کہ علمائے دیوبند کا مسلک سلف صالحین کے خلاف ہے۔ فریق مخالف کے ملہ  
ناز عالم مولوی سرفراز کی دلیوں کا مقام بتایا گیا ہے کہ ان کے دلائل کی وقعت  
کیا ہے جنہیں پڑھ کر مخالفین کی اکڑی ہوئی گردنیں جھک جائیں گی اور اہل  
سنت کے سینے فخر سے پھولیں گے۔ انشاء اللہ

## انتساب

میں اپنی اس کتاب کو رضوی کچھار کے اس شیر کے نام سے منسوب کرتا ہوں جو گجرات میں بیٹھاناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کر رہا ہے۔ جس کی دھاڑ سے دشمنوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ جن کا نام نامی اسم گرامی شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ عالی ہے۔ جن کا قلم دشمنان دین کے سروں پر تیغ بزمہ کی طرح لٹک رہا ہے۔ جن کی روحانی مدد سے یہ کتاب لکھی ہے۔ خداوند کریم اپنے لاڈلے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے خاندان کا سایہ تمام اہل سنت والجماعت پر تاقیامت رکھے آمین

## وجہ تالیف

تمام تعریفیں اس ذات باری تعالیٰ کے لیے جو خالق کائنات ہے درود نامہ محدود اس محبوب رب درود پر جو وجہ تخلیق کائنات ہے جس کا نام نامی اسم گرامی زمین پر محمد اور عرش پر احمد ہے ﷺ۔ بعد حمد و صلاۃ اور کرڑوں رحمتیں ہوں علیٰ امت پر جنہوں نے قرآن پاک اور حدیث کا صحیح مطلب سمجھایا کے جانا چاہیے کہ فی زمانہ امت محمدیہ بہت سے تفرقوں میں بٹ چکی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے اور مسلمان سیاسی طور پر بہت کمزور ہو چکے ہیں جنہیں دیکھ کر علامہ اقبالؒ بھی پکار اٹھتے ہیں کہ

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں  
کیا زمانے میں پنپنے کی ہی باتیں ہیں

ان فرقہ بندیوں کو تبھی ختم کیا جاسکتا ہے کہ تمام لوگ سلف صالحین کے مسلک کو اپنا لیں۔ لیکن فی زمانہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے خود ساختہ معیار شرک و بدعت قائم کیا ہے اور ہر جگہ شرک و بدعت کی قد کرتے رہتے ہیں جو خود کو اہل سنت کہلاتے ہیں لیکن محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ کے مسلک کو اپنائے ہوئے ہیں اور اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو درقلانے کے لیے اپنے آپ کو سلفی المرشب کہتے ہیں شیخ محمد ابو زہرہ پروفیسر لاء کالج جامعہ القاہرہ مصر اپنی کتاب المذاهب الاسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ پہلے یہ لوگ چوتھی صدی ہجری میں حنثہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اس کے بعد ساتویں صدی میں ان کو ابن تیمیہ نے حیات نو بخشی۔ پھر بارہویں صدی میں ان کا احیاء محمد بن عبدالوہاب کے ہاتھوں انجام پایا۔ یہ اپنے عقائد و افکار کو امام احمد بن حنبلؒ کی جانب منسوب کرتے ہیں لیکن بعض حنابلہ ان عقائد کی نسبت امام احمدؒ کی طرف درست نہیں سمجھتے تھے اور ان سے جدل آزار ہے تھے اشاعرہ اور ان لوگوں (وہابی پارٹی) کے درمیان اکثر جدل و معرکہ آرائی کا بازار گرم رہتا تھا۔ یہ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو اپنے آپ کو سلفی المرشب کہتے تھے لیکن ہم بتاتے ہیں کہ یہ نام نہلا سلفی کیا عقائد رکھتے تھے اور ان کے نام اور

حقیقت میں کس نوع کا تعلق ہے اس کے بعد علامہ موصوف جدید فرقوں کی فرست کے تحت افکار وہابیہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے مقبروں کو مسمار کر دیا اور جب دیار عرب میں برسر اقتدار آئے تو صحابہ کے مقبرے گرا کر ان کو زمین کے برابر کر دیا اور صرف اشارت کو باقی رہنے دیا اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ان وہابیوں نے بدعت کے مفہوم میں حیرت انگیز وسعت پیدا کر دی۔ روضہ نبوی کے غلاف لٹکانے کو بدعت قرار دیتے تھے اور بعض لوگوں نے سیدنا محمد ﷺ کے الفاظ کو بدعت قرار دئے دیا اس کے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ یہ لوگ ان امور کو بھی بدعت قرار دیتے تھے جن کا عبادت سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ اس فرقہ کے علماء اپنے آراء و افکار بر صحت و صواب دورز خطا تصور کرتے ہیں اور دوسروں کے افکار ان کی نگاہ میں مجموعہ اغلاط اور ناقابل صحت ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قبہ سازی صنم پرستی ہے ان کے یہ نظریات افکار خوارج سے ہم آہنگ ہیں۔ "تھیمما" 256 290 294 ہندوستانی مسلمانوں کی بد قسمتی کہ یہاں ایک شخص محمد اسماعیل ثانی پیدا ہوا جس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کے مضامین کو اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں سمویا۔ اس طرح ہندوستانی مسلمان جنگ و جدل میں مصروف ہو گئے جس طرح عربی وہابی اپنے افکار کو امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن حنبلی المذہب لوگ ان کے افکار کی صاف طور پر تردید کر دیتے ہیں اسی طرح جب ہندوستانی وہابیوں نے دیکھا کہ یہاں لوگ کثرت سے حنفی المشرک میں تو حنفی لبوہ اوڑھ کر وہابی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی لیکن علماء احناف نے ان کی پر زور تردید کر دی۔ ان لوگوں نے دیوبند میں مدرسہ کھولا اور خود کو دیوبندی کہلانے لگے لیکن محمد بن عبدالوہاب و ابن تیمیہ وغیرہ کو اپنا آقا و مولا سمجھتے ہیں کسی صورت میں ان کی شان میں کوئی لفظ گستاخی نہیں سن سکتے ہیں اور انہیں کے افکار کو اپنایا۔ چنانچہ قوموں وغیرہ کو ڈھانے کا مسلک اختیار کیا اور ان کی طرح بدعت کے مفہوم میں انہوں نے بہت وسعت کر دی لیکن بقول علامہ موصوف یہ عقائد خوارج سے ہم آہنگ ہیں۔ خود اس بات کو مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے مانا ہے کہ بعض ممالک میں یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ مسلک اسلاف پر تنقید کی جائے خصوصاً عرب میں نجد کے علاقے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اس تحریک کے علمبردار تھے یہی در پچ تاثری اسباب تھے کہ سید شہید جس جماعت کو چھوڑ کر



احیاء عند ربہم برزقون کی قدسی صف میں شریک ہوئے تھے اس جماعت کے بعض افراد حدود سے تجاوز کرنے لگے شرے ہوئے گوشت کے ساتھ لذیذ گوشت پر بھی عمل جراحی کرنے لگے اور بدعت کے ساتھ ایسی بے شمار چیزوں کو وہ بدعت ٹھہرانے لگے جن کے بدعت ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ سوانح قاسمی ص 20 تا 21 تلخیصاً ایسے علماء احناف نے اپنے وقت میں کافی تردید کر دی تھی لیکن جیسا کہ بحوالہ علامہ ازہری مصری کے حوالہ سے گزرا یہ لوگ صرف اپنے افکار کو ہی صحیح سمجھتے ہیں دوسروں کو بالکل غلط۔ اس لئے یہ لوگ ضد پر قائم رہے۔ علماء اہل سنت و الجماعت کے ایک فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب بدایونی ثم گجراتی نے ہیں پچیس سل پہلے مسائل مختلف فیہ کو نامحمانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی اور ایک کتاب مسمی بہ جاء الحق لکھی۔ جسے پڑھ کر ایک ادنیٰ ہی سمجھ والا انسان بھی حق کی راہ سمجھ سکتا ہے۔ عرصہ دراز کے بعد وہابی حضرات نے یہ سوچا کہ اگر جاء الحق چھٹی رہی تو کہیں ہمارا مذہب ختم ہی نہ ہو جائے اور انہوں نے اس پر بے جا تنقید شروع کر دی جن میں مولوی سرفراز گکھڑوی اول اول ہیں۔ انہوں نے پرانے دلائل کو جن کا رد علماء اہل سنت نے بارہا کر دیا تھا ایک کتاب راہ سنت میں پیش کیا۔ حالانکہ اس کا رد خود جاء الحق میں موجود ہے جیسا کہ مخفی نہیں اس کتاب میں انہوں نے خارجیوں کی ہمنوائی کرتے ہوئے قبہ وغیرہ کو ڈھانے کا حکم دیا۔ جس کا ایک تنقیدی جواب صاحبزادہ مفتی اقدار احمد صاحب گجراتی نے ”راہ جنت“ کے ذریعہ دیا۔ مولوی صاحب نے اس کا رد باب جنت میں لکھا۔ لیکن اس میں کوئی نئی بات نہ لکھی بلکہ فقہا احناف کو وہمی بتانا شروع کر دیا دیکھئے باب جنت ص 114 میں نے سوچا کہ اگر اس کا رد نہ لکھا گیا تو ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ غلط راستے پر چلے جائیں اس لئے آپ کی خدمت میں کتاب حذا پیش کر رہا ہوں۔ یہ کتاب باب جنت کے رد میں ہے لیکن چونکہ باب جنت راہ جنت کے رد میں ہے اور راہ جنت راہ سنت کے رد میں ہے اسے لئے کتاب حذا میں راہ سنت کا رد بھی موجود ہے۔ اور بعض مسائل میں Ireetly (1) اس کا رد کیا گیا ہے۔ لیکن یہ کتاب میری ذاتی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ جاء الحق اور دیگر تصانیف اہل سنت میں موجود ہے۔ اس کی مثل ایسے ہے جیسے بہت ہی قیمتی موتی وغیرہ جگہ جگہ بکھرے ہوں اور کوئی انہیں یکجا کر کے ہار کی شکل میں مارکیٹ میں لائے۔ اسی طرح

مذکورہ حوالہ جات مختلف تصانیف میں تھے میں نے انہیں یکجا کر کے کتابی صورت دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

احقر الناس جاوید اسلم رضوی منعلم بی۔ اے گورنمنٹ کالج جنگ

## بحث قبور اولیاء پر عمارات و گنبد بنانا

قارئین کرام اس سے پہلے کہ اس بحث کو شروع کیا جائے چند باتوں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ اگر ان باتوں کو پیش نظر رکھا گیا تو انشاء اللہ اس مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی بھی وقت پیش نہیں آئے گی مگر انصاف شرط ہے ایک معتدب شخص سے میرا خطاب نہیں ہے

**پہلی بات:-** بلا فائدہ عمارت یا قبہ بنانے کو علماء اہل سنت طبقہ بریلوی بھی منع فرماتے ہیں البتہ اگر زائرین کے آرام کے لئے یا دوسری ضرورتوں کے لئے عمارت و قبہ بنایا جائے تو جائز ہے اور یہی بات علماء امت کے اقوال سے ثابت ہے دلائل موقعہ پر آئیں گے۔ (انشاء اللہ)

**دوسری بات:-** قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت عام مسلمانوں کی قبروں پر منع ہے اور علماء فضلاء کی قبروں پر جائز جیسا کہ ابھی ائمہ کرام کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچے گی۔ (انشاء اللہ)

اب پہلے مولوی سرفراز گلکمری کے اعتراضات پیش کئے جائیں گے اس کے بعد ان کا جواب ”جاء الحق“ سے دیا جائے گا۔ پھر سرفراز کے جواب کی خامیاں بتائی جائیں گی اس کے بعد صرف اتمام حجت کے لئے اس مسئلہ کے متعلق کچھ اور لکھا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

**اعتراض نمبر 1:-** مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 24 اور راہ سنت ص 171 پر حضرت جابرؓ سے روایت لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو ہنٹتے بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ اس کے بعد روح المعانی اور ابن حجر مکی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قبروں پر جو قبے بنائے گئے ہیں ان کو ڈھارنا واجب ہے۔ (محصلہ)

**الجواب:-** میں کہتا ہوں اس نجدی زادہ کو ایک بہت بڑی غلط فہمی لگی ہوئی ہے کہ میں جو ان باتوں کو پیش کر رہا ہوں یہ مری کوئی نزالی تحقیق ہے۔ یا ان کا جواب

علماء اہل سنت نے نہیں دیا ہے۔ اور یہ غلط فہمی اپنی انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ یا انہیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ میری کتابیں صرف میری جاہل امت ہی پڑھتی ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی بات تو ہے ہی جیسی تو راہ سنت کے آخر میں دس (10,000) ہزار روپیہ انعام لکھ کر فہل من مبارز پکارتے ہیں کہ مبلغ دس (10,000) ہزار روپیہ انعام ہر اس شخص کے لئے جو صحیح دلائل سے یہ ثابت کر دے جس کا فیصلہ عدالت عالیہ کے جج صاحبان کریں گے کہ اس کتاب میں جو مسائل درج ہیں وہ اسلام کے خلاف ہیں یا اہل سنت و الجماعت کے مسلک کے منافی ہیں (الخ)

قارئین کرام! نہ تو میں (10,000) روپے کا لالچ رکھتا ہوں۔ ہاں البتہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا لالچ ہے شاید یہ کتاب ہی میرے لئے کفارہ سینات بن جائے اس لئے محنت کی ہے۔ فیصلہ کرنے کے لئے عدالت عالیہ کے جج صاحبان کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کتاب کو عوام کی عدالت میں پیش کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم تعصب سے بچائے اور صحیح فہم عطا فرمائے۔ البتہ جس کے دل پر خدا مہر لگا دے آنکھوں اور کانوں پر خدا پردہ ڈال دے وہاں مجھ جیسا فقیر بے نوا کیا کر سکتا ہے۔

مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ جاء الحق میں اس حدیث کی تشریح میں رقم

طراز ہیں

قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جائے اس لئے حدیث میں فرمایا گیا ان یجصص القبور۔ یہ نہ فرمایا گیا علی القبور دوسرے یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبریں پختہ کی جاویں کیونکہ یہ بے فائدہ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہر قبر کو پختہ کر لے (بنانے) سے منع فرمایا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ تکلف یا فخر کے لئے پختہ کیا یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ اور اگر نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنا کی جیسا کہ باب اول میں گزرا لمعات میں اسی ان یجصص القبور کے ماتحت ہے۔ لمافیہ من الزینۃ و النکلف۔ کیونکہ اس میں صرف سجاوٹ اور زینت ہے۔ جس سے معلوم ہوا اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے



یہ ہی اس حدیث سے مراد ہے قبروں پر کیا نہ بناؤ مسجد۔ قبر پر مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جاوے یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جائے علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں (صرف ترجمہ نقل ہے)

بیضاوی نے فرمایا کہ جب کہ یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو بت بنا رکھا تھا لہذا حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔ یہ حدیث معترض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہو گئی معلوم ہو گیا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔ چوتھے یہ کہ یہ ممانعت شرعی نہیں ہے بلکہ زہد و تقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ رہنے کے مکانات کو پختہ کرنے سے بھی روکا گیا بلکہ گرا دیے گئے پانچویں یہ کہ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے یہ غلط خیال ہے اگر زائرین کی آسائش کے لیے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے۔ ہم نے یہ نو جہیں اس لیے لکھیں ہیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارت بنائی ہیں۔ یہ فعل سنت صحابہ ہے چنانچہ حضرت فاروقؓ نے حضور علیہ السلام کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی حسن ثنیٰ کی بیوی نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا جس کو بحولہ مشکوٰۃ باب البکاء سے نقل کر چکے ہیں۔ اس فعل کے ماتحت ملا علی قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں (اور مولوی سرفراز کے نزدیک ملا علی قاریؒ مستند ہیں) رضوی صرف ترجمہ پر اکتفا ہے) ظاہر ہے یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ و تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا مکروہ ہے اور اہل بیت کی شان کے خلاف ہے صاف معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کے لیے جائز ہے نیز حضرت عمرؓ نے زینت بن جحشؓ کی قبر پر بنایا اور حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمنؓ کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت محمدؐ بن حنفیہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبر پر بنایا منقحے شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) (حضرت امام حسن ابن حسن ابن علی کا انتقال ہو گیا تو ضربت امرتہ القبه علی قبرہ سنہ ان کی بیوی

نے ان کی قبر پر ایک سہل تک قبہ ڈالے رکھا۔ بخاری کتاب الجنائز و مشکوٰۃ باب البكاء حضرت عمرؓ نے زینت بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد ابن حنفیہ (ابن حضرت علی) نے حضرت عباس کی قبر پر قبہ بنایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو اس کو فخر و ریا کے لیے بنائے۔

بدائع صلیح جلد اول ص 320 میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) جب کہ طائف میں ابن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان پر محمد بن حنفیہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر دحلوان بنائی اور قبر پر قبہ بنایا۔ یعنی شرح بخاری میں ہے ضربہ محمد ابن الحنفیہ علیہ السلام قبر ابن عباس ان صحابہ کرام نے یہ فعل کیے اور ساری امت روضہ رسول علیہ السلام پر جاتی رہی۔ کسی محدث کسی فقیہ کسی عالم نے اس روضہ پر اعتراض نہیں کیا لہذا اس حدیث کی وہ ہی تو جیسے کی جائیں گی جو ہم نے کیں۔

قبر پر بیٹھنے کے معنی ہیں قبر پر چڑھ کر بیٹھنا یہ منع ہے نہ کہ مجاور بننا مجاور بننا تو جائز ہے۔ مجاور اسی کو کہتے ہیں۔ جو قبر کا انتظام رکھے۔ کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے۔ وغیرہ۔ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ مسلمانوں کی والدہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظمہ اور چابی والی تھیں جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوئی تو ان ہی سے کھلوا کر زیارت کرتے دیکھو مشکوٰۃ باب الدفن۔ آج تک روضہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مجاور رہتے ہیں کسی نے ان کو ناجائز نہ کہا۔  
ازجاء الحق ص 290 تا ص 293

## مندرجہ بالا تحریر پر اعتراضات و جوابات

اعتراض :- قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ مفتی صاحب مدظلہ عالی کی یہ توجیہ جو کہ پیش کی گئی ہے کتنی مدلل اور شستہ ہے۔ اس لیے ایک شستہ مزاج کے لیے اتنا بت کافی ہے۔ لیکن جس کے دل و دماغ کو بیماری لگی ہو تو اس کے لیے دلائل کا انہار بھی ناگفتنی ہے۔ اور کچھ یہی بات ہمارے خان صاحب گمروہی کے ساتھ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنی عاقبت کا فکر کرتے ہوئے مفتی صاحب مدظلہ کی بات مان لیتے اور حق

کی راہ چلتے لیکن خان صاحب گکمرہوی نے تو دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی ہوئی ہے۔ جسبی تو انہوں نے بے ٹکی ہانکنے کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔ آئیے قارئین دیکھیں مولوی صاحب کیا فرماتے ہیں؟ مولوی سرفراز راہ سنت ص 175 پر یوں رقم طراز ہیں ملاحظہ ہو۔ ” مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کا یہ ارشاد کہ حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت محمد بن حنیفہ سے قبروں پر خیمے لگانے کا ثبوت ہے اور اس پر روایتیں نقل کی ہیں تو اولاً ” اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بے اصل اور بے سند روایتیں ہیں ہرگز قابل قبول نہیں دہانیا ” اگر یہ سند ” صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے مقابل کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے۔

الجواب :- میں تمام قارئین خواہ وہ مخالفین حضرات ہوں یا موافقین سے خدا اور اسکے رسول علیہ السلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ وہ مجھے یہ بتائیں کہ مدلل حوالہ جات کے جواب میں بلا دلیل کہہ دینا کہ یہ حوالہ جات بے اصل اور بے سند ہیں۔ کیا جواب ہو گا کیا مولوی سرفراز صاحب کو اپنے اس دعویٰ کی دلیل کہیں ملے گی ہے؟ اگر ملی ہے تو لکھی کیوں نہیں؟ صاف مطلب ہے کہ ان روایات کو کسی نے بھی بے اصل و بے سند نہیں کہا۔ کیا تو مولوی سرفراز نے اور وہ بھی بلا دلیل۔ کیا اسی برتے پر مولوی سرفراز صاحب سنتی صاحب مدظلہ کے منہ اگتے ہیں؟ کیا اسی تحقیق پر محقق بنے بیٹھے ہیں؟ کیا اسی تحقیق پر حل من مبارز پکارتے ہیں اور صد افسوس ہے ان عقل کے ماروں پر جو ایسی بے سروپا بات پر آنکھیں بند کر کے امانا و صدقا کہہ دیتے ہیں۔ خود مولوی سرفراز دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ میری عبارت مفتی صاحب کی تحریر کا جواب ہے؟ کیا اسی کو تحقیق کہتے ہیں؟ کیا جواب میں داعی تباہی بکنے کو جواب کہہ دیتے ہیں؟ لیکن مولوی صاحب کو اس نے کیا کام کہ میری بات بلا دلیل ہے کہ نہیں۔ آخر اپنی جماعت میں شیخ الحدیث بھی تو کہلاتا ہے۔ اپنی جماعت میں ناک اونچی کر کے بھی تو چلنا ہے۔ اگر مولوی صاحب کے پاس اپنے دعویٰ کی دلیل ہے تو پیش کریں ورنہ خدا ہی بہترین منتقم ہے۔ اور مولوی سرفراز کا یہ کہنا کہ ” اگر یہ سند ” صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے بھی بالکل غلط اور انتہائی لغو بات ہے۔ یہ تو ہٹ اور ضد اور والی بات ہوئی کہ کوئی بات مانی ہیں نہیں چاہے سند ” صحیح بھی ہو۔ مولوی سرفراز کی اس بات پر ایک



خوب لطیفہ یاد آیا وہ یہ ہے۔

لطیفہ :- ایک دفعہ ایک لڑکا بھاگا بھاگا گھر آیا اور پکارنے لگا کہ امی امی میں نے اپنے ایک دوست سے شرط لگائی ہے کہ خرگوش کی تین ٹانگیں ہوتی ہیں۔ والدہ نے کہا کہ بیٹا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بھلا خرگوش کی بھی کبھی تین ٹانگیں ہوتی ہیں تو شرط ہار جائے گا۔ بیٹا تنک کر بولا واہ امی میں کیسے شرط ہار جاؤنگا جب کہ میں نے کسی صورت یہ ماننا ہی نہیں کہ خرگوش کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں۔

اور کچھ اس لڑکے والی بات مولوی سرفراز نے پکڑ رکھی ہے کہ ماننا ہی نہیں چاہے سدا صحیح ہی کیوں نہ ہو اور وجہ یہ لکھی کہ نبی ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہیں نہیں ہے۔ میں اس نجدی زادہ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تو حدیث کو اپنی عقل ناقص سے سمجھنا چاہتا ہے کہ علماء امت کی تشریح کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے یہ حدیث سمجھنا چاہتا ہے تو انہیں ان کی لولی لنگڑی عقل مبارک۔ اگر علماء امت سے یہ مسئلہ سمجھنا چاہتا ہے تو لازماً مفتی صاحب مدظلہ کی بات ماننا پڑے گی۔ تمہیں اپنی عقل اور ہمیں ائمہ سلف منظور۔ جہاں وہ جائیں گے وہی جگہ ہمیں بھی منظور۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاری کا دماغ خراب تھا جو انہوں نے اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی اس نفل کو ناجائز نہ کہا۔ صاحب منتقے و صاحب ہدایہ کی عقل ماری گئی تھی جو انہوں نے عمارت وقبہ بنانے کے ثبوت میں لکھا کیا حدیث ان کے پیش نظر نہیں تھی لیکن وہ تو آپ کے نزدیک وہی تھے معاذ اللہ آپ ہی نے تو راہ سنت ص 224 پر لکھا ہے ”یہ ملا علی القاری کا وہم ہے“۔ یہ کیا بات ہوئی جہاں دیکھا کہ یہ قول خلاف نجدی مذہب ہے وہاں ائمہ کرام کو دھمی بتانا شروع کر دیا اور جہاں بظاہر مطابقت کی دلیل ملی جلدی سے زینت کتاب بنادی آخر یہ کیا بات ہے کہ بیٹھا بیٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ قارئین کرام کے دل میں شاید یہ بات آجائے کہ آخر قبہ بنانے سے منع کرنے کی عبارات مولوی سرفراز نے بھی تو لکھی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں بھی عمارت وقبہ بنانے کو روکا گیا وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قہور کے متعلق ہے یا بے فائدہ عمارت بنانے کو منع کیا گیا جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا۔

اما حمل فعلها علی العبت المکروه۔ الخ

ترجمہ :- لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا مکروہ ہے اسے پہلے ملا علی قاری حسن ثنی کی بیوی کے اس فعل کے تحت کہ انہوں نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا فرماتے ہیں۔

الظاہر انہ لاجتماع الاحباب للذکر والقراءة وحضور الاصححاب بالمغفرة ترجمہ :- ظاہر ہے کہ یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ و تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں۔ اس کے بعد ملا علی قاری نے مسئلہ صاف فرما دیا کہ اس میں کراہت جب ہوگی جب یہ کام بے فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ ابھی حوالہ گذرا ہے۔ ابو عبد سلیمان رضی اللہ عنہ منتقے شرح موطا امام مالک میں فرماتے ہیں۔

وانما کرهه لمن ضربه على وجه السمعة والمباحة

ترجمہ :- جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو کہ اس کو فخر و دریا کے لیے بنائے قارئین کرام اب بخوبی جان چکے ہوں گے کہ اگر بے فائدہ یا ریاء و فخر کے لیے قبہ یا عمارت بنائی تو وہ مباح ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو جائز ہے۔ اور یہی بات ان حوالہ جات کے لیے کافی ہے جن میں قبہ و عمارت بنانے کو مکروہ کہا۔

اب یہ بات شاید مولوی سرفراز کی سمجھ میں بھی آگئی ہوگی کہ اقوال علماء امت بھی برحق اور حدیث بھی برحق۔ دونوں میں کوئی بھی مخالفت نہیں ہے۔ جیسا کہ مولوی سرفراز نے سمجھا ہے۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 170 پر لکھتے ہیں اگر قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنے میں احترام ہو تا اور اس میں کوئی بھی شرعی فائدہ اور دینی مصلحت ہوتی تو سردار دو جہاں رحمۃ اللعالمین رحمۃ اللہ علیہ ہرگز اس سے منع نہ کرتے اگر مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی عبدالسمیع صاحب آج مولوی محمد عمر صاحب اور مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کو اس میں دینی مصلحتیں اور شرعی فوائد حاصل ہوئے ہیں جن کی بنا پر وہ سب کچھ جائز کہتے ہیں اور اس کو کار ثواب اور کم از کم مستحب سمجھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس سے کیوں منع کیا۔ مجھے اس پر چند طرح سے اعتراض ہے اولاً "اگر قبہ و عمارت بنانے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ائمہ سلف مثلاً "ملا علی قاری" صاحب بدائع و صاحب منتقے وغیرہ نے کیوں اس فعل کو جائز و مباح فرمایا کیا ان کو انکار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ نہ تھا؟

دوئانیا "بت لیے احکام زمان و مکان سے بدل جاتے ہیں اس لیے احکام اسبقہ سے وہاں

سند لانا نری حماقت ہے جیسا کہ جواہر اخلاطی میں مذکور ہے۔

هو وان كان احداتا فهو بدعة حسنة وكم من شى كان احداتا وهو بدعة حسن وكم من شى يختلف باختلاف الزمان ومكان

ترجمہ :- یعنی اگرچہ یہ امر (یعنی عمارت و قبہ بنانا) نو پیدا ہے پھر بھی بدعت حسنة ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہیں مگر بدعت حسنة ہیں اور بہت سے احکام ہیں کہ زمان و مکان سے بدل جاتے ہیں۔ سبحان اللہ مسئلہ ہی صاف ہو گیا یعنی ایسی جگہ احکام سابقہ سے سند لانا حماقت اور بے سود ہے کیونکہ جو حاجت اب پیدا ہوئی ہے اگر اس زمانہ میں ہوتی تو وہ بھی یہی حکم کرتے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر انعامات میں فرماتے ہیں

”در آخر زمان بجهت اقتصاد رنظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر و عظماء دیدہ چیز با افزودند تا آنجا بیبت و شوکت اہل اسلام و اہل اصلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہند کہ اعدائے دین تریبند کفار بیسار اند و ترویج و اعلاء شان اہل مقامات باعث رعب و انقیاد ایشان است بسیار اعمال و افعال و لوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ اند در آخر زمان مستحسنات گشتہ“

ترجمہ :- آخر زمان میں چونکہ عام لوگ خض ظاہر بین رہ گئے۔ لہذا مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کر دی تاکہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو خاکر ہندوستان میں کہ یہاں ہندو اور کفار بہت دشمنان دین ہیں ان مقامات کی اعلاء شان کفار کے رعب و طاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

قارئین کرام دیکھا کہ صاحب جواہر اخلاطی و شیخ محقق کیا فرما رہے ہیں اور ہمارے نجدی یاروں کا دماغ کدھر جا رہا ہے۔ شیخ محقق نے تو یہاں تک تصریح کر دی کہ خاکر ہندوستان میں یہ کام کرنا چاہیے کہ یہاں ہندو اور دوسرے بد مذہب رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنا رعب ظاہر کرنے کے لئے قبروں پر عمارت و قبہ بنایا جائے۔ پاکستان میں ہندو تو اتنی تعداد میں رہتے نہیں البتہ ان کی حلوہ پوریاں اور ان کا پسندیدہ جانور کوا کھانے والے ان کے زیادہ رہتے ہیں اس لئے ان پر رعب ظاہر کرنے کے لئے قبور

لولیاء پر عمارت وقبہ بنانا مستحب ہے۔ ایک بات جو ہر دو حوالہ جات سے ثابت ہوئی وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یہ فعل منع تھے تو اس دلیل سے استدلالنا حتمی کا ثبوت دیتا ہے کیونکہ اب جو ضرورت پیش آئی ہے وہ پہلے نہیں تھی۔ اب دیکھئے مولوی سرفراز کیسی یکطرفہ ڈگری دیتے ہیں اور علماء امت کے مقابل اپنا الگ محاذ بناتے ہیں ملاحظہ رلوہ سنت ص 171 لکھتے ہیں۔

کون ماں کا لال ہے جو آپ کی منع کی ہوئی چیز میں کوئی مصلحت اور فائدہ ثابت کر سکے۔ ہاں جی یہ سب ائمہ کرام کو تو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام نے اس فعل سے منع کیا تھا۔ وہ تو آپ ہی کے حصہ میں آیا ہے کہ آپ کو پتہ چل گیا کہ یہ دم منع ہے۔ ٹھیک ہے آپ کو اپنی عقل مبارک اور ہمیں علماء امت قبول۔ پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ اچھا مولوی سرفراز ایک بات بتائیے کہ اگر یہ کام منع ہے تو اگر کوئی جان بوجھ کر وہاں جائے اور چلہ وغیرہ کرے۔ عمارت میں قیام کرے یقیناً "آپ کے نزدیک موجب لعنت اور بدرجہ اولیٰ بدعتی ہوگا۔ آئیے ذرا اپنے گھر کی ایک کمانی سن لیجئے۔ سوانح قاسمی جلد دوم ص 30 پر مولوی سید مناظر احسن گیلانی دیوبندی رقم طراز ہیں۔

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں۔

"میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ کلیر شریف تشریف لے جاتے تو زکی سے ننگے پاؤں ہولیتے اور شب کو روضہ میں داخل ہو کر کواڑ بند کر دیتے تھے اور تمام رات حضرت صابر صاحب کے مزار پر تنہائی میں گزارتے۔

اس عبارت کو دیکھ کر مولوی صاحب اور ان کے متبعین کو شرم کنی چاہیے۔ کمال ہے بانی دیوبند تو روضہ میں جا کر چلہ کاٹیں اور نہ تو اس کی تردید کریں کہ یہ روضہ ناجائز بنا ہے۔ بلکہ شدر حال کر کے جاتے اور اصغر دیوبند ہیں کہ انہوں پر ہی وار کر رہے ہیں

قارئین کرام پر بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ ایک طرف مولوی سرفراز صاحب یا ان کے چند حواری ہیں۔ جو کہ حدیث رسول علیہ السلام سے غلط مطلب اخذ کرتے ہیں۔ دوسری طرف ملا علی قاری علامہ عینی۔ علامہ سلیمان۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی۔ صاحب جواہر اخلاطی اس کے علاوہ اور دوسرے ائمہ سلف میں جو کہتے ہیں کہ اگر بے

فائدہ یا فخر و ریا وغیرہ کے لیے عمارت بنائی جائے تو ناجائز ورنہ جائز ہے یہی بات مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ اور ان کے رفقاء نے کار فرماتے ہیں کہ فقہا کرام نے جہاں عمارت بنانے کے مکروہ کہا وہاں بے فائدہ یا فخر و ریا کے لیے بنانے پر حکم ہے یا عمارت المسلمین کی قبور کے لیے حکم ہے۔ اب قارئین کرام خود ہی سوچ لیں کہ کس کا دامن ائمہ کرام سے منسلک ہے اور کون ہوائے نفسانی کی پیروی کر رہا ہے۔

## ”مفتی صاحب پر سرفراز گھمرووی کا اتہام“

مولوی سرفراز گھمرووی راہ سنت ص 175 پر لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر کے سرہانے بطور علامات کے ایک پتھر رکھنے سے قبر پر عمارت و قبہ بنانے پر استدلال کرنا یہ صرف مفتی صاحب اور ان کے ہم مشرب رفقاء کا کام ہے آخر مفتی جو ہائے۔

الجواب :- میں کہتا ہوں اگر سرفراز صاحب مجھے جاء الحق کے کسی صفحہ پر یہ لکھا کھلیں کہ مفتی صاحب نے حضرت عثمان بن مظعون والی روایت سے عمارت و قبہ کے جواز میں استدلال کیا ہے تو میں ان کا بے دام غلام بننے کو تیار ہوں۔ کیا سرفراز صاحب ایسا کریں گے؟ میں کہتا ہوں قیامت تک نہیں ایسا لکھا دکھا سکتے کیونکہ مفتی صاحب نے اس کے علاوہ کچھ لکھا ہی نہیں ہے کہ ”ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لیے قبر کچھ اونچی کر دی جاوے یا پتھر وغیرہ سے بنتے کر دی جائے تو جائز ہے۔ جاء الحق ص 283 مفتی احمد یار خان مدظلہ علی نے پہلے دونوں روایتیں جو عثمان ابن مظعون کے متعلق وارد ہوئیں تھیں لکھیں پھر ان میں تطبیق کر کے مندرجہ بالا نتیجہ نکالا۔ اب قارئین ہی دیکھیں کہ مذکورہ حوالے میں ایسا کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مفتی صاحب نے حوالہ سے عمارت و قبہ بنانے پر استدلال کیا ہے۔ ایسے الزامات لگا کر بنے شیخ الحدیث اور محقق بنے بیٹھے ہیں جناب سرفراز صاحب جس بات کا جاء الحق سے کوئی تعلق نہیں کیا وہ عبارت لکھتے ہوئے تمہارا ہاتھ نہیں کلپا۔ کیا حیا نہیں آیا۔ مگر حیا کہاں سے آئے کیوں کہ الیاء شعبۃ من الایمان۔ حیا تو ایمان کا حصہ ہے اور رسول ﷺ کا یہ ارشاد تو آپ کو معلوم ہے بطبع المرامع کل خصلة الا الكذب والخيانة لو كما قال۔ یعنی مومن

میں اور بری خصلتیں تو ممکن ہیں کہ جمع ہو جائیں مگر جھوٹ اور خیانت کا جمع ہونا ممکن نہیں اور یہاں تو جھوٹ پر جھوٹ خیانت پر خیانت ہے۔ اب فیصلہ قارئین ہی کر لیں کہ حضور ﷺ کا فرمان کیا کہہ رہا ہے اور سرفراز کا کردار کیا ہے میں پوچھتا ہوں کیا کذب گوئی کا نام راہ سنت ہے؟ نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو حیف ہے ان عقل کے اندھوں پر جو کتاب راہ سنت پر اعتماد کے بیٹھے ہیں اب ہم ان مدلل حوالہ جات کو پیش کرتے ہیں جو اس کے جواز میں ہیں اور یہ تقریباً تمام حوالہ جات جاء الحق میں بھی موجود ہیں۔ اور یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں تاکہ عوام الناس پر یہ واضح ہو جائے کہ مفتی صاحب مدظلہ پہلے ہی اتمام حجت کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ان حوالہ جات پر جو اعتراض مولوی سرفراز نے وارد کیا ہے اس کا جواب دو نکا انشاء اللہ۔ جیسا کہ میں پہلے بھی قارئین کرام سے عرض کر چکا ہوں کہ قبور پر قبہ بنانا یا عمارت بنانا وغیرہ یا قبر کو پختہ بنانا بے شک ممنوع ہے لیکن یہ حکم عامۃ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اسی کا حکم حدیث مسلم و مشکوٰۃ میں ہے اور جس سے مولوی سرفراز گھکڑوی نے اپنا غلط نظریہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اولیاء امت کے مزارات پر عمارت بنانا اور قبہ بنانے وغیرہ کو مباح و جائز کہا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں عزت ہو اور لوگ ولی اللہ پہچان کر ان سے برکت حاصل کریں اس کی مثل بالکل ایسے ہے جیسے سرکاری عمارتیں اونچی اونچی ہوتی ہیں تاکہ لوگ ان کو پہچان لیں۔ چنانچہ مجمع بحار الانوار جلد ثالث میں ہے۔ قد اباح السلف البناء علی قبور الفضلاء والاولیاء والعلماء لیزورہم الناس ویستریحون فیہ۔

بے شک ائمہ سلف نے اولیاء و علماء اور فضلاء کے مزارات پر عمارت بنانا مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور راحت پائیں۔ حوالہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ بے شک ائمہ سلف نے عمارت بنانے کو مباح فرمایا۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ ائمہ سلف کیا بریلی سکول سے پڑھ کر گئے تھے یا صاحب مجمع بحار الانوار کے کلن میں مفتی صاحب نے پھونک مار دی تھی کہ تم عمارت بنانے کے جواز میں لکھ رہا۔ کیا تمام ائمہ سلف نے حضور ﷺ کی مخالفت کی؟ یا حدیث دانی کا ٹھیکہ صرف آپ نے ہی لے رکھا ہے یا صرف مدرسہ دیوبند میں ہی اس حدیث کا مطلب ٹھیک

سمجھا جاتا ہے برخلاف ائمہ سلف کی تصریحات کے مولوی صاحب آپ کے بے سرو پا توں پر کون کن دھرتا ہے۔ صرف مفتی احمد یار خان صاحب اور مولانا محمد عمر صاحب غیرہ ہی نہیں ہیں جو اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ تو ائمہ سلف کے دامن سے سلک ہیں۔ آپ کا اصل اعتراض ائمہ سلف پر ہے۔ جنہوں نے دین اسلام کی مخالفت کی ہے۔ کیا دین اسلام کی حفاظت کرنے والے حضور ﷺ کی مخالفت کر سکتے ہیں؟ میں اور بالکل نہیں تو کیا بات ہے ائمہ سلف کا دامن چھوڑ کر راہ حق سے لوگوں کو مڑکایا اور ہٹایا جا رہا ہے۔ علامہ شامیؒ بھی یہی بات دھرا رہے ہیں جامع الفتاویٰ سے نقول ہے۔ فرماتے ہیں

بیل لایکرہ ابناء اذا كان المیت من المشائخ والعلماء والسادات۔  
 ترجمہ :- کہا گیا ہے کہ مشائخ و سادات و علماء کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے۔  
 اس لوگوں کے دل میں یہ شک گزرے کہ قیل سے حوالہ شروع ہے اور قیل ضعف کی علامت ہے تو جواب یہ ہے کہ قیل فقہ میں علامت ضعف نہیں ہے کہ شامی میں ہے فتعبیر المصنف بقیل لیس یلزم الضعف ہاں البتہ منطق میں قیل علامت ضعف ہے۔ اور یہ کہنے والے کون ہیں۔ یہ ائمہ سلف ہی تو ہیں جیسا کہ حوالہ مجمع بحار الانوار میں مذکور ہوا ہے اور خود وہ سری جگہ علامہ شامی نے اسے مختار قول مانا ہے ملاحظہ ہو علامہ شامی فرماتے ہیں۔ قیل لا باس به وهو المختار

ترجمہ :- کہا گیا ہے اس میں (عمارت وغیرہ بنانے میں) کوئی حرج نہیں اور یہ ہی پسندیدہ بات ہے۔ اسی طرح مخطاوی شریف میں ہے قیل لا باس به وهو المختار  
 ترجمہ :- کہا گیا ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور یہی مختار بات ہے۔ ہر دو حنفی فقہوں کی بات سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور انہوں نے ہوا المختار کہہ کر اس قول کو پسندیدہ گردانا ہے۔ اور یہ بات تو سرفراز صاحب ہی بتائیں گے کہ کیا ان فقہا کرام نے حضور محمد ﷺ کی مخالفت کی؟ کس کس سے لڑو گے کس کس جھگڑو گے قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ نماز میں نمازی رب وحدہ لا شریک سے دعا مانگتا ہے کہ مولا ان کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ان کے راستے پر مت چلا جن پر تیرا غضب ہے دریافت طلب تو امر یہ ہے کہ کیا یہ سب ائمہ کرام صراط مستقیم سے ہٹکے ہوئے تھے؟ یا مولوی سرفراز ان پر غضب

خدا مانتا ہے جیسی تو ان کے راستے پر نہیں چلتا۔ ورنہ اگر کوئی اور بات ہے تو وہ ہمیں بتادیں تو مولوی صاحب کی مرہانی۔ اور بات تو کی ہو سکتی ہے کہ نجدی مذہب میں یہ حوالے ہضم نہیں ہوتے۔ آئیے قارئین کرام ملا علی قاریؒ کی بھی سنتے چلئے جو کہ کیارھویں صدی کے مجدد کہلاتے ہیں۔ مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشہور دین لیزن ورہم الناس ویستر یحویا الجلوس۔

ترجمہ :- بے شک ائمہ سلف نے قبور پر علماء مشائخ عمارت بنانے کو جائز فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔ اب اتنی گواہوں کے باوجود اس مسئلہ کو جھٹلانا صرف ان لوگوں کا ہی کام ہے جو ہوائے نفس کے پیروکار ہوں۔ جو بھی کہہ رہا ہے ایک ہی بات کہہ رہا ہے کہ یہ فعل درست ہے درست ہے درست ہے۔ مگر مولوی سرفراز صاحب نے محض ہٹ اور ضد کی وجہ سے اپنا الگ محاذ بنا رکھا ہے اور ”میں نہ مانوں“ کی روش اختیار کر رکھی ہے۔

لطیفہ :- مولوی سرفراز گکھروی ایک غلط تاثر دینے کے لیے باب جنت ص 32 یوں رقم طراز ہیں کہ مفتی صاحب یہ فرمائیے کہ حضرت امام شافعی اور امام نووی ابن کئیؒ ملا علی القاریؒ علامہ سید محمود آلوسیؒ اور ابن قیم اور ابن تیمیہ وغیرہ سارے دیوبندی ہیں جو قبروں پر عمارت کو مکروہ کہتے ہیں۔ مفتی صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دیوبند کی بنیاد تو 15 محرم 1213ھ میں رکھی گئی تھی اور یہ حضرات تو کئی صدیاں پہلے گزر چکے ہیں محلہ ارے میاں سرفراز خان یہ کس نے کہا کہ یہ دیوبندی ہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہاری نجدی بیعت نے ان حوالہ جات سمجھا نہیں کیونکہ جہاں عمارت بنانا مکروہ کہا ہے وہ حکم عامتہ المسلمین کی قبور سے متعلق ہے اور جہاں اباحت کا حکم ہے وہاں قبور اولیاء مراد ہیں اور ابھی ملا علی القاریؒ حوالہ گزر چکا ہے کہ وہ اس فعل کو مباح فرماتے ہیں۔ آپ کی ان اصحاب کے بارے میں کیارائے ہے۔ صاب در مختار علامہ شامیؒ علامہ مظلویؒ علامہ عینی علامہ سلیم صاحب منتقے شرح موطا امام مالک۔ صاحب جواہر اخلاطیؒ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب بدائع و ضائع اور تمام ائمہ سلف کیا بریلوی ہیں جو قبور اولیاء پر عمارت بنانے



مباح فرماتے ہیں۔

## مولوی سرفراز کی بلبلاہٹ

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح ائمہ سلف قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح قرار دیتے ہیں۔ مولوی سرفراز سے اس کا جواب تو کیا بننا تھا۔ لیکن جواب بحرل لکھنا تھا اس لئے جو کچھ انہوں نے جواب دیا ہے اس پر مخالفین کو رونا چاہیے نہ کر اکرنا ہم پہلے مولوی سرفراز کا جواب نقل کرتے ہیں راہ سنت ص 174 پر لکھتے ہیں۔ مولیٰ عبد السمیع اور مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ نے شیخ عبدالغنی نابلسی صاحب روح البیان اور امام خضکنی اور مظلوی وغیرہ سے جو یہ نقل کیا ہے کہ مشائخ علماء اور سادات کی قبروں پر عمارت اور گنبد بنانا جائز ہے اور اس کو کم از کم مستحب اور حوالہ مختار کہا ہے تو یہ سراسر باطل اور مردود ہے۔ اس کا مختصر اور پورا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے کہ نہ یہ تو حضرات معصوم ہیں نہ مجتہد پھر نبی معصوم ﷺ اور امام مجتہد کے صریح ارشاد کے مقابلہ میں ان کی بات کون سنتا ہے بلغظ۔

الجواب :- یہ ہے دلائل کی کائنات جس پر مولوی صاحب حل من مبارز ہیکار کر 10000 ہزار روپے کا انعام دیتے ہیں۔ اتنے حوالہ جنت کا جواب صرف تین یا چار لائنوں میں بقول شاعر۔

اک تبسم ہزار شکوؤں کا  
کتنا پیارا جواب ہوتا ہے

جو اس عبارت کو جواب کہے میں کہتا ہوں وہ محض نادان اور دین سے بے بہرہ ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاری۔ علامہ شاہی علامہ مظلوی جو کہ حنفی ہیں کیا غلط بات کہہ گئے کیا انہیں امام مجتہد کے قول کا پتہ نہیں تھا۔ چلو مانا کسی ایک نے غلط بات کہہ دی ہو گئی۔ مگر یہ تو پوری پلٹن کی پلٹن ہے کس کس کو جھٹلاؤ گے۔ کیا تم سنت رسول ﷺ کے دشمن تھے؟ معلو اللہ جن حضرات نے دین اسلامی اتنی خدمت کی ہو ان پر یہ الزام اور یہ کہنا کہ ان کو کون سنتا ہے کتنی سخت گوئی ہے۔ مولوی سرفراز صاحب آپ نہ سنیں کلن بند کر لیں۔ لیکن جس طبقہ کو مشائخ امت سے محبت ہے وہ ان کے اقوال

کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے۔ اور اس پر دعویٰ آپکو یہ کہ ہم ائمہ کرام سے منسلک ہیں کیسی بے دلیل بات ہے۔ کیا ایسی گپ شب ہانگ دنیا یا نری بکو اس کرنا ہی جواب اور معیار تحقیق ہے۔ کیا یہی کچھ دیوبند میں لکھا یا جاتا ہے۔ صد حیف ہے ان لوگوں پر جو ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے مرنا نہیں سوچا ہے۔ کیا خوف خدا ان کے دلوں سے بالکل نکل چکا ہے۔ جو ایسی بے سروپا باتوں پر بغلیں بجاتے ہیں۔ میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ جہاں اس فعل سے انکار ثابت ہے وہاں عام مسلمانوں کے قبور کے متعلق حکم ہے اور جہاں جائز ہے وہاں قبور اولیاء کے متعلق حکم ہے آئیے ذرا اس کی مثال ملاحظہ فرمائیے۔

”پہلی مثال“

علامہ شامی در مختار ص 101 جلد 1 پر فرماتے ہیں۔

اما البناء فلم ار من اختار جوارہ

ترجمہ :- مجھے معلوم نہیں کسی نے عمارت کے جواز کو پسند کیا ہو۔ باب جنت ص 32 و راہ سنت ص 174 کہنے کو تو ہم بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ سراسر باطل اور مردود ہے جیسا کہ مولوی سرفراز نے کہہ دیا۔ لیکن انہیں یہ حوالہ مردود نہ لگانا چاہیے۔ لیکن سرفراز کو پتہ ہونا چاہیے کہ علماء اہل سنت و الجماعت طبقہ بریلوی اپنے مدعا پر دلیل رکھتے ہیں۔ بلا دلیل بات کہنا تو آپ کا ہی شیوہ ہے اس حوالہ میں یہ کب تصریح ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا ناپسندیدہ بات ہے۔ حکم تو عامتہ المسلمین کی قبروں کے متعلق ہے کیونکہ خود علامہ شامی فرماتے ہیں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے۔ جلد اول باب الدین میں ہے

وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات ترجمہ :- مشائخ اور علماء اور سادات کرام کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے اسی باب الدفن میں فرماتے ہیں۔ قیل لا باس بہ و هو المختار۔ یعنی عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ بات پسندیدہ ہے۔

اب کوئی سرفراز سے پوچھے کہ علامہ شامی کی ایک بات مطلب کی اڑالی حالانکہ تمہارے دعویٰ سے اسے دور کا تعلق بھی نہیں اور دوسری عبارت چھوڑ دی۔ کیا وجہ ہے۔ اس کا صاف مطلب لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا نہیں ہے اور نام کیا رکھا ہے راہ

سنت - سبحان اللہ اونچی دوکان پھیکا پکوان والی بات ہے۔

قارئین کرام آپ کو پتہ چل گیا ہو گیا کہ علامہ شاہی عام مسلمانوں کی قبروں کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس کے جواز کو اختیار کرتے نہیں دیکھا اور پھر فرما دیتے ہیں کہ ائمہ سلف نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا ہے۔ کوئی اشکل ہی باقی نہ رہا۔ مسئلہ ہی صاف ہو گیا۔

”دوسری مثال“

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 174 پر ملا علی القاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں  
وہی ما انکرہ ائمة المسلمین کا النباء علی القبور و  
نجصیصیہا۔ مرقات

ترجمہ :- بدعت ضلالت وہ ہے جس کا ائمہ مسلمین نے انکار کیا ہو جیسے قبروں پر عمارت بنانا اور ان کو پختہ کرنا۔ اس کے بعد مولوی صاحب یوں حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ مسلمین نے قبر پر عمارت بنانے اور ان کو پختہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے اور اس کو بدعت ضلالت کہتے ہوئے انکار کیا ہے۔

الجواب :- بھلا کوئی اس نجدی زادہ سے پوچھے اس حوالہ سے تجھے کتنے نفلوں کا ثواب ہوا ہے یا تیرے مدعا کو اس سے کیا فائدہ ہوا ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ عامتہ المسلمین کی قبور پر عمارت نہ بنائی جائے۔ اس حوالہ میں ایسا کونسا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا ناجائز ہے۔ ملا علی قاریؒ تو قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن الیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ و العلماء المشہورین لیز  
ورہم الناس ویستر یحویا الجلوس۔

ترجمہ :- بے شک ائمہ سلف نے قبور اولیاء اور علماء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہیں بیٹھ کر راحت پائیں

قارئین کرام آپ نے بخوبی جان لیا ہو گا کہ ملا علی قاریؒ کا عقیدہ کیا ہے کیا مولوی صاحب ساری مرقات پر یقین رکھتے ہیں کہ صرف مطلب کی باتوں پر۔ اب جبکہ خود ملا علی قاری اس کو مباح فرما رہے ہیں تو اب مولوی سرفراز کو بھی اس سے انکار

نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ضد اور ہٹ دھری کو چھوڑنا پڑے گا۔ راہ حق یہی ہے۔ راہ سنت یہی ہے۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ ائمہ سلف سنت کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتے ورنہ دین کا تو بیڑا ہی غرق ہو گیا کیونکہ اگر ہمارے سلف ہی اتنے غلط ہوں گے تو دین کا کیا اعتبار جو انہی کی وجہ سے ہم تک آیا ہے۔ اب مولوی صاحب کو ایسے حوالہ جات پیش کرنا جن میں عام مسلمانوں کی قبور کے بارے میں حکم ہے۔ بے سود ہے۔ کیونکہ اس کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات ہمارے لئے کیا خطرناک ہو سکتے ہیں ہاں البتہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات آپ کے لئے مضر ہیں جن کا جواب آپ کے پاس نہیں ہے۔ ہاں گپ شپ سے اپنا اور اپنے حواریوں کا جی بھلاتے رہئے۔ کیونکہ جی کا بھل جانا بھی تو بڑی بات ہے +

### لطیفہ

ان حوالہ مع چند اور اسی قسم کے حوالوں کے جناب سرفراز صاحب باب جنت میں یوں رقم طراز ہیں۔

قارئین کرام یہ ہیں وہ ٹھوس حوالہ جات جنہوں نے مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی کے ہوش و ہواس گم کر دیئے پھر ٹکھتے ہیں ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

سبحان اللہ یہ کیسے ٹھوس حوالہ جات ہیں جنہوں نے مفتی صاحب مدظلہ علی کے ہوش و ہواس گم کر دیئے۔ آپ کی اس بات کی حقیقت چنڈو خانے کی گپ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ جن حضرات نے جہاں الحق کا مطالعہ ایمانی نظر سے کیا ہے وہ تو آپ کے اس تقدس پر حیران ہوتے ہوں گے ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب برسوں پہلے لکھ چکے ہیں۔ یہ تو آپ کی بے جا ضد ہے جو اپنے غلط مسلک پر قائم ہیں جو کہ سراسر تصریحات ائمہ کے خلاف ہے۔ ہاں البتہ دل لگتی بات تو یہ ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کی معرکہ الاراء تنصیف لطیف جہاں الحق نے قلعہ دیوبند میں زلزلہ پیدا کر رکھا ہے اور آپ الزامات اور التہامات مفتی صاحب کے ذمے لگا کر اپنے حواریوں کے دل کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ کتاب راہ جنت لکھی تو صاحبزادہ مفتی اقدار احمد خان صاحب نے اور آپ کو جنہیں خواب و خیال میں مفتی صاحب ہی تصویر نظر آتی ہے اور آپ کے لئے ہوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی صورت یہ ماننے

کے لئے تیار ہی نہیں کہ یہ کتاب مفتی اقدار صاحب نے لکھی ہے بلکہ کتاب ہب جنت میں مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ علی کو خطاب کرتے ہیں بتائیے ہوش و حواس تمہارے گم ہوئے کہ مفتی صاحب مدظلہ کے۔ آپ کی بے فکری باتوں سے تو مجھ پر جو کہ مفتی صاحب مدظلہ کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ ہوش گم ہونے تو کجا مجھے تو پریشانی بھی نہیں ہوئی۔ البتہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں آپ کے جواب میں کتاب لکھ رہا ہوں۔ کہیں اسے بھی مفتی صاحب کی تصنیف سمجھ بیٹھنا۔ میاں میں تو یہاں جھنگ صدر میں بیٹھا ہوں اور گجرات کا فاصلہ یہاں سے سینکڑوں میل کا ہے۔ لیکن روحانی فاصلہ چند انچوں کا بھی نہیں۔

### قول امام ابو حنیفہ پر بحث

قارئین کرام جیسا کہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت و قبور بنانا مباح ہے اور حنفی فقہانے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ ائمہ سلف نے قبر اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور پھر انہوں نے جو الحثار کہا یعنی یہی بات مختار اور پسندیدہ ہے یعنی قبور اولیاء پر عمارت بنانا پسندیدہ بات ہے۔ اس بات کی تائید میں مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ نے امام شعرانی کے حوالہ سے لکھا کہ امام ابو حنیفہ نے بھی قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا حوالہ کے الفاظ یہ ہیں۔

قول ابی حنیفہ بجوز ذالک الخ یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا جائز ہے

مولوی سرفراز اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دسویں صدی کے ایک صوفی کی بے سروپا بات ہے دیکھئے راہ سنت ص 172 محصلہ

ہاں جی یہ تو آپ کو بے سروپا بات لگنی ہوئی آپ کے مذہب کے خلاف جو ہے اور اسکے علاوہ وہ تمام فقہائے حنفیہ کے حوالہ جات جنہوں نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مستحب فرمایا ہے کیا انہوں نے مسلک امام ابو حنیفہ سے بغاوت کی ہے (معاذ اللہ) نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو کیا تمام فقہائے احناف جنہوں نے اس فعل کو مباح فرمایا پاگل تھے؟ صرف لفظ بے سروپا لکھنے سے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ امام شعرانی کا حوالہ تو ان تمام حوالہ جات کی وجہ سے قوی ہو جاتا ہے۔

اعتراض۔ حضرت امام محمد کے حوالہ سے مولوی سرفراز لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا

عی ہے۔ ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے کہ جو مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زیادہ اس پر ڈالی جائے اور ہم مکروہ سمجھتے ہیں کہ قبر پختہ کی جائے یا اس پر لپائی کی جائے (آگے فرمایا) اس لیے نبی کریم ﷺ نے قبر کو مرع بنانے اور اس کو پختہ بنانے سے منع کیا ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے بلغہ

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر امام شعرانیؒ کے قول سے جو کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا قول پیش کیا ہے اگر قبروں کے جواز پر رجسری ہو گئی تو امام محمد کے قول سے عدم جواز پر رجسری نہ ہوئی۔

الجواب :- قبر کو پختہ کرنے کی بحث مکمل پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے علاوہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن صرف ایک بات مولوی سرفراز سے پوچھنا ہے کہ مذکورہ حوالہ میں کون سا لفظ ہے جس کا یہ معنی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ کیا قبر کو مرع بنانے کا مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبور اولیاء پر عمارت و قبہ بنانے کو مکروہ کہا ہے؟ آخر کوئی تو بات ہے ہم جیسی تو یوں چھما رہے ہیں۔ یوں ہی بے تکی ہانکنے کو کیا تحقیق کہتے ہیں؟

اعتراض :- اس کے علاوہ مولوی سرفراز صاحب نے راہ سنت پر کچھ فقہاء احناف کے حوالہ جات نقل کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں (صرف تراجم نقل میں) پہلا حوالہ۔ کبیری کا ہے ترجمہ یہ ہے۔ قبر کو پختہ بنانا اور اس کی لپائی کرنا مکروہ ہے اور یہی تینوں اماموں کا قول ہے (پھر آگے فرمایا) اور امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ قبر پر مکان یا قبہ یا اس کی مانند کوئی اور عمارت بنانا مکروہ ہے اور یہ مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے دوسرا حوالہ فتاویٰ سراجیہ سے منقول ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبور پر عمارت بنانا مکروہ ہے۔ تیسرا حوالہ قاضی خان کا ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبر کو پختہ نہ بنایا جائے اس لیے آنحضرت ﷺ نے قبر کے پختہ بنانے اور چاندی کے پانی سے جڑاؤ کرنے اور کرنے اور قبر پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے اس کے علاوہ عالمگیری اور فتح القدر کا حوالہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو مرع بنانا۔ پختہ کرنا اور عمارت بنانا مکروہ ہے راہ سنت ص 173

الجواب :- ان تمام باتوں کا جواب پچھلے صفحات میں مکمل طور پر موجود ہے کہ جہاں

عمارت بنانے کو مکروہ کہا وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اس کی دو مثالیں میں پیش کر چکا ہوں کہ انہوں نے عام مسلمانوں کی قبور پر عمارت بنانے اور پختہ بنانے کو مکروہ کہا۔ اور قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور بحوالہ امام شعرانیؒ گزر چکا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قبروں پر عمارت بنانے کو جائز فرمایا ہے نہ تو ہم کسی کو بے ایمان کہہ سکتے ہیں اور نہ ہم کسی کے قول کو مردود کہہ سکتے ہیں البتہ خدا نے ہمیں اتنی عقل دی ہے کہ ہم اقوال فقہاء میں تطبیق کر سکتے ہیں۔ کہ جہاں امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ قبور پر عمارت نہ بنائی جائے وہاں حکم عامتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور جہاں عمارت بنانے کو مباح قرار دینے کا قول ہے وہاں حکم قبور اولیاء کے متعلق ہے اب بھی اگر کس کے ذہن میں کوئی اشکل ہے تو اس کے ذہن کا قصور ہے۔

اعتراض نمبر 2:- مولوی سرفراز صاحب قیوں کو گرانے کے جواز میں باب جنت ص 27 اور راہ سنت ص 175 پر ایک روایت لکھتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہے ترجمہ ان ہی کا ہے۔ حضرت ابو الہیاج الاسدیؒ فرماتے ہیں ”مجھے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کیا تجھے میں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ مثائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔“

الجواب :- اس کا جواب بھی مفتی صاحب مدلل دے چکے ہیں میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ پہلے آپ کا جواب لکھوں اور پھر مولوی سرفراز کا اعتراض پیش کروں اور پھر جواب الجواب لکھ کر حق و قیاد اکروں۔ تو قارئین کرام سے مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ جن قبروں کو گرا دینے کا حکم حضرت علیؑ نے دیا تھا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی اس کی چند وجہ ہیں اولاً تو یہ کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام کے لیے بھیجتا ہوں جس کے لیے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا حضور علیہ السلام کے زمانے میں جن قبروں کو حضرت علیؑ نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شرکت فرماتے تھے۔ نیز صحابہ کرام کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوتا تھا لہذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور علیہ السلام کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے بنیں تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا؟ ہاں

عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ بخاری شریف ص 41 مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے۔ امر النبی علیہ السلام بقبر المشرکین فنبشت۔

ترجمہ :- حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھڑدی گئیں بخاری شریف جلد اول ص 61 میں ایک باب باندھا۔ هل ینبش قبور مشرکی الجاہلیۃ۔ کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھاڑ جویں اس کی شرح میں حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری جلد دوم ص 26 میں فرماتے ہیں۔ (صرف ترجمہ نقل ہے)

یعنی ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھڑدی جویں بشرطیکہ محترم نہ ہوں اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کر دی کہ مشرکین کی قبریں گرائی جویں دوسرے اس لیے کہ اس میں قبر کے ساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کھلا ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کفار کی قبریں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔ تیسرے اس لیے فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو اور مسلمان کی قبر کے لیے سنت ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے۔ اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے ماننا پڑے گا کہ یہ قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھاڑائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباس کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو اکھڑ نہیں سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے۔ اولاً "اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ۔" قرآن پاک چھوٹا سا سائز چھاپنا منع ہے دیکھو شاہی کتاب باب الکراہت۔ مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن کی بے ادبی ہے الخ جاء الحق ص 294

قارئین کرام آپ نے دیکھا کتنی نفیس تقریر ہے لیکن اعتراض کرنے والے تو قرآن کریم پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر یہ تو مفتی صاحب کی کتاب جاء الحق ہے لوگ تو خدا کے کلام کو نہیں چھوڑتے۔ آئیے ان اعتراضات کو دیکھتے ہیں جو کہ مندرجہ بالا عبارت پر کیے گئے ہیں۔



## مندرجہ بالا عبارت پر اعتراضات

پہلا اعتراض :- راہ سنت ص 179 پر مولوی سرفراز گکمرولی لکھتے ہیں یہ سب باتیں مفتی احمد یار خان صاحب کی جہالت اور بے خبری کا نتیجہ ہیں اولاً "اس لیے کہ فتح الباری کا مصنف وہ ابن حجر کی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے جو ابن حجر کی سے اقدم بھی ہیں اور اعلم بھی ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں ایسے لوگ مفتی بن گئے جن کو فتح الباری جیسی کتاب کے مولف کا صحیح علم نہیں ہے حیرت ہے ایسے مفتی پر۔

الجواب :- سرفراز صاحب شکایت صرف اس بات کی ہے کہ آپ حقیقت کو جھٹلانے میں سب سے دو قدم آگے ہیں۔ تمہارا یہ کہنا کتنی غلط بات ہے کہ مفتی صاحب فتح الباری کے مصنف ابن حجر کی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے صریح طور پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں" اس وقت ہمارے پاس اٹھائیسواں ایڈیشن ہے اس میں یہی الفاظ ہیں۔ کیا حافظ ابن حجر اور ابن حجر کی میں آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آتا مگر افسوس چودھویں صدی میں ایسے لوگ شیخ الحدیث بن گئے جنہیں حافظ ابن حجر اور ابن حجر کی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ علماء کرام ابن حجر کی کے ساتھ لفظ کی لکھتے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے ساتھ لفظ حافظ لکھتے ہیں یا عسقلانی لکھتے ہیں اور مفتی صاحب کی کتاب جاء الحق میں صریح طور پر حافظ کا لفظ موجود ہے۔ اگر نہیں دیکھ سکتے تو نظر کی عینک بچھو دیتے ہیں؟

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ سرفراز صاحب کیسی بے تکی باتیں کرتے ہیں اور پھر اس پر فخر کرتے ہیں۔ ایسے بے سروپا اعتراضات کرنے کا مقصد سوائے اور کیا ہے کہ لوگوں کو مفتی صاحب مدظلہ سے بدظن کیا جائے مگر بقول شاعر

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

دوسرا اعتراض :- اس کے بعد سرفراز صاحب لکھتے ہیں مفتی صاحب کو یہ بھی

معلوم نہیں کہ نبش قبور الگ چیز ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا تھا اور مفتی صاحب کے قول کے مطابق شیخ ابن حجر کی نے فتح الباری میں اس کی شرح کی ہے اور تسویہ قبور اور چیز ہے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الجواب :- میں پوچھتا ہوں کہ کیا اپنی طرف سے دو چار سطروں کے لکھ دینے سے مدلل حوالہ جلت کا جواب ہو جاتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ مفتی صاحب مدظلہ نے اس کی تائید کے لیے جو مدلل بحث کی ہے اس کا جواب دو۔ آئیے میں تم کو بتاتا ہوں کہ جن دلائل کو آپ نے چھوا تک نہیں اور دعویٰ ہے کہ جاء الحق کا جواب دیا ہے۔

پہلی دلیل :- مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ علی اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ حضرت علیؑ نے اپنے افسر کو مشرکوں کی قبریں جو تمہیں ان کے متعلق حکم دیا تھا نہ کہ مسلمین کی قبروں کے متعلق تھا لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت علی کو قبور مسلمین کے لیے حکم دیا ہو جب کہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شریک ہوتے تھے کیا حضور ﷺ نے خود ہی اونچی قبریں اپنے سامنے بنوائیں اور خود ہی ان کو ڈھانے کا حکم دیا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ حکم مشرکوں کی قبور کے متعلق تھا۔ محمل۔

دوسری دلیل :- اس کے بعد مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرم کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورے کے بغیر نہیں ہوتا تھا اس لیے جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں بنیں یا حضور علیہ السلام کی اجازت سے تو کون سے مسلمانوں کی قبریں تمہیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ محمل۔

سرفراز صاحب بتائیں کہ ان دلائل کا جواب راہ سنت کے کون سے صنفی پر ہے۔ اب تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حکم قبور مشرکین کے متعلق تھا کہ نہ کہ قبور

مسلمین کے متعلق۔ ورنہ سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ کیا صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے خلاف کوئی کام کر سکتے ہیں نہیں اور یقیناً "نہیں تو ماننا پڑے گا کہ مفتی صاحب کا دعویٰ حق ہے اور مدعائے یار باطل محض۔ صرف دو چار الفاظ اپنی طرف سے گھڑانے سے جواب نہیں بن جاتا صرف اتنا کہتا ہوں کہ

عشق کیا ہے تو مذاق عاشقی پیدا کرو۔

اگر منہ مفتی صاحب کے لگے ہو تو کوئی بات مدلل لکھا کرو ورنہ یوں ہی اٹانگ ٹانگ ہانکنے کا نام جواب نہیں ہے۔ شاید دیوبند میں یہی سکھایا جاتا ہو۔

اعتراض نمبر 3:- اس کے بعد مولوی سرفراز صاحب اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ حکم مسلمانوں کی قبور کے متعلق تھا ایک روایت مسلم۔ نسائی۔ ابو داؤد کی لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا ہی ہے۔ ہم حضرت فضالہ ابن عبیدہ (المتوفی 53 ھ) کے ساتھ روم کی سرزمین رودس کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا حضرت فضالہ نے ان کی قبروں کو (عام قبروں کے ساتھ) برابر کرنے کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔

الجواب :- قارئین کرام اس کا جواب ہم اپنی طرف سے پیش نہیں کرتے بلکہ وہ جواب نقل کرتے ہیں جو کہ صاحبزادہ مفتی اقدار صاحب نے دیا ہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر اونچی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضالہ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کر دی۔ حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے ماخوذ ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولاً "قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہاں تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت رکھی گئی اس کی تصریح بیہقی کی روایت میں ہے جمل الفاظ یہ ہیں۔ فتوفی ابن عم لی یقال له نافع ابن عبید فقام فضالہ فی حضرة فلما دفناه۔ قال حفصوا عنه التراب فان رسول اللہ ﷺ کان یامرنا بنسویة القبور۔

ترجمہ :- میرا چچرا بھائی فوت ہو گیا جسے نافع ابن عبید کہا جاتا تھا تب فضلہ ایک گڑھے میں کھڑے ہو گئے۔ جب ہم ان کو دفن کرنے لگے تو آپ نے فرمایا ان کی مٹی کم رکھو۔ نبی ﷺ نے قبور کے برابر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ صاف معلوم ہوا کہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی یہ نہ ہوا تھا کہ اولاً "تو اونچی بنا دی گئی۔ بعد میں ڈھائی گئی۔ مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے کا جواز بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں مسلمان کی قبر ایک بلشت رکھی جاوے۔ یہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کی قبر خلاف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس ڈھانے میں مومن کی توہین ہے جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی تقطیع پر نچھپا جاوے لیکن اگر چھوٹی تقطیع پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ حماکل جلائی نہ جاویں کہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے۔ مسلمانو! یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل کی تائید کرنے کے لیے کیسے کیسے دھوکے۔ جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ تان کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور علیہ السلام نے بنوائی تھی مولوی صاحب ہوش کی پیو۔ ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک بلشت سے زیادہ نہ ہوں خواص کے مزارات کچھ اونچی بھی ہو سکتے ہیں راہ جنت مصنفہ صاحبزادہ افتداری احمد خان صاحب صفحہ 86، 87 میں مولوی سرفراز سے پوچھتا ہوں کہ باب جنت کے کون سے صفحے پر اس کا مدلل جواب ہے۔ قارئین کرام آپ ان دلائل کا جواب باب جنت میں کہیں نہ پائیں گے اور سرفراز نے جو یہ لکھا کہ الحمد للہ کہ ہم نے مفتی صاحب کے رسالہ راہ جنت کا کوئی حوالہ نہیں چھوڑا جس کا جواب عرض نہ کر دیا ہو۔ (باب جنت 276) کیسا جھوٹ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے مان لیا ہے کہ حضرت علیؑ نے قبور مشرکین کے متعلق حکم دیا تھا اور یہ حکم مسلمین کی قبور کے متعلق نہیں تھا ورنہ ملگرا نہیں اعتراض ہوتا تو کچھ نہ کچھ تو لکھتے لفظ "مردود ہے" ہی لکھ دیتے جیسا کہ ان کی اکثر علوت ہے کہ ٹھوس

حوالہ جلت سے گہرا کر یہ لفظ جگہ جگہ لکھ دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر 4:- اس کے بعد سرفراز صاحب راہ سنت پر لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کی یہ تحقیق بھی قائل داد ہے کہ قبر کے ساتھ فوٹو کا ذکر ہے اور مسلمان کی قبر پر فوٹو کمال؟ سبحان اللہ گویا مفتی صاحب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ فوٹو اور قبر ایک ساتھ ہوں حالانکہ قبروں کے مٹانے کا حکم الگ ہے اور تصویروں کے مٹانے کا حکم جدا ہے وہ جہاں بھی ہوں ان کو مٹا دینا چاہیے۔ چنانچہ نسائی شریف میں اسی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں وہ سورۃ فی بیت کسی گھر میں کوئی تصویر اور فوٹو نہ چھوڑنا۔

الجواب :- مولوی سرفراز نے اس کے علاوہ جو توجیہیں مفتی صاحب کی ہیں ان کا جواب نہیں دیا جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ حکم مشرکین کی قبروں سے متعلق تھا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خود مولوی سرفراز کا دل بھی اس بات کو مانتا ہے لیکن ملا آں باشد چپ نہ شود پھر بھی چوں چراں کرتے ہیں یہ اعتراض محض لغو ہے کہ قبروں کے متعلق الگ حکم ہے اور تصویروں کے متعلق الگ حکم۔ کیونکہ اسے تو ہم بھی مانتے ہیں تصویر جہاں بھی ہو مٹا دینی چاہیے لیکن حوالہ میں قبر اور فوٹو کا ذکر ہے اس لیے یہاں فوٹو کا ذکر خاص قبر کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ان تصویروں کے متعلق حکم ہے جو قبور کے ساتھ ہوتیں تھیں اور سوائے مشرکین کے اور کسی کی قبر پر میت کا فوٹو نہیں ہوتا ہے اس لیے بھی مشرکین کی قبور کے متعلق ہی حضرت علیؓ کا حکم ہے اور سرفراز کو بھی اس سے انکار نہیں ہے۔ ان اعتراضات کے علاوہ اور کوئی توجہ طلب اعتراض نہیں ہے جس کا جواب دیا جائے۔

### لطیفہ پر لطیفہ

سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں۔

نوٹ :- قبروں پر قبوں اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہاء سے ثابت ہے۔ مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ حکم سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا کام نہیں ہے اس لیے عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں۔

دیکھئے آپ نے تو لکھا ہے قبر پر گنبد و قبے ڈھانا اسلامی حکومت کا کام ہے مصلحتاً  
لیکن روایت میں کیا آپ کوئی ایسا لفظ دکھا سکتے ہیں جس کا مطلب یہ ہو کہ حضرت علیؑ  
نے اپنے افسر کو گنبد و قبے مٹانے کے لیے بھیجا ہے اور روایت میں تو صاف طور پر  
لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے اس لیے بھیجا تھا کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ نہ چھوڑنا اور نہ کوئی  
ادبھی قبر چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دینا۔ اور یہ تو ثابت ہی ہو چکا ہے کہ یہ حکم  
قبور مشرکین کے متعلق تھا مجرموں وغیرہ کے لیے صاف حکم ہے کہ یہ حکومت اسلامیہ  
کا کام ہے۔

### تفسیر روح البیان پر اعتراض اور اس کا جواب

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ ایک ایسا مسئلہ جس کا اقرار تمام علماء امت کو  
ہے سرفراز صاحب محض سینہ زوری سے بغیر کسی دلیل کے اس کو ماننے پر تیار نہیں۔  
ان کے نزدیک وہ تمام و محی تھے جس کی مثل گزر چکی کہ کبھی علامہ شاہی کو و محی کہتے  
ہیں دیکھئے باب جنت اور کبھی ملا علی قاریؒ کو و محی کہتے ہیں۔ تو ان کے نزدیک تمام  
آئمہ سلف تو و محی ہو گئے اور یہ جناب آج چودھویں صدی کی پیداوا ہیں ان کو عقل  
ان سے زیادہ ہے قول رسول ﷺ کو یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں بخلاف جمہور کے۔ لعنت  
ہے ایسی عقل پر اور تف ہے ایسی ضد پر جو اپنے مشلخ امت کی بات بھی نہیں مانتی۔  
جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک مشلخ امت نے قرآن  
و حدیث غلط سمجھا ہے جیسی تو ان کو و محی بتا رہے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مولوی سرفراز عموماً  
تفسیر روح البیان پر بھی اعتراض کرتے ہیں دیکھئے راہ سنت ص 123 پر لکھتے ہیں۔ کہ  
صاحب تفسیر روح البیان کا قول سرے سے قابل التفات نہیں اور یہ تو صوفی مزاج مفسر  
ہیں جنہوں نے رطب و یابس اپنی تفسیر میں جمع کر دیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ سرفراز  
صاحب تمہارے نزدیک معتبر کون ہے؟ نہ علامہ شاہیؒ نہ علامہ مظلومیؒ نہ ملا علی قاریؒ  
وغیرہ تو اور کون ہے جو معتبر ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آپ کا مذہب ہی ایسا ہے  
جس کی کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور آپ یک قلم تمام آئمہ کرام کے اقوال کو باطل اور  
مردود کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صاحب تفسیر روح البیان پر اعتراض کرتے ہیں  
کہ انہوں نے تمہارے نجدی مذہب کے پر نچے آڑائے ہیں۔ آئیے قارئین دیکھتے

ہیں کہ ایسی کون سی وجہ ہے کہ سرفراز صاحب تفسیر روح البیان سے چڑتے ہیں۔  
صاحب تفسیر روح البیان جلد تین میں لکھتے ہیں۔

فبناء قباب علی قبور العلماء والا ولیاء والصلحاء امر جائز اذا كان المقصد  
بذالك التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقروا صاحب هذا القبر

ترجمہ :- علماء اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا جائز کام ہے جب کہ اس سے  
مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ لوگ قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

قارئین کرام کو مولوی سرفراز کے صاحب تفسیر روح البیان سے چڑنے کی اصل

وجہ سمجھ میں آگئی ہو گئی ورنہ اگر کہیں بظاہر بھی انہیں اپنے مذہب کے حق میں کوئی

قول صاحب تفسیر روح البیان کامل جاتا تو پھر یہی امام المفسرین بن جاتے اور یہ بات

کوئی صاحب تفسیر روح البیان نے نئی نہیں کی بلکہ فقہاء احناف بھی اسے مانتے ہیں جس

کی تصریح گزر چکی ہے اس کے بعد تو صاحب تفسیر روح البیان نے کمال ہی کر دیا۔

سورۃ فتح زیر آیت اذیبا یعونک تحت الشجرہ کے تحت فرماتے ہیں کہ بعض مغرور

لوگ کہتے ہیں چونکہ آج کل لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ لہذا ہم

ان قبروں کو گرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ میں طاقت نہیں ہے ورنہ

اپنی قبروں کو بچا لیتے فرماتے ہیں۔

فاعلم ان هذا الضیع کفر صراح خود من قول فرعون ذرونی اقتل

موسى و لیدع ربه الخ

ترجمہ :- تو جان لے کہ یہ کام خالص کفر ہے۔ فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ

چھوڑ دو مجھ کو میں موسیٰ کو قتل کروں وہ اپنے خدا کو بلا لے اب مولوی سرفراز اور ان

جماعت کانوں میں روئی کیوں نہ دے لے۔ آخر ایسے حوالہ جات ان میں سننے کی طاقت

ہے ہی کہاں پھر سرفراز کا لکھنا کہ یہ صوفی مزاج مفسر کی تفسیر ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کیا

صوفی ہونا گناہ ہے۔ کیا صوفی بغیر علم ہی بن جاتا ہے کیا صاحب تفسیر روح البیان نے

بغیر علم کے تفسیر لکھ دی۔ مشائخ امت پر طعن کرنا تمہیں اور تمہاری جماعت کو مبارک

ہو ہم تو ان کے نقش قدم پر چلیں گے کیونکہ ان کا راستہ وہی ہے جو کہ حضور ﷺ

نے بتایا ہے۔ آپ اپنی مرضی سے اپنا الگ راستہ بنالیں۔ وہ تمہیں مبارک۔ خود آپ

کی جماعت کے پیشہ ور مناظر مولوی منظور نے اس بات کو مانا ہے کہ علماء دیوبند کا مسلک سلف و صالحین کے خلاف ہے۔ لکھتے ہیں۔ حضرت علمائے فرنگی محل لکھنؤ حضرت مولانا عین القضاة صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا معین صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سجاد صاحب ہماری مرحوم جیسے بہت سے علمائے کرام اور علمی سلسلوں اور خاندانوں کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ان حضرات کا مسلک حضرات علمائے دیوبند سے مختلف تھا۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ صاف معلوم ہوا کہ کہ دیوبندیوں کا مسلک سلف و صالحین کے مسلک کے خلاف ہے اور اہل سنت و الجماعت طبقہ بریلی حق پر ہیں۔

## گنبد خضراء

علماء اہل سنت و الجماعت یہ دلیل گنبد وغیرہ کے جواز میں پیش کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور کسی صحابی نے انکار نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر قبہ و گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے۔ مولوی سرفراز صاحب اس کے جواب میں موطا امام مالک اور شمائل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ (صرف ترجمہ نقل ہے)

”بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے اور بعض دوسروں نے کہا آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا جائے اتنے میں حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نبی صرف اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس میں ان کی وفات ہوتی ہے سو اسی جگہ آپ کی قبر کھودی گئی۔“ بلند

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ لہذا اس حدیث کی رو سے آپ کو وہیں دفن کیا گیا باقی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بالنسب وہیں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اگر وہ کہیں اور دفن ہوتے تو صحابہ ہرگز ان کی قبور پر عمارت تعمیر نہ کرتے۔ کیونکہ ہزاروں صحابہ کرام نے وفات پائی مگر کسی کی قبر پر عمارت نہ تعمیر ہوئی صدیوں بعد ترکوں نے یہ فعل کیا۔ پھر ایک المناک واقعہ پیش آیا جس کے تحت سلطان نورالدین زنگی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ارد گرد نہایت گہری دیوار میں سیسہ اور رانگ گلا کر اس کو بھر دیا۔ سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنوایا جو اب تک موجود ہے۔ اس لیے تمام



قبروں کی عمارت کو آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک پر قیاس کرنا درست نہیں ہے عملہ راہ سنت ص 181'182

الجواب :- مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جیسی چوڑی عبارت لکھ کر مولوی سرفراز نے کون سا قلعہ فتح کر لیا ہے کیونکہ حوالہ میں تصریح ہے کہ نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کی وفات ہو۔ اس میں جگہ کی تخصیص ہے نہ کہ یہ بھی ہے کہ عمارت اگر ہو تو اسے بھی ویسے کا ویسا ہی رہنا چاہیے۔ اس لیے اگر قبر خاص پر عمارت ممنوع ہوتی تو صحابہ کرام حجرہ کو گرا دیتے اور جہاں نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تھے وہیں دفن فرما دیتے اور ہمارا یہی اعتراض ہے کہ صحابہ کرام نے اس حجرہ پر کوئی اعتراض نہ کیا اس لیے قبور خاص پر عمارت بنانا ثابت ہے۔ اعتراض کو آپ چھوٹے بھی نہیں اور ادھر ادھر کی ہانک کر حواریوں میں یوں اڑتے ہیں جیسے پتہ نہیں کیا کر دیا ہوا۔ اور اس کا تو آپ کو بھی اقرار ہے کہ پانچویں صدی میں سلطان نور الدین نے خاص مقصد کے تحت ارد گرد دیوار بنائی اور چھٹی صدی میں سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنایا۔ تو اس گنبد پر جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو اس سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر یہی کام کرنا جائز ہے اور وہ بھی خاص مقصد کے تحت جیسا کہ ائمہ کرام کی تصریحات گزر چکی ہیں کیونکہ گنبد سبز حضور علیہ السلام کے پانچ چھ سو سال بعد بنا تھا اور یہ گنبد عمارت خاص حضور ﷺ سے خاص نہیں کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ بھی اسی میں دفن ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی یہیں دفن ہوں گئے لیکن کسی کی قبر پر قبہ یا عمارت نہ بنائی گئی اس لیے اگر حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ کو کہیں اور دفن کیا جاتا تو ہرگز عمارت یا قبہ نہ بنایا جاتا۔ میں کہتا ہوں پیچھے صراحتاً "گزر چکا ہے کہ صحابہ کرام کی قبور پر قبے وغیرہ بنائے گئے۔ منتقے شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) حضرت عمرؓ نے زینت بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا یا حضرت عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد بن حنفیہ ابن حضرت علیؓ نے حضرت عباس کی قبر پر قبہ بنایا الخ۔ از جلاء الحق ص

293

لو اب تو ثابت ہو گیا کہ قبہ بنانا جائز ہے اوز قارئین کرام سے مخفی نہیں اس روایت کا جواب مولوی سرفراز کے پاس نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ :- مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 33 پر لکھتے ہیں کہ راہ سنت پر یہ باحوالہ بحث موجود ہے کہ عام قہوں اور گنبدوں پر آنحضرت ﷺ کے گنبد خضراء کا قیاس کر کے ڈھانا درست نہیں اس کی ضروری تشریح راہ سنت میں مذکور ہے لیکن مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی سرفراز کے فتویٰ کا نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ڈھانا رینا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کا یہ الزام ہے محض

الجواب :- سرفراز صاحب آپ نے جو تشریح مرقوم کی ہے اس کی خامیاں تو آپ پر واضح ہ چکی ہوں گی مفتی صاحب کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اس فتویٰ کا یہ نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ﷺ کا ڈھانا درست ہے کیونکہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے کیونکہ آپ کی جماعت کی کتاب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ چنانچہ مفتی عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند سے سوال کیا گیا۔ سوال یہ ہے۔

سوال۔ بعض تمثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی ﷺ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے بالشرح و تفصیل جواب تحریر فرمائیے۔ دیکھئے اس کا جواب کیا ملتا ہے۔

الجواب۔ قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے بنانے والے جو اس فعل سے راضی ہوں گناہ گار ہیں الخ۔ بندہ عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ دیوبندی جلد اول ص 14 سطر 5۔ ماخوذ از رسالہ دیوبندی مذہب۔ سرفراز صاحب اب آپ ہی بتائیں مفتی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔ آپ میں سے اور مفتی دیوبند میں سے کون سا سچا ہے۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب  
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

## بحث قبروں پر چراغ روشن کرنا

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے قارئین کرام کو مسلک اہل سنت والجماعت طبقہ بریلوی سمجھ لینا چاہیے تاکہ مسلک الجہور سمجھنے میں آسانی ہو اور یہ واضح ہو جائے کہ مسلک سلف صالحین کے حق میں کون سی جماعت ہے اور سلف صالحین کے مخالف کون سی جماعت ہے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔

1- قبروں پر چراغ جلانا مطلقاً "منوع و ناجائز نہیں۔ ممنوع تو جب ہے کہ قبور عوام پر بے غرض و بے فائدہ روشنی کی جائے

2- یا قبروں پر جلانے سے تعظیم قبور یا زہنت قبور مقصود ہو۔

3- اگر کسی مصلحت اور فائدے کے لیے ہو تو جائز مستحسن ہے مثلاً "قبرستان میں کوئی مسجد ہو یا مسجد میں قبریں ہوں کہ نمازیوں کو آرام اور مسجد بھی روشن اور قبروں پر بھی اجلا یا قبریں سر راہ ہوں کہ چراغ جلانے سے روشنی کرنے سے راہ گیروں کو بھی نفع اور اموات کو بھی فائدہ کہ مسلمان قبریں دیکھ کر سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے یا قبرستان میں کوئی رہتا ہو۔ بیٹھا ہو۔ زیارت قبور و ایصال ثواب کے لیے آیا ہو روشنی سے آرام پائے گا۔ قرآن عظیم دیکھ کر پڑھے سکے گا۔ یا قبرستان میں کسی ولی اللہ یا محققین میں سے کسی کا مزار ہو اور اس کے پاس روشنی ہو تاکہ لوگ کسی ولی اللہ کا مزار جن کر اس کی عزت کریں اس کے پاس آکر اللہ سے دعا کریں اس سے تبرک حاصل کریں۔ اس کے پاس کوئی بے ادبی و گستاخی نہ کریں کہ اولیاء کرام کے دربار میں بے ادبی نہ کریں کہ اولیائے کرام کے دربار میں بے ادبی گستاخی نہایت شنیع گناہ ہے۔ از اصلاح بہشتی زیور مصنفہ مولوی حشمت علی بریلوی۔

قارئین کرام یہ ہے ہمارا دعویٰ اور یہی سلف و صالحین کا مسلک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثبوت پیش کا جائے گا۔ سب سے پہلے ایک اعتراض جو عموماً پیش کیا جاتا ہے اس کا

جواب کتاب جاء الحق سے ریا جائے گا پھر اس پر جو اعتراضات وارد ہوئے ان کی خامیاں بتائی جائیں گی انشاء اللہ۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں کہ قور پر چراغ و قدیل اور موم بتی جلانے کی شریعت اسلامی میں کوئی اصل نہیں ہے اور شریعت حقہ اس قبیح حرکت سے نہایت ہی سخت بیزار ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ (صرف ترجمہ نقل ہے اور یہ ترجمہ مولوی سرفراز کا ہی ہے) آنحضرت ﷺ نے قبروں کو زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اور ان پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ بلغہ

الجواب :- مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی مدظلہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت ہے وہ اسی کی ہے جو بے فائدہ ہو چنانچہ حاشیہ مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

والنہی عن اتخاذ السرج لمافیہ من تضيع المال ترجمہ :- قبروں پر چراغ جلانے سے اس لیے ممانعت ہے کہ اس میں مال برباد کرنا ہے۔ اسی طرح مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ نے تصریح فرمائی۔ حلیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد دوم صفحہ 429 مصری میں اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ ای الذین یوقدون السرج علی قبور عبثاً من غیر فائدہ۔ ترجمہ :- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عبث چراغ جلاتے ہیں مشکوٰۃ باب الدفن میں ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل لیلاً فاسرج له یسراج ترجمہ :- نبی کریم ایک شب دفن میت کے لیے قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لیے چراغ جلایا گیا۔ دوم یہ کہ حدیث میں ہے والمنتخذین علیہا المسجد والسرج۔ حضور علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجد بنائیں اور چراغ جلائیں ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر شارحین اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبریں فرش مسجد میں آجائے یہ منع ہے لیکن اگر قبروں کے پاس مسجد ہو برکت کے لیے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں نے علی

کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تعویذ قبر پر چراغ جلانا منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے ارد گرد ہو تو وہ قبر پر نہیں۔ لہذا جائز ہے۔ جیسے ہم گنبد کی بحث میں لکھ چکے ہیں۔ نیز حدیقہ ندیہ میں علامہ تالیسی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ المتخذین علیہا ای علی القبور یعنی فوقہا۔ یعنی خاص قبروں کے اوپر اور وجہ اسی کی یہ ہے کہ چراغ آگ ہے اور آگ کا قبر پر رکھنا برا ہے اس لیے خاص قبر میں لکڑی کو تختہ لگانے کو فقہا منع فرماتے ہیں کہ اس میں آگ کا اثر ہے۔ لیکن اگر لکڑی قبر کے پاس پڑی ہو وہ منع نہیں تو چراغ کی ممانعت آگ ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ تعظیم قبر کے لیے۔ نیز یہاں ایک ہی علی ہے اور ذکر مسجد کا اور چراغ کا۔ مسجد کے لیے تو آپ علی کے حقیقی معنی مراد لیں یعنی خاص قبر کے اوپر اور چراغ کے لیے مجازی یعنی قبر کے قریب۔ تو حقیقت اور مجاز کا اجتماع لازم ہو گا اور یہ منع ہے۔ لہذا دونوں جگہ حقیقی معنی مراد ہیں مرقات میں علامہ علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فید علیہا یفید وان اتخاذا المسجد بجنبہا لا باس بہ

ترجمہ :- اوپر کی قید لگائی جس سے معلوم ہوا کہ قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں۔

لفظ علی سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز۔ اسی طرح لفظ علی سے یہ بھی نکلا کہ قبر کے برابر چراغ جائز۔ نیز یہ کہ ہم گنبد کی بحث میں شاہی اور دیگر کتب کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ بہت سی باتیں زمانہ صحابہ کرام میں منع تھیں مگر اب مستحب روح البیان پارہ 10 سورہ توبہ زیر آیت۔ انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ ہے (صرف ترجمہ نقل ہے۔ یعنی احياء العلوم میں امام غزالی نے فرمایا کہ اس زمانہ کے بہت سے مستحبات صحابہ کرام کے زمانہ میں۔ نا جائز تھے مشکوٰۃ کتاب الامارۃ باب ما علی الولاۃ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ کوئی مسلمان حاکم خچر پر سوار نہ ہو اور چپاتی روٹی نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور دروازہ کو اہل حاجت سے بند نہ کرے اور فرماتے تھے۔ (صرف ترجمہ نقل ہے) اگر تم نے ان میں سے کچھ بھی کیا تو تم کو سزا دی جاوے گی اسی مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے۔ ما امرت بتشیید المساجد۔

مجھ کو مسجدیں اونچی بنانے کا حکم نہ دیا گیا اس کے حاشیہ میں ہے۔ لی باعلاء بناء  
 هاوتنر بنھا یعنی مسجدیں اونچی بنانے اور ان کو آراستہ کرنے کا حکم نہیں اسی مکتوبہ  
 میں ہے صرف ترجمہ نقل ہے عورتوں کو مسجد سے نہ روکو قرآن میں زکوٰۃ کے مصرف  
 آٹھ میں ہیں یعنی مولفہ القلوب بھی زکوٰۃ کا مصرف ہے لیکن عمد فاروقی سے صرف  
 سات مصرف رہ گئے۔ مولفہ القلوب کو علیحدہ کر دیا گیا (دیکھو ہدایہ وغیرہ) کہنے اب بھی  
 ان پر عمل ہے؟ اب حکام اگر معمولی حالت میں رہیں۔ ان کا رعایا پر رعب نہیں ہو  
 سکتا اگر کفار کے مکانات اور مندر اونچے ہوں مگر اللہ کا گھر مسجد نیچی اور کچی اور معمولی  
 ہو تو اس میں اسلام کی توہین ہے۔ اگر عورتیں مسجد میں جاویں تو صدمہ خطرات  
 ہیں۔ کسی کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں یہ احکام کیوں بدلے؟ اس لیے کہ ان کی ملتیں بدل  
 گئیں۔ اس وقت بغیر ظاہری زیب و زینت کے مسلمانوں کے دلوں میں اولیاء اللہ اور  
 مقابر کی عزت و حرمت تھی۔ لہذا زندگی موت ہر کام میں سادگی تھی اب دنیا کی آنکھیں  
 ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھتی ہیں۔ لہذا اس کو جائز قرار دیا گیا۔ چنانچہ پہلے حکم تھا کہ مزارات  
 پر روشنی نہ کرو اب جائز قرار پایا۔ تفسیر روح البیان میں زیر آیت انما۔ عمر مساجد اللہ  
 ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کے مینارہ پر ایسی روشنی کی تھی کہ  
 بارہ میل مربع میں عورتیں اس کی روشنی میں چرخہ کاٹی تھیں اور بہت ہی سونے  
 چاندی سے اسے آراستہ کیا تھا۔ ازجاء الحق ص 303، 305

### تحریر حذا پر اعتراضات کا جواب

اعتراض نمبر 1:- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں ظاہر ہے  
 جس کام پر سردار دو جہاں ٹھہرے نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت بھی مستحب نہیں ہو سکتا۔  
 نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کا  
 مصنوعی پیوند لگ سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور  
 بدعت پسند اس میں خانہ ساز فوائد اور منافع بتانا شروع کر دے محض

الجواب :- سرفراز صاحب ذرا ایمانداری سے بتائیں کیا یہ جواب ان مدلل حوالہ  
 جات کا ہے جو مفتی صاحب نے پیش کئے ہیں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کیا حدیث

کو تم اپنی عقل سے سمجھنا چاہتے ہو یا شارحین حدیث کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے سمجھنا چاہتے ہو تو تمہیں یہ عقیدہ جو کہ سلف و صالحین کے خلاف ہے مبارک ہو اگر شارحین حدیث کے اقوال کی مدد سے سمجھنا چاہتے ہو تو آئیے سمجھئے۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد

نہیں ہے دار کا طالب یہ بندہ آزاد

کیا جاء الحق میں آپ کو علامہ ہابلسی کی یہ تشریح لکھی نظر نہ آئی تھی کہ علامہ ہابلسی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای الذین یوقدون السرج علی القبور عبثاً من غیر وئعہ

ترجمہ :- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عبث چراغ جلاتے ہیں سرفراز صاحب پتہ چلا کہ نہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں جن چراغ جلاتے والوں پر لعنت فرمائی وہ وہ لوگ ہیں جو کہ بے فائدہ و عبث چراغ جلاتے ہیں۔ دیکھو شارحین حدیث کیا کہہ رہے ہیں اور تم کدھر جا رہے ہو اس کے بعد علامہ ممدوح کی مزید تشریح بھی سن لیجئے ص 429 حدیثہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔

اخراج الشموع اسی القبور بدعة واتلاف مال کذافی البزازیہ وھذا کلہ اذاخلا عن فائده واما لذاکان موضع القبور مسجد لوعلی طریق لوکان ہناک احد جالسا لوکان قبرولی من الاولیاء لوعلم من المحققین تعظیماً" للوحہ اعلام اللناس انہ ولی یترکوبہ ویدعواللہ تعالیٰ عنده فیستحاب لہم فہوا امر جائز۔ از جاء الحق ص 300

ترجمہ :- قبروں پر چراغ لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا جب ہے جب کہ بے فائدہ ہو اسی طرح بزازیہ میں ہے اور اگر قبر کی جگہ مسجد ہو یا قبر راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی اللہ یا کسی محقق عالم قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کے لیے اور لوگوں بتانے کے لیے کہ یہ ولی کی قبر ہے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور وہاں اللہ سے دعائیں کریں تو چراغ جلاتا جائز ہے اب کوئی پوچھنے والا ہو تو اس نجدی زاوہ سے پوچھئے کہ صرف تو ہی حدیث کو سمجھا ہے۔ کیا ملا علی قاری اور علامہ

ٹاہلسی نے بدعت کو رائج کیا ہے۔ اگر یہ حضرات بدعتی تھے تو آپ کے ساتھ کون رہ گیا مفتی صاحب مدظلہ کوئی گھر سے فائدہ بے فائدہ کی قید نہیں لگا رہے بلکہ سلف صالحین نے یہ قید لگائی ہے اور تم کتنی بے شرمی بے لوگوں کے دلوں میں ڈال رہے ہو کہ مفتی صاحب ایسا فرما رہے ہیں۔ اب مولوی سرفراز کو سمجھ آگئی ہوگی ہو کہ ضرورت و غیر ضرورت کا پیوند علامہ ٹاہلسی نے لگایا ہے نہ کہ مفتی صاحب مدظلہ نے۔ مفتی صاحب تو محض ناقل ہیں آپ کا اصل اعتراض سلف و صالحین پر ہے نہ کہ مفتی صاحب پر ہے اور قارئین کرام بھی اسے اچھی طرح جان چکے ہوں گے اب مزے دار بات تو جب ہے کہ خود مولوی سرفراز کی ایسی تحریر پیش کر دی جائے جس میں وہ خود ضرورت و غیر ضرورت کے پیوند کو مانتے ہیں۔ تو قارئین کرام سمجھیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

صاحبزادہ مفتی اقدار احمد صاحب نے مولوی سرفراز سے یہ پوچھا تھا کہ نجدی حکومت جو آج روضہ اقدس پر نہایت شاندار روشنی کرتی ہے کیا وہ مشرک مرتد ہیں □ تو جناب سرفراز صاحب اس کے جواب میں باب جنت ص 253 پر فرماتے ہیں۔

رہا روضہ اقدس روشنی کرنا تو ہم بعض مجبوریوں کی وجہ سے ابھی تک نج اور روضہ اقدس کی حاضری کے لیے ترس رہے ہیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی وہاں لے جائے۔ یہ شاندار روشنی اگر تو مسجد نبوی میں نمازیوں کی ضرورت کے لیے ہے تو درست ہے یا رات کو روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام کرنے والوں کی ضرورت کے لیے ہے تب بھی درست ہے الخ۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب مولوی سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ جب آپ کے نزدیک علماء اہل سنت و سلف و صالحین ضرورت و غیر ضرورت کا سوال اٹھاتے ہیں تو آپ فوراً "پکار اٹھتے ہیں کہ" ظاہر ہے جس کام پر سردار دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت و غیر ضرورت کے مصنوعی پیوند لگ سکتے ہیں الخ راہ سنت ص 182



لیکن اب خود ہی ضرورت غیر ضرورت کا پیوند لگایا۔ اپنی دونوں عبارتوں کو دیکھو کہ کتنا زمین و آسمان کا فرق ہے خیر آپ مان تو گئے کہ ضرورت کے وقت روشنی کرنا جائز ہے اور راہ سنت کے اسی صفحہ پر آپ کو اپنی عبارت یاد ہوگی کہ لکھا ہے یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور بدعت پسند اس میں خانہ ساز فوائد اور منافع بتانا شروع کر دے بلکہ اب سرفراز صاحب خود ہی بتائیں کہ بقول خود بدعت پسند ہوئے کہ نہیں بقول شاعر

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے  
امیر کارواں بھی ہیں انہیں گم کردہ راہوں میں

بحر حال جو نتیجہ اس سے ثابت ہوا وہ ایک حق کی تلاش کرنے والے کے لیے سمجھنا مشکل نہیں۔ ورنہ ضد کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ علماء اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ قبروں پر بے فائدہ و عبث چراغ جلانا ناجائز و ممنوع ہے کسی ضرورت وغیرہ کے لیے جائز ہے اور اسکی متعدد صورتیں بحوالہ علامہ باہلی گزر چکی ہیں۔

مولوی سرفراز کہتا ہے اگر قبر پر نمازیوں کی ضرورت کے لیے روشنی کی جائے یا زیارت کرنے والوں کی ضرورت کے لیے کی جائے تو جائز و درست ہے ورنہ نہیں۔  
مصلحہ حوالہ مذکورہ

اب فیصلہ قارئین کے ہاتھ ہے کہ سمجھ لیں کہ کون سا مکتب فکر حق پر ہے اور کون ہوائے نفسانی کے ہاتھوں تباہی کے گڑھے میں گر رہا ہے۔ بحر حال یہ ثابت ہو گیا کہ جہاں قبور پر روشنی کرنا منع ہے وہاں بے فائدہ و عبث روشنی کرنے کے بارے میں حکم ہے اور جہاں اس کو جائز لکھا ہے وہاں کسی خاص غرض اور فائدے کے بارے میں حکم ہے اور اس سے مولانا سرفراز صاحب کو بھی مجھ سے اتفاق ہے یہ اور بات ہے کہ اپنی ورثہ میں پائی ہوئی ضد پر قائم رہیں۔

اعتراض نمبر 2:- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 184 پر لکھتے ہیں کہ اگر اولیاء کرام کی تعظیم و توقیر آنحضرت ﷺ کی حدیث کی خلاف ورزی سے ہوتی ہے اور اگر ان کی محبت لعنت کا کام کرنے سے ہوتی ہے تو ہم بپانگ و حل کہتے ہیں کہ یہ تعظیم

مفتی احمد یار خان صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہی نصیب ہو۔ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے ہی اولیاء کرام بزرگان دین کی تعظیم ہوتی ہے بلند۔

الجواب :- سرفراز صاحب یہ عبارت ایک غلطی کا نتیجہ ہے اور وہ دور ہو چکی ہے اور خود آپ نے مانا ہے اس لیے اس عبارت کی حقیقت کچھ بھی نہیں رہتی۔ لیکن بحث کو مکمل کرنے کے لیے اس کا جواب لکھتا ہوں۔ سرفراز صاحب آپ کو مشکوٰۃ شریف کی وہ روایت تو یاد ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ ایک رات قبرستان میں میت کے ساتھ گئے جب آپ قبر میں گئے تو آپ کے لیے چراغ روشن کیا گیا۔ آپ کی حدیث کی یہ حدیث تفسیر ہو گئی۔ آپ کی پیش کردہ عبارت کا جواب یہ ہے۔

اگر حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر اولیاء عظام کی و مہمی اور بدعتی ثابت کرنے سے ہوتی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ کی محبت آپ کی طرف غلط بات منسوب کرنے سے ہوتی ہے جسے تمام علماء امت غلط کہتے ہوں تو ہم بانگِ دہل کہتے ہیں کہ ایسی تعظیم مولوی سرفراز اور اس کے نجدی کنبے کو مبارک ہو ہمارے نزدیک علماء امت کی بات قابل قبول ہے کیونکہ اگر وہ ہی بدعتی ہو گئے تو دین تو بدعتوں کی وجہ سے پھیلا اگر ہم ان کی تعظیم کریں گے تو یہی تعظیم رسول ﷺ کی۔

اتنی بھی کلوش نہ کر میری اسیری کے لیے  
تو کہیں میرا گرفتار نہ سمجھا جائے

اعتراض نمبر 3:- مولوی سرفراز راہ سنت ص 183 پر لکھتے ہیں کہ پھر یہ کہنا کے علی کے معنی اوپر کے ہیں لہذا قبر کے اوپر چراغ چلانا درست نہیں اگر پاس ہو تو جائز ہے۔ یہ بھی نری جہالت ہے۔ علی کے معنی میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں لو کالذی مر علی قریۃ کا معنی کیا مفتی احمد یار خان صاحب یہ کریں گے کہ حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بستی میں لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھتے ہوئے گزرے تھے حدیث معراج میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فمررت علی موسیٰ۔ میرا گزر حضرت موسیٰ پر ہوا۔ الغرض لفظ علی ارد گرد اور آس پاس کو بھی شامل ہے۔

اس کے بعد ایک دو حوالہ جات اس کی تائید میں ہے کہ علی کے معنی ارد گرد وغیرہ ہیں۔

**الجواب :-** مولوی سرفراز کا یہ اعتراض محض جہالت ہے۔ یا صرف ضد کا نتیجہ ہے۔ علی کے معنی جو آپ نے لکھے کہ ارد گرد ہے تو اس سے کون انکار کرتا ہے لیکن یہ معنی مجازی ہیں اور اعلیٰ کے حقیقی معنی اوپر کے ہی ہیں آپ کو بھی اقرار ہے دیکھئے اعتراض میں آپ لکھتے کہ ”علیٰ کے معنی میں یہ دونوں مفسوم داخل ہیں“ بلکہ راہ سنت۔ کیا آپ کسی مفسر یا شارح حدیث کا حوالہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث یا آیت کا مطلب بتائے ہوئے علیٰ کا حقیقی معنی مراد لیا ہے؟ حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے حوالہ جات لکھے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں علیٰ کے لفظ کو مفسرین نے حقیقی معنوں میں رکھ کر انکار کیا ہے اور مجازی معنی بتا کر اس کی تشریح کر دی۔ مگر آپ کو کیا۔ آپ نے تو اعتراض کرنا ہے۔ سنی مفتی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ ”

حضور علیہ السلام نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجدیں بنائیں اور چراغ جلائیں۔ ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر شارحین اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبر فرش مسجد میں آ جائے یہ منع ہے لیکن اگر قبر کے پاس مسجد ہو کر برکت لے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں نے علیٰ کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تعویذ قبر پر چراغ جلانا منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے ارد گرد ہو تو جائز ہے۔ ص 304 اس کے بعد مفتی صاحب نے حدیث ندیہ کا حوالہ لکھا ہے کہ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ المتخذین علیہا ای

علی القبور یعنی فوقہا

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبروں پر جو چراغ جلانے و مسجد بنانے پر لعنت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کے اوپر چراغ جلانے اور مسجدیں بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔ دوسرا حوالہ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ مرقات میں ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فید علیہا یفید ان اتخذ المسجد بجنبہا لا باس بہ

ترجمہ :- اوپر کی قبر لگائی جس سے معلوم ہوا قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں

لفظ علی سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز۔ اسی طرح لفظ علی سے قبروں کے برابر چراغ جائز۔ سرفراز صاحب بتائیں آپ کو تو دعویٰ ہے کہ راہ سنت جاء الحق کا جواب ہے۔ مجھے بتائیں ان حوالہ جات کا جواب کہاں اور کس صفحے پر ہے۔ مفتی صاحب مدظلہ علی نے بات بے دلیل تو نہیں کی تھیں۔ شارحین حدیث ہی جب یہ کہتے ہیں کہ یہاں علی اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو آپ کون ہوتے ہیں اس پر اعتراض کرنے والے مگر کیا کریں آخر حواریوں کو بھی تو کوئی جواب دینا ہے۔ آپ کے اعتراض کا مطلب تو یہ ہے۔

کہ جب ملا قاریؒ و شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کہا ہے کہ علی کے معنی ہیں اوپر جائز اور برابر مسجد جائز تو ملا علی قاریؒ و شیخ محقق اور علامہ نابلسیؒ جنہوں نے لفظ نو تھا سے صاف تشریح کر دی ہے کہ علی اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو وہ اس آیت کا معنی اوکا الذی مد علی قرۃ اور اس حدیث کا معنی مرت علی موسیٰ کا معنی کیا کریں گے کیا وہ یہ مطلب کریں گے حضرت عزیز علیہ السلام مکان کی چھتوں پر سے گزرے۔ کتنی بیوقوفانہ بات ہے کہ شارحین حدیث لاکھ کہتے ہیں کہ یہاں علی کا معنی نو تھا یعنی اوپر ہے لیکن سرفراز صاحب ہیں کہ شارحین حدیث یہ چوٹ کرتے ہیں۔ مگر کیا کریں آخر یہ نہ کریں تو اور کیا کریں آخر شیخ الحدیث دیوبند ہوئے۔ سرفراز صاحب سمجھ آگئی ہو گی کہ آپ کے پیش کردہ اعتراض میں لفظ علی اپنے مجازی معنی میں مستعمل ہے اور اس حدیث میں لفظ علی حقیقی معنی میں مستعمل ہے۔

دنیا سے اہلسنت کیلئے



# تفسیر نعیمی

تخریج و حوالہ جات و یک رنگہ دیدہ زیب ڈیزائن  
سے مزین ہو کر اشاعت ہو چکی ہے

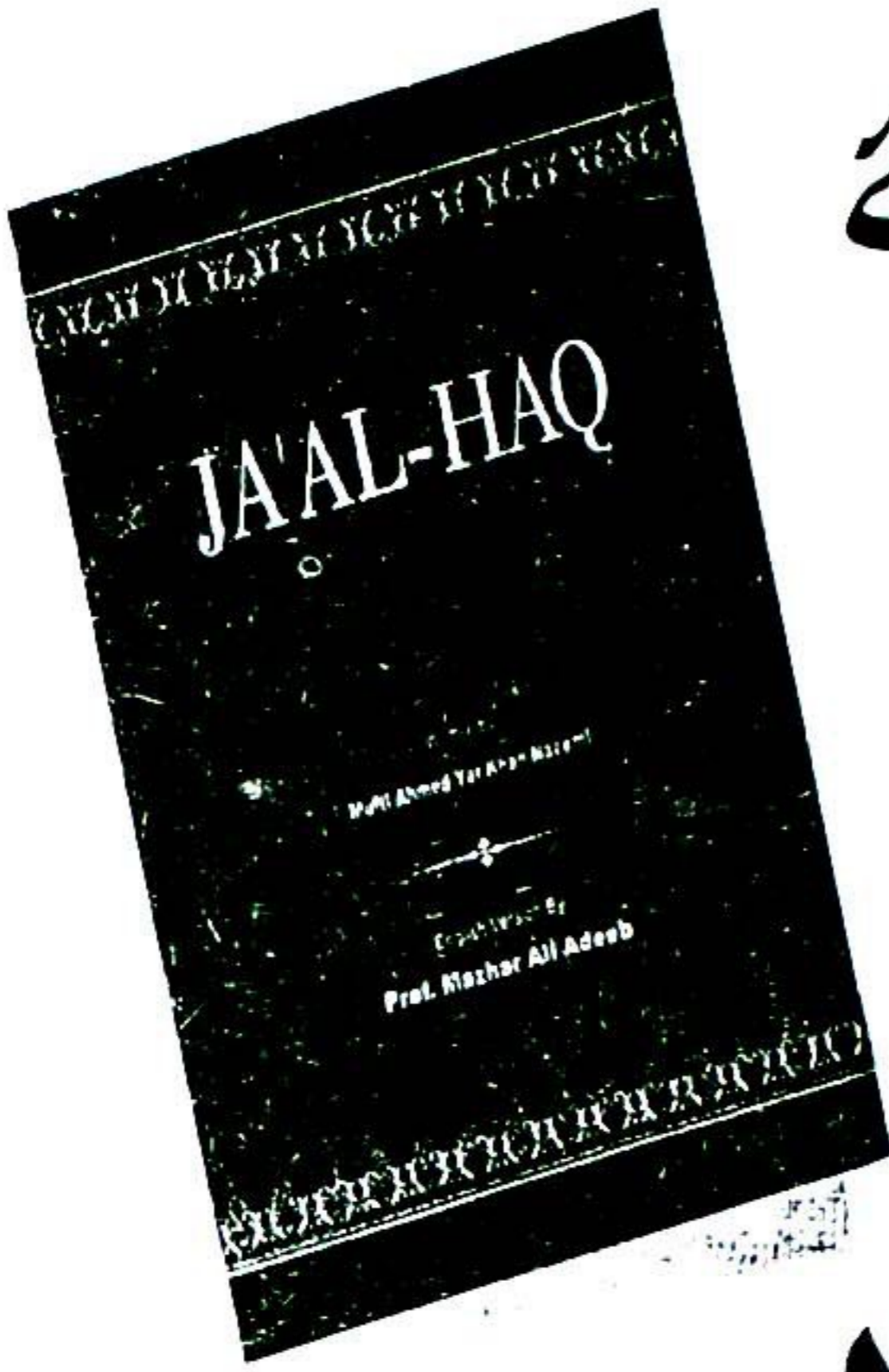
حاصل کرنے کے لئے آج ہی رابطہ کریں

۵۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ  
۴۰ اردو بازار۔ لاہور  
Ph: 042-7248927

نعمی کتب خانہ



دنیا نے اہلسنت کیلئے



# جاء الحق

انگلش ترجمہ مع تخریج و حل لغات کے ساتھ

منظر اشاعت پر آچکی ہے

حاصل کرنے کے لئے آج ہی رابطہ کریں

۵۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ

۴۰ اردو بازار۔ لاہور

Ph: 042-7248927

نعیمی کتب خانہ



العطاءية الاحمدية

فتاویٰ نعیمیہ

مفتی اعظم پاکستان صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

کے عصر حاضر میں درپیش بیشمار مسائل پر معرکہ آرا فتوؤں پر  
مشتمل فقہ حنفی کا مدلل ترین فتاویٰ تحقیق ایسی جو کہ اسکے غیر میں  
کم ملے الحمد للہ ۵ جلد بیروتی یا چوڑ ڈیزائن

ناشر: نعیمی کتب خانہ لاہور فون: 724892-724892-042

# ***Shan-e-Habib*** ***Al-Rahman***

***(Min Ayat-ul-Quran)***

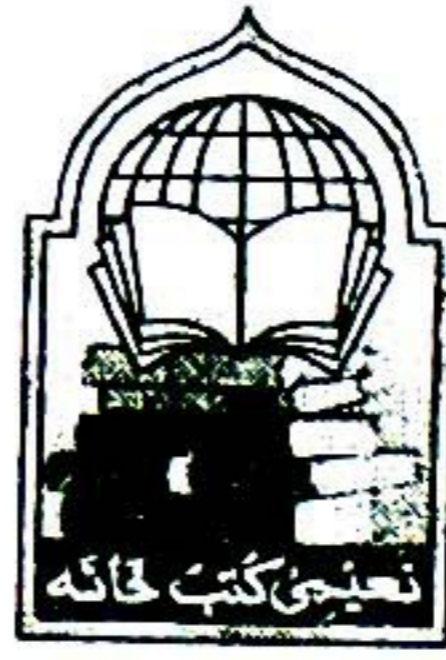
***By:***

**Hazrat Mufti Ahmad Yar Khan Naeemi**

***English Version:***

***Sayyid Mazhar Ali Adeeb***

***(In Printing Proses)***



**Published by:**

**Naeemi Kutab Khana**  
Ghazni Street, 40-Urdu Bazar Lahore



دنیا ئے اہلسنت  
کیلئے



تخریج و حوالہ جات  
تصحیح نو اور دیدہ زیب

ڈیزائن سے  
مزین ہو کر

حاشیہ

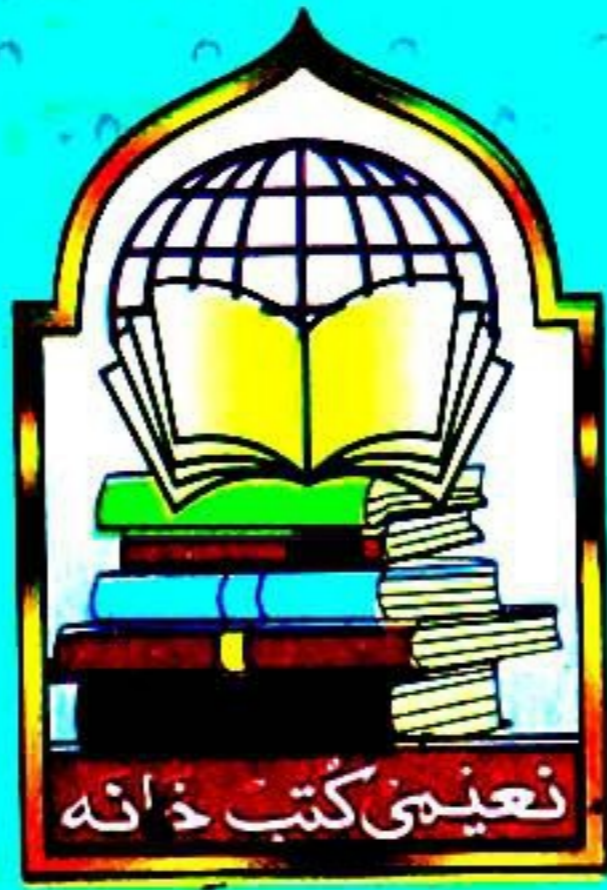
اشاعت ہو چکی ہے

حاصل کرنے کے لئے آج ہی رابطہ کریں

نعمی کتب خانہ  
۵۔ احمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ  
۴۰ اردو بازار لاہور 042-7248927







ناشر

نعیمی کتب خانہ

ہدایت مارکیٹ، غزنی، شریف آباد، لاہور